سلسلہ ثانی　　　　　　　　　　　　　پہلی جلد





# فسانہ لندن

رینالڈس کے زبردست ناول مسٹریز آف لندن کا ترجمہ



تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم نظارہ پرستان - خونی ملوار - وطن پرست وغیرہ



سنہ ۱۹۲۵ء



لال برادرس

ہسپارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

اس دفتر سے اسی طرز کے ناولوں کا ایک ماہوار سلسلہ جاری ہے
عہ سالانہ قیمت ادا کرکے مستقل خریدار بن جائیے

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام منشی رحیم بخش پرنٹر چھپا
اشاعت ثالث　　　　قیمت ۱۲ر　　　　حقوق محفوظ




## سلسلہ ثانی

# فسانہ لندن

## پہلی جلد

## باب - ۱

### سفری گاڑی

۲۰ نومبر ۱۸۲۶ء کی رات کو قریباً نو بجے کا وقت تھا۔ کہ ایک سفری گاڑی جو لندن کو جا رہی تھی۔ گھوڑے بدلنے کے لئے موضع سٹینز کی سرائے کے آگے ٹھیری۔ گاڑی کے اندر دو شریف النسب عورتیں سوار تھیں۔ ایک ادھیڑ عمر کا وردی پوش نوکر اور ایک نوجوان گاڑی کے باہر کوچبان کے بکس پر بیٹھے تھے۔

مطلع صاف اور آسمان پر بادلوں کا نشان بھی نہ تھا۔ سرمائی چاند کی روشنی خوب بکھری ہوئی تھی۔ اور گاڑی کے لیمپوں کی چمک سڑک پر فاصلہ تک نظر آتی تھی۔

سرائے کے آدمیوں نے جھٹ گھوڑوں کو کھول کر ان کی بجائے تازہ دم جوڑی لگا دی چلانے والے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ اور مالک سرائے کے یہ کہنے پر کہ سب تیاری ٹھیک ہے گاڑی تیزی سے آگے کو چل دی۔ تازہ دم گھوڑے اس تیزی سے چل رہے تھے۔ کہ ان کے نعلوں کے پختہ فرش پر لگنے سے آگ کی چنگاریاں نکلتی تھیں۔

گاڑی سرائے کو پیچھے چھوڑ چکی تو اندر بیٹھی ہوئی عورتوں میں سے ایک نے کہا "کیسی دلفریب رات ہے! اس قسم کی خوشنما رات کو سفر کرنے سے افسردہ دلوں کی مایوسی از خود دور ہو جاتی ہے۔ اور حوصلہ میں بلندی آتی ہے۔"

دوسری اس کے جواب میں کہنے لگی "لیڈی ہیٹ فیلڈ میں خوش ہوں کہ آج آپ کی طبیعت اس قدر بشاش ہے۔ میری رائے میں یہ چار مہینے سر ولیٹ وانگھم کے دیہاتی مکان میں گذارنے کے بعد۔ اب جس وقت آپ لندن پہنچیں گی۔ تو وہاں آپ کو بہت سی دلچسپیاں نظر آئیں گی۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ سنجیدگی کے لہجہ میں بولی "میری پیاری مس مورڈانٹ تم خوب جانتی ہو۔ میں اس قسم کی رسمی پارٹیوں یا دعوتی جلسوں میں شریک ہونے سے گھبراتی ہوں۔ جنہیں فیشن ایبل دنیا میں سامان راحت سمجھا جاتا ہے۔ میں تمہیں اس کا بھی یقین دلاتی ہوں۔ کہ اگر چچا جان خود اس بات کا اقرار نہ کرتے کہ میں چند دن تک لندن آنیوالا ہوں۔ تو میں شاید ابھی کچھ عرصہ اور وانگھم منیر ہی میں سکونت رکھنا پسند کرتی۔"

مس مورڈانٹ نے کہا "مجھ سے پوچھیے تو میں صدر مقام کو واپس جانے پر بہت خوش ہوں۔ دیہات میں موسم گرما کی اوقات بسری صرف اس لحاظ سے کچھ دلچسپی رکھتی ہے کہ انسان سمجھتا ہے ہر دن جو گذرتا جارہا ہے وہ موسم سرما کی شہری دلفریبیوں کو قریب ترلانیوالا ہے۔ لیکن میری پیاری لیڈی ہیٹ فیلڈ معاف کرنا آپ کی منطق میری سمجھ میں آجتک نہیں آئی۔ آپ خدا کے فضل سے جوان ہیں ... خوبصورت ہیں اور مال و دولت کی بھی کمی نہیں ... خود مختار ہیں ... انگلستان کا ایک شکیل اور وجیہ امیر اپنا تاج امارت آپ کے قدموں پر رکھنے کو آمادہ ہے۔ پھر آخر کونسی بات ہے؟ ..."

لیڈی ہیٹ فیلڈ جلدی سے قطع کلام کرکے کہنے لگی "جولیا! خواہ کچھ ہو جائے لیکن میں شادی نہ کرنے کا تو مصمم ارادہ رکھتی ہوں۔ اس لئے از برائے خدا اس ذکر کو جانے دو۔ ابھی چند منٹ گذرے میری طبیعت ہر طرح بشاش تھی مگر اب ..."

وہ اپنے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر رک گئی۔ اور ایک گہری آہ اس کے سینے سے نکلی

اس کی سہیلی نے کہا "جبھی تو میں کہہ رہی ہوں کہ آپ کی منطق زمانہ بھر سے نرالی ہے۔ خیال کیجئے میری عمر آپ سے پانچ سال بڑی ہے۔ اور اس کا بھی آپ سے پردہ نہیں کہ میں تیسویں سال کی منزل سے آگے نکل چکی ہوں۔ باوجود اس کے میں نے اس خیال کو کبھی اپنے دل میں نہیں آنے دیا۔ کہ اگر موزوں وقت پیش آیا تو میں شادی نہ کروں گی۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں۔ کہ میں آپ کے برابر خوبصورت یا مالدار نہیں ہوں۔ پھر بھی میں جانتی ہوں کہ اگر

میں سرکرسٹوفر لیمنٹ کی طرف دیکھ کر دلفریب انداز سے مسکراؤں تو وہ اسے اپنی انتہائی عزت تصور کرتا ہے۔ لیکن میرا بھائی جو آپ کے چچا، ریلیف کی عنایت سے فوج میں لفٹنٹ کا عہدہ حاصل کر چکا ہے۔ اس بات پر اڑا ہوا ہے۔ کہ میں ایک معمولی نائٹ کے ساتھ شادی نہ کروں۔ اس کا خیال ہے کہ لارڈ سے کم رتبہ شخص کے ساتھ شادی کرنا توہین میں داخل ہے اور کہتا ہے اگر تم نے ایسا کیا تو میں عمر بھر تم سے نہ بولوں گا۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ کسی گہری سوچ میں پڑی ہوئی تھی۔ خیالات کی اُلجھن میں اس نے اپنی باتونی سہیلی کے لفظوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ مس مورڈانٹ نے اس خاموشی کو لیڈی ہیٹ فیلڈ کی باطنی دلچسپی پر محمول کیا۔ اور اتنی ہی تیز رفتار سے سلسلہ گفتگو جاری رکھ کر جس سے گاڑی اس وقت سڑک پر چل رہی تھی کہنے لگی "میں آپ کی ممنونِ احسان ہوں کہ آپ نے مجھے موسم سرما بھی اپنے پاس لندن میں بسر کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ کیونکہ والد اپنے مزارعین کے بعض معاملات سلجھانے کی غرض سے آئرلینڈ میں سکونت رکھنے پر مجبور ہیں ان حالات میں آپ کے پاس واکنگھم ہیز میں چار ماہ کا عرصہ بسر کرنے کے بعد مجھے آئرلینڈ واپس جانا پڑتا۔ اگر آپ مجھے مہربانی سے سردیوں کے ایام بھی اپنے پاس بسر کرنے کی اجازت نہ دیتیں۔ مگر لیڈی ہیٹ فیلڈ اس وقت ذکر آپ کی ذات کا تھا۔ مجھے اس بات سے حیرت ہے کہ جب اس دنیا میں کوئی شخص آپ کے افعال کا نگراں نہیں۔۔ حصول راحت کے سارے سامان آپ کے پاس موجود ہیں۔۔۔ اور لارڈ ایلنگھم آپ کے عشق میں دیوانہ ہو رہا ہے۔۔۔"

"جولیا" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے چونک کر کہا "دیکھو میں پھر التجا کرتی ہوں۔ اس ذکر کو جانے دو۔ آئندہ چند ماہ کے عرصہ میں تم نے میرے ہاں ٹھہرنا منظور کیا ہے۔ اس کے لئے میں تمہاری شکرگذار ہوں۔ لیکن میں فیصلہ کن طریق پر تم سے درخواست کرتی ہوں کہ آئندہ مہربانی سے اس مضمون پر گفتگو کی کوشش نہ کرنا۔ اگر تم میرے دل کی حالت کو نہیں سمجھ سکتی ہو تو کم از کم اس بات کو تو ذہن نشین کر سکتی ہو کہ بااوقات ایک معمولی سا لفظ جو بلا ارادہ بے خبری کی حالت میں منہ سے نکل جائے۔ وہ انسان کے قلب پر اتنا گہرا اثر ڈالتا ہے کہ اس کا نشان روح کے انتہائی اندرونی حصوں تک پہنچ جاتا ہے۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے یہ آخری الفاظ تلخی کے لہجہ میں کہے تھے۔ انہیں سن کر مس مورڈانٹ جو باوجود ایک باتونی عورت ہونے کے فطرتاً بہت نیک نہاد تھی۔ کہنے لگی۔

تمیری نازک اندام لیڈی ہیٹ فیلڈ معاف کیجئے۔ اچھا ہوا آپ نے مجھے یہ ہدایت کر دی اور اب واقعی مجھے اس ناعاقبت اندیشی پر حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ جانتے ہوئے کہ عشق کا مضمون آپ کے لئے کچھ دلچسپی نہیں رکھتا میں ناحق اس ذکر کو چھیڑ بیٹھی۔ مجھے یاد آ گیا کہ شادی شدہ حالت کی خوشیوں پر گرجا میں ایک دن جو وعظ ہو رہا تھا۔ اسی کو سن کر آپ کو غش آ گیا تھا۔ اور آپ کو اٹھا کر پادری صاحب کے کمرہ میں لے جانا پڑا تھا . . . "

لیڈی ہیٹ فیلڈ ذہنی اذیت کی حالت میں پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اور اسے اس وقت سخت پریشانی تھی کہ میں نے ناحق اس عورت کو سردیوں کا موسم اپنے پاس لندن میں بسر کرنے کی دعوت دی۔

اس اثنا میں گاڑی قصبہ بیڈ فونٹ کے آگے سے گذری اور وہاں رکنے کے بغیر آگے کو بڑھی چلی گئی۔ اب وہ بڑی تیزی کے ساتھ ہونسلو کی طرف چل رہی تھی۔

یکایک وہ رک گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا راستہ میں کوئی رکاوٹ حائل ہو گئی ہے گھوڑے جو سرپٹ دوڑ رہے تھے یکایک رک جانے کی وجہ سے اضطراب سے اچھلنے لگے اور اس خادمہ نے جو کوچبان کی نشست پر بیٹھی تھی زور سے چیخ ماری۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کھڑکی سے سر نکالا اور عین اس وقت کسی نے کرخت لیکن بدلے ہوئے لہجہ میں کہا "کوچبان کے بچے گھوڑوں کو سنبھال کر کیوں نہیں رکھتا۔ دیکھو اگر تم لوگ اپنی جگہ سے ہلے تو میں تم دونوں کا سر اڑا دوں گا۔"

مس مورڈانٹ نے مایوسی کے عالم میں چیخ کر کہا "ہائے ڈاکو! اب ہمارا کیا ہو گا!"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا تو اسے ایک شخص جس نے چہرہ پر سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی گھوڑے پر سوار نظر آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پستول تھا۔ اور وہ گاڑی کے قریب کھڑا تھا۔

باہر کوچبان کے بکس پر خادمہ کے پاس بیٹھا ہوا وردی پوش نوکر چلا کر کہنے لگا "بدمعاش یاد رکھ تجھے اس حرکت کیلئے پشیمان ہونا پڑے گا۔ اور تو یقیناً پھانسی پائے گا۔"

رہزن جو گھوڑے پر سوار تھا جیسا کہ اس طبقہ کے لوگوں کا قاعدہ ہے بدلی ہوئی آواز میں لاپروائی سے کہنے لگا "شاید۔ مگر اس وقت مجھے اس کی پروا نہیں۔ ہاں اگر تم نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی تو سیسہ کی گولی تمہارے سینہ میں بیٹھے گی" پھر یہ شخص لیڈی

ہیٹ فیلڈ کی طرف مڑ کر جو اس عرصہ میں ڈاکو کو سوار اور کھڑکی کے قریب کھڑا دیکھ کر سہمگین ہو کر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ چکی تھی کہنے لگا "میڈم میں اس تکلیف دہی کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے آپ کی نقدی کا بٹوہ درکار ہے۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے چپ چاپ اپنا دستی بیگ رہزن کے حوالہ کر دیا۔ اس نے اسے ہاتھ میں لے کر اس کا وزن جانچا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے طلائی سکوں کی کھنکھناہٹ سنائی دی تو کہنے لگا "بہت معقول۔ لیکن میڈم آپ کے ہمراہ ایک سہیلی بھی تو ہے۔ اس کا بٹوہ بھی مطلوب ہے۔"

مس مورڈانٹ نے طوعاً و کرہاً اپنی بٹوہ بھی پیش کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "مہربانی سے مجھے قتل نہ کرنا۔"

اس کا رہزن نے کچھ جواب نہ دیا۔ البتہ دونوں عورتوں کا یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ دونو بٹوے ہاتھ میں لے کر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تیر کی طرح ہونسلو کی سمت میں روانہ ہو گیا۔

اس کے چلے جانے پر وردی پوش نوکر نے گھوڑے چلانے والوں پر خفا ہونا شروع کیا۔ اور چلا کر کہنے لگا "غضب خدا کا تم کتنے بڑے بزدل ثابت ہوئے ہو۔"

گھوڑے والوں میں سے ایک کہنے لگا "تم بھی تو کچھ کم احمق ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن کیا مضائقہ ہے وہ اب بھی پکڑا جا سکیگا۔"

اتنے میں لیڈی ہیٹ فیلڈ کھڑکی میں سے سر نکال کر کہنے لگی "اس آپس کے جھگڑے کو جانے دو۔ اور گاڑی آگے چلاؤ۔ اگرچہ ہم سب ڈر گئے ہیں۔ مگر شکر ہے کسی کو ضرر نہیں پہنچا۔"

گاڑی پھر ایک بار تیزی سے چلنے لگی۔ تو مس مورڈانٹ نے لیڈی ہیٹ فیلڈ سے مخاطب ہو کر کہا "مجھ سے پوچھئے تو مجھ کو سخت ضرر پہنچا۔"

"جوہا۔ تم کو!" لیڈی ہیٹ فیلڈ نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"ہاں مالی طور پر۔" مس مورڈانٹ نے اضطراب کے لہجہ میں جواب دیا "والد نے تین ماہ کے لئے خرچ بھیجا تھا۔ وہ سب کا سب اس موئے کی بدولت ہاتھ سے جاتا رہا۔۔۔"

لیڈی ہیٹ فیلڈ قطع کلام کر کے بولی "اس بارہ میں مطمئن رہو۔ کیونکہ میں مسٹر مورڈانٹ کو اس نقصان کا علم نہ ہونے دوں گی۔"

ان الفاظ سے جن کے اندر مالی امداد کا وعدہ پنہاں تھا۔ مس مورڈانٹ کا بڑی حد تک اطمینان ہو گیا۔ مگر لیڈی ہیٹ فیلڈ نے گو اس واقعہ کے مالی پہلو کو نظر انداز کر دیا تھا۔ تاہم ذہنی طور پر اس کا نمایاں اثر پڑا۔ اور اس سے اس کے دل میں بعض گذشتہ واقعات کی دردناک یاد تازہ ہو گئی۔

مس مورڈانٹ تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہنے لگی "مجھے یاد آیا یہ افسوسناک واقعہ کم و بیش اس واقعہ سے ملتا جلتا ہے جس کا ذکر ایک دن آپ کے چچا سر رلیف واٹنگھم کر رہے تھے۔ اور آپ نے یکایک انہیں روک دیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ قریباً چھ سات سال کا عرصہ گذرا جن دنوں آپ کی عمر ۱۸-۱۹ سال کی تھی۔ اور آپ اپنے والد مرحوم کے دیہاتی مکان میں تنہا تھیں... کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ نوکروں کی موجودگی کو محسوب نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تو ایک روز رات کے وقت چور اس مکان میں آ گھسے..."

لیڈی ہیٹ فیلڈ پر اس تازہ گفتگو کا بڑا خوفناک اثر ہوا۔ اس کا بدن اس طرح کانپنے لگا کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اپنے جذبات پر قابو پانے سے قاصر ہے۔ بولی "جولیا دیکھو میں منت کرتی ہوں۔ اس خوفناک واقعہ کا ذکر میرے سامنے نہ چھیڑو۔"

مس مورڈانٹ جیسی باتونی عورت کے لئے خاموش رہنا ایک سخت آزمائش سے کم نہ تھا۔ کہنے لگی "خیر نہ سہی۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اگر افسانے کے لئے ایک طرف عشق اور شادی کا ذکر ممنوع ہو اور دوسری طرف چوروں کی وارداتوں کا بھی۔ تو آخر وہ کون سا مضمون ہے...؟"

لیڈی ہیٹ فیلڈ اس انداز سے گویا وہ اپنے اعتراض کی اہمیت کو کم کرنا چاہتی ہے بولی "معاف کرنا میرے اعتراض کا منشا صرف یہ ہے کہ اس خوفناک واقعہ کے بعد جو ہمیں پیش آیا تمہاری گفتگو کسی زیادہ پرلطف مضمون پر ہونی چاہئے۔ نہ ایسی جس سے طبیعت کی آزردگی اور بڑھے۔"

مس مورڈانٹ یہ معلوم نہ کر سکی کہ چند سال پہلے کی چوری کی واردات کا ذکر کرنے سے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے دل پر کیوں ایسا برا اثر ہوا۔ کیونکہ اس جیسی باتونی اور سطحی نظر رکھنے والی عورت کو دوسروں کے جذبات پر توجہ دینے کی چنداں پروا نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے وہ کچھ کہنے کی غرض سے کہنے لگی "خیر اب لندن چل کر صبح کو سب سے پہلا کام ہمیں یہ کرنا ہو گا

کہ بوسٹریٹ کے تھانہ میں اس رہزنی کی واردات کی رپٹ بھیج دیں اور اس کے ساتھ ہی سٹبنز کی سرائے کے مالک کو خط لکھا جائے۔ کہ اس کے گھوڑے والے کتنے بزدل اور ڈرپوک ہیں۔ کل آپ اپنے بڈھے نوکر میسن کو بھی موقوف کر دیجئے۔ جو دوسروں کی تو کیا۔ خود اپنی مالکہ کی حفاظت نہیں کر سکتا"

لیڈی ہیبٹ فیلڈ نے نرمی سے کہا "مس مورڈانٹ تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ بھلا اس میں غریب میسن کا کیا قصور تھا۔ اس کے پاس نہ ہتھیار نہ مددگار کوئی اور ذریعہ ادھر ڈاکو کے ہاتھ میں دو خوفناک پستول تھے جس میں یقیناً گولیاں بھری ہوئی ہونگی۔ لیکن شکر ہے ہم خیریت کے ساتھ ہوٹل پہنچ گئے ہیں"

جس وقت گاڑی قصبہ مذکور کے ہوٹل کے پھاٹک پر رکی۔ تو گھوڑے چلانے والوں نے فوراً اس واردات کا ذکر ہوٹل کے مالک اور نوکروں سے شروع کر دیا۔ ساری داستان سن کر ہوٹل کا مالک کہنے لگا "خوش نصیبی تھی کہ جانیں بچ گئیں۔ اور یہ بھی اچھا ہوا کہ واقعہ آج ہی پیش آیا ہے"

گھوڑے والوں میں سے ایک نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "کیوں؟ اس میں اچھا ہونے کی کیا بات ہو؟"

ہوٹل کا مالک کہنے لگا "حسن اتفاق سے بوسٹریٹ کا مشہور سراغ رساں افسر ڈائیکس اس وقت ہوٹل میں ٹھیرا ہوا ہے۔ جان" اس نے ایک ویٹر سے جو پاس کھڑا تھا۔ مخاطب ہو کر کہا "مسٹر ڈائیکس سے کہدو۔ ذرا ادھر تشریف لے آئیں"

نوکر کے جانے پر گھوڑے والے نے پوچھا "ڈائیکس یہاں کیا کر رہا ہے؟"

ہوٹل کے ایک ملازم نے جواب دیا "یہاں پاس ہی آتشزدگی کی ایک واردات ہوئی تھی۔ اس کی نسبت تحقیقات کرنے آیا ہے"

اس عرصہ میں ہوٹل کا مالک گھوڑے والے سے گفتگو جاری رکھنا کسر شان سمجھ کر گاڑی کی کھڑکی کے قریب یہ معلوم کرنے کے لئے پہنچ گیا تھا کہ آیا سواریوں کو یہاں تھوڑی دیر کے لئے اترنا منظور ہے۔ جب اندر سے یہ جواب ملا کہ ہم یہاں اترنا نہیں چاہتے۔ بلکہ جس قدر جلد گاڑی کو آگے چلنے کا موقعہ دیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ تو ہوٹل کا مالک پھر اسی مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں گھوڑے والے ہوٹل کے ملازم اور چند آوارہ گرد نوجوان جمع تھے۔ تھوڑی دیر بعد مسٹر ڈائیکس بھی نمودار ہوا۔ وہ ایک طویل القامت۔ موٹا تازہ اور بدن کا مضبوط آدمی تھا معمولی سا لباس پہنے ہوئے اور اس کے ہاتھ میں ایک مضبوط ڈنڈا تھا۔ اسے جلدی ہی اس واردات کی تفصیلات سے واقف کر دیا گیا جنہیں سن کر اس نے پوچھا۔

"اس شخص کا لباس کیسا تھا؟"

گھوڑے والوں میں سے ایک نے کہا "غالباً اس نے سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا"

دوسرا بولا " نہیں سیاہ نہیں "۔

مسٹر ڈائیکس نے پوچھا " اچھا سیاہ نہیں تو کس رنگ کا؟"

" مجھے معلوم نہیں لیکن اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ کوٹ کا رنگ، کالا نہ تھا" شخص مذکور نے جواب دیا۔

" گھوڑا کس رنگ کا تھا؟" ڈائیکس نے بے صبری سے پوچھا۔

" کمیت۔ کٹی ہوئی دُم۔ قریباً چودہ ہاتھ اونچا ...."

" کیسی فضول باتیں کر رہے ہو" دوسرا گھوڑے والا قطع کلام کر کے کہنے لگا " اس کی رنگت تو ملگجی تھی۔ میں نے چاند کی روشنی میں خوب اچھی طرح دیکھا۔ اس کے علاوہ گاڑی کے لیمپوں کی روشنی بھی اس گھوڑے پر پڑ رہی تھی"۔

یہ بحث دیکھ کر سراغ رساں افسر نے کہا " یہ گفتگو تضیع اوقات سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی بھلا کسی کو معلوم ہے ۔۔ وہ گیا کس طرف تھا؟"

گھوڑے والوں میں سے ایک نے ہاتھ سے اشارہ کر کے جواب دیا " اس سمت کو" شکر ہے کہ اُس کی دوسرے نے تردید نہیں کی۔

مسٹر ڈائیکس کہنے لگا " وہ خواہ کسی راستہ سے گیا ہو بہرحال آج لندن پہنچ جائیگا۔ اگر سواریاں اجازت دیں۔ تو میں اسی گاڑی میں لندن چل کر علے الصباح اس بدمعاش کی تلاش شروع کردوں گا۔ ممکن ہے وہ بائیں ہاتھ ہو کر سٹین اور ہینیوں کے راستہ شہر ٹڈنگٹن کی طرف چلا گیا ہو۔ یا سیدھا رچمنڈ کے راستہ سرے کی جانب۔ خیر وہ کسی راستہ سے گیا ہو امید ہے آج رات تک ضرور لندن پہنچ جائے گا اور سویرے میں اسے گرفتار بھی کر لونگا۔ یہاں میرا کام ختم ہو چکا ہے۔ اور اگر میں کل صبح کی بجائے آج ہی رات۔ لندن چلا جاؤں تو بہتر ہوگا"۔

مسٹر ڈائیکس کی یہ درخواست لیڈی ہیٹ فیلڈ کے کانوں تک پہنچائی گئی۔ اور اُنہوں نے مسٹر ڈائیکس کو کوچبان کے بکس پر جگہ دینا منظور کر لیا۔ چارلٹ یعنی وہی خادمہ جو باہر بیٹھی تھی اندر دونوں سواریوں کے پاس آ بیٹھی۔ اور اس انتظام کے بعد گاڑی پھر لندن کو چلی۔ رات کے گیارہ بجے کے تھوڑی دیر بعد وہ لندن میں پکاڈلی کے ایک مکان کے پھاٹک کے سامنے ٹھیری۔

مسٹر ڈائیکس نے دونوں لیڈیوں سے اس واردات کے نسبت چند سوالات پوچھے اور راہزن کی گرفتاری کے متعلق اپنی کوششوں کے نتیجہ سے اطلاع دینے کا وعدہ کر کے رخصت ہوا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد لیڈی ہیسٹ فیلڈ اور مس سورڈانٹ دونوں اپنی اپنی خوابگاہ میں آرام کے لئے پہنچ گئیں۔ آخر الذکر رات بھر لندن کی دلفریبیوں کے خواب دیکھتی رہی۔ لیکن اول الذکر دیر تک بے چینی سے کروٹیں لیتی اور آنسو بہاتی رہی۔ کیونکہ آج کے واقعہ نے اُس کے دل میں زمانہ گذشتہ کے بعض افسوسناک واقعات کی یاد تازہ کردی تھی۔

---

## باب ۲

## ٹام رین اور اُس کا دوست

اگلی صبح کو قریباً ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا کہ دو شخص وایٹ ہارٹ سٹریٹ ڈروری لین کے ایک شراب خانہ میں داخل ہوئے۔

ایک کی عمر قریباً تیس سال تھی۔ سرخ و سپید رنگ۔ بھورے بال اور سرخ گلپھے مجموعی طور پر اس کی صورت ناخوشگوار نہ تھی۔ آنکھیں گہرے نیلے رنگ کی اور ان کے اندر نہ صرف مذاق پسندی۔ بلکہ طبعی فیاضی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بشرہ سے طبعی لاپروائی۔ انتہا درجہ بے خوفی خطرناک کاموں میں حصہ لینے کا شوق اور خاص معاملات میں جن کی نوعیت آگے چل کر ظاہر ہوگی۔ اصول پسندی کی افسوسناک کمی کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ اس کے دانت نہایت سفید خوشنما اور ہموار تھے۔ اور ہونٹ گو کسی قدر موٹے اور بھدے سے تھے۔ تاہم اس کے ہاتھوں کی بے عیب سفیدی کو دیکھ کر کہنا پڑتا تھا۔ کہ اوقات بسری کے لئے اُسے کسی جسمانی محنت پر مجبور ہونا نہیں پڑتا۔ یہ شخص متوسط القامت گداز بدن اور جسمانی طور پر نہایت مضبوط نظر آتا تھا۔ لباس نیم شکاری نیم بانکوں کا تھا۔ سر پر اونچی ٹوپی جس کا کنارہ بہت چھوٹا اور اس کے گرد نیلا ریشمی فیتہ لپٹا ہوا گلے میں ایک نیلا ہی ریشمی گلوبند۔ سفید قمیص خوشنما واسکٹ اور عمدہ فیشن ایبل طرز کا سبز کوٹ پہنے ہوئے پاؤں میں فل بوٹ اور ان کے اوپر برجس کسی ہوئی تھی۔ اس شخص کا پورا نام ٹامس رین فورڈ تھا۔ مگر ان دوستوں میں جن سے بے تکلفی تھی۔ وہ صرف ٹام رین کے مختصر نام سے مشہور تھا۔

اس کا ساتھی ایک عمر رسیدہ ساٹھ سالہ بڈھا تھا۔ سر کے بال بالکل سفید لیکن آنکھیں موٹی بھووں کے نیچے آگ کی طرح چمکتی تھیں۔ قد میں چھ فٹ سے بھی اونچا۔ اور تقاضائے عمر سے کسی قدر جھکا ہوا تھا۔ سب دانت جھڑ چکے تھے۔ اور منہ پوپلا ہو جانے کی وجہ سے رخسار اندر کو پچکے ہوئے۔ ٹھوڑی باہر کو نکلی ہوئی اور ناک کسی شکاری پرندہ کی خمدار چونچ کی طرح نمایاں تھی۔ وہ اس قدر دبلا تھا جس قدر انسان کے لئے

ممکن ہے۔ اس کی ہڈیوں پر صرف اس قدر پوست باقی تھا کہ وہ پنجر کی صورت میں نظر نہ آتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ ہڈیوں کے ڈھانچ پر کمایا ہوا چمڑہ منڈھ دیا گیا ہے۔ اس شخص نے لمبا خاکی کوٹ پہنا ہوا جو گھٹنوں سے نیچے تک لٹکتا تھا۔ بدنما سیاہ پاجامہ ٹخنوں سے اونچا اور کالے کپڑے کے گیٹر ڈھیلا در معمولی قسم کے بوٹ کے اوپر بندھے ہوئے۔ سر پر اس نے چوڑے ماتھے کی چکنی ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ اور کپڑے میلا صورت اگر گھناؤنی نہیں تو غیر مطبوع ضرور تھی۔ اس کے انتہائی واقف دوستوں میں بھی بہت کم لوگ اس کے اصلی نام سے واقف تھے۔ البتہ ان میں اپنی ظاہری خوفناک صورت کی وجہ سے وہ اولڈ ڈیتھ کے نام سے مشہور تھا۔ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا۔ ٹام رین اور اس کا بھیانک صورت ساتھی وائٹ ہارٹ سٹریٹ کے ایک شراب خانہ میں داخل ہوئے۔ اور مالک کو واقفانہ انداز سے سلام کر کے زینہ کے راستہ پہلی منزل کے ایک پرائیوٹ کمرہ میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک بستر کے قریب بیٹھنے کے بعد ٹام رین نے اپنے ساتھی سے پوچھا "بتاؤ تمہیں میری پیش کردہ تجویز کس حد تک منظور ہے؟"

اس کا بڈھا دوست بھیانک کھوکھلی آواز میں کہنے لگا "میں نے تمہاری تجویز پر غور کیا ہے۔ لیکن یاد رکھو میں بڑا محتاط آدمی ہوں"

ٹام رین بڑی بے صبری سے کہنے لگا "یہی بات تم نے آج سے تین دن پہلے مجھ سے پہلی ملاقات کے موقعہ پر کہی تھی۔ مگر اس شراب خانہ کا مالک ٹلکٹ جو تمہارا دوست ہے۔ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ کیا اس نے بھی تمہارا اطمینان نہیں کرایا؟"

"نہیں میرا اطمینان تو کرا دیا گیا ہے" اولڈ ڈیتھ بولا "پھر بھی مجھ جیسا احتیاط پسند شخص کبھی جلدی سے ہاں نہیں کہتا۔ ٹلکٹ کی تم سے اس زمانہ میں واقفیت تھی۔ جب آٹھ نو سال کا عرصہ گذرا۔ تم دیہات میں رہا کرتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں۔ ان دنوں تمہارا طریق عمل ہر طرح اطمینان بخش تھا۔۔!!"

"اور اب کیا کم اطمینان بخش ہے؟" ٹام نے غصہ سے میز پر مکا مار کر کہا۔

"آہستہ میرے دوست آہستہ!" اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "جب ایک بار ہمارا سمجھوتہ اطمینان بخش طریق پر ہو گیا۔ تو آئندہ ہمارے تعلقات بہتر رہیں گے۔ ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ چند سال تک تم ٹلکٹ کی نظروں سے غائب رہے۔ اس کے بعد اس نے لندن میں آ کر ایک شراب خانہ کھول لیا۔ تمہاری یاد بالکل اس کے دل سے محو ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ آج سے چند دن پہلے تم پھر نمودار ہوئے۔۔!!"

"اور اس وقت اس نے مجھ سے بڑا پرتپاک سلوک کیا۔ اور پھر تم سے تعارف کرا دیا" ٹام رین کہنے لگا "مگر اس سے آگے تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"کیا کہنا چاہتا ہوں!" اولڈ ڈیتھ نے الفاظ دہرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے خوفناک طریق پر قہقہہ لگایا۔ جس کی آواز قبرستان میں کسی چرخ کے قہقہہ کی آواز سے مشابہ تھی۔ "تم نے مجھے اپنے ارادوں سے صاف طور پر خبردار کر دیا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن یاد رکھو میری مدد کے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اور تم اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہو۔"

یہ کہہ کر بڈھے شیطان نے پھر ایک بار ویسا ہی قہقہہ لگایا۔

ٹام رین نے جواب دیا "میں نے اس امر واقعہ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اُلٹا میں تو اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو شخص میرے پیشے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور لندن کے آس پاس اس پیشہ کو جاری رکھ کر لندن کو اپنا صدر مقام بنانا چاہے۔ وہ تمہاری مدد کے بغیر اپنے کام کو جاری ہی نہیں رکھ سکتا۔"

"بالکل نہیں" عمر رسیدہ شخص نے اس تعریفی کلمہ سے خوش ہو کر کہا "گذشتہ تیس سال سے میں ہی اس صیغہ کا مالک ہوں۔ اور لطف یہ ہے کہ کبھی ایک بار بھی کسی مصیبت میں نہیں پھنسا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنا کام بڑی ہی احتیاط سے کرتا ہوں۔ میرا لین دین صرف ان شخصوں کے ساتھ ہے۔ جن پر مجھے پورا اعتماد ہے۔ اور ان میں سے بھی کسی کو یہ معلوم نہیں۔ میں کہاں رہتا ہوں۔"

ٹام رین کہنے لگا۔ "اگر مجھے اپنے مال کے نکاس کا یقینی اور محفوظ ذریعہ مل گیا۔ تو اطمینان رکھو۔ میرا لین دین تمہارے ساتھ باقی سب گاہکوں کے مجموعی کاروبار سے بھی زیادہ ہوگا۔"

اولڈ ڈیتھ نے ذرا رک کر کہا۔ "خیر ہمیں باہمی تصفیہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ ٹمک کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں وہ دیہات میں تم سے واقف تھا۔ تو تم ہر طرح ایک دیانتدار آدمی تھے۔ اور گو اثرات زمانہ سے انسان کی صورت کی طرح اس کے خیالات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ تاہم میں تسلیم کئے لیتا ہوں۔ کہ تم اب بھی ویسے ایماندار ہو مگر کیا تمہیں میری بیان کردہ شرطیں یاد ہیں؟"

ٹام رین نے جواب دیا۔ "آج سے تین دن پیشتر جو کچھ تم نے اس بارہ میں کہا تھا۔ اس کا ایک لفظ بھی میرے ذہن سے نہیں اُترا۔"

"بس تو ہمارا لین دین کس دن سے شروع ہو؟"

ٹام قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "میری تجارت تو کل رات سے کھل چکی ہے۔"

بڈھے نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا کہتے ہو! تمہارا یہ مطلب تو نہیں۔ کہ یہ مسخرہ بھی تمہارا ہی ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اولڈ ڈیتھ نے اپنی جیب سے صبح کا اخبار نکالا۔ اور ایک اشتہار کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے اس نے وہ اخبار اپنے ساتھی کے آگے پیش کیا۔

ٹام رین کے چہرہ پر ایک لمحہ کے لئے سیاہی سی چھا گئی۔ لیکن فوراً ہی اس پر تعجب اور اطمینان کے مشترکہ آثار نمودار ہوئے۔ اور وہ خوشی کے ساتھ چٹکی بجا کر کہنے لگا۔ "آہ! کیا یہ ممکن ہے کہ یہ وہی تھی! اس معاملہ کو تو میں جلد ہی طے کر لونگا!"

یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور زور سے گھنٹی بجائی۔ نوکر حاضر ہوا تو اُس سے کہنے لگا۔ "قلم دوات اور کاغذ لا دو۔ اور ایک آدمی کو میرے ساتھ بھیج دو۔ جو میرا خط لے جائے!"

نوکر واپس چلا گیا۔ اولڈ ڈیتھ اپنے ساتھی کے عجیب طرز عمل پر جو اس کی طرف سے اشتہار پڑھ کر ظاہر ہوا تھا۔ کچھ دیر متعجب رہا۔ پھر اس نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تم کیا کرنے لگے ہو!"

ٹام رین نے جواب دیا۔ "ابھی دیکھ لوگے!" پھر قہقہہ لگا کر کہنے لگا "گو میں اس بات کا وعدہ نہیں کرتا کہ میں اس بارہ میں کوئی کیفیت بیان کرنا پسند کروں گا!"

ذرا دیر میں نوکر نوشت کا سامان لے کر حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "میں خود ہی آپ کا خط لیجاؤں گا!"

ٹام رین نے اس سے کہا "ذرا ٹھیرو۔ میں خط لکھے دیتا ہوں!"

اس کے بعد اُس نے کاغذ کے تختہ پر جلد جلد چند سطریں لکھیں۔ اور پھر وہ رقعہ اولڈ ڈیتھ کی طرف پھینک دیا۔ اُس نے پڑھا تو مضمون یہ تھا۔

۲۷ اکتوبر ۱۸۱۹ء کی رات کو یاد کرو۔ اور اس واقعہ کی نسبت جس کا ذکر صبح کے اخبار ٹائمز میں درج ہے۔ تحقیقات سے دست برداری اختیار کر لو۔

بڈھے کی نظر اب تک اسی رقعہ پر لگی ہوئی تھی۔ وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا "یہ معاملہ میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا۔ اور رقعہ پر دستخط بھی موجود نہیں ہیں!"

"کیونکہ اُن کی ضرورت ہی نہیں!" ٹام رین نے لاپروائی سے کہا۔ اور پھر اُس نے وہ خط اپنے ساتھی سے لے کر اسے تہ کرنا شروع کر دیا۔

اولڈ ڈیتھ اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کہنے لگا "کیا اس ذرا سی تحریر کے ذریعہ تم اس معاملہ کو ختم کر سکو گے؟"

اس نے کہا "اس میں شبہ کی مطلق گنجائش نہیں!"

اولڈ ڈیتھ بولا "ٹام دیکھو اپنے آپ کو کسی طرح دھوکہ میں نہ ڈالنا جس شخص نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ وہ کوئی بڑا ہی چالاک اور ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی پھرتی اور سرگرمی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے۔ کہ کل رات کا واقعہ آج صبح کے اخبار میں موجود ہے۔ میرے

نزدیک! ایسا ہونا غیر ممکن تھا۔ مگر امر واقعہ سامنے حاضر ہے۔ اور گو اس اشتہار میں اس شخص کا حلیہ درج نہیں۔ تاہم اس کی گرفتاری کے لئے معقول انعام مشتہر کیا گیا ہے۔ کیا عجب کسی معمولی سے واقعہ کی بدولت سراغ چل جائے اور۔۔۔"

"بڑے میاں تم ان باتوں میں دخل نہ دو" ٹام نے حسب معمول لاپروائی کے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ خط تہ کر کے اس نے لفافہ میں بند کر دیا۔ اور اس پر پتہ لکھ کر نوکر سے کہنے لگا "اس خط کو پتہ مندرجہ پر لے جاؤ۔ اور اگر اس کا جواب ملے تو وہ بھی لیتے آنا۔ مَیں اسی جگہ تمہاری واپسی کا منتظر رہوں گا۔ اور ایک کراؤن انعام دوں گا"

نوکر نے سلام کیا۔ اور خط لے کر چلا گیا۔ اس کے جانے پر اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "یہ تو معلوم ہو گیا کہ کام ماسٹر ٹام ہی کا تھا۔ میرے دوست تم نے ابتدا خوب کی۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ بہت جلد نمایاں کامیابی حاصل کر لو گے"

رین فورڈ نے کہا "واہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ دیہات میں اس سے پہلے مجھے اس کام میں کافی تجربہ حاصل نہیں ہو چکا؟ مَیں تمہیں اپنی زندگی کے ایک دو واقعات سناؤں تو۔۔۔ مگر نہیں یہ اس کا موقعہ نہیں ہے"

بڈھا کہنے لگا۔ "مگر ہاں یہ تو کہو۔ تازہ معرکہ تمہاری تکلیف کے حسب حال ثابت ہوا یا نہیں۔ اشتہار میں تو یہ لکھا ہے۔۔"

"سنو ماسٹر ڈیتھ" رین فورڈ نے استقلال کے لہجہ میں کہا "اس سوال کا تمہیں کچھ حق نہیں کیونکہ ہمارا معاہدہ آج صبح سے شروع ہوتا ہے"

"اچھا! اچھا!" اولڈ ڈیتھ تلخی کے لہجہ میں بولا "جیسے تمہاری مرضی ہو۔ مگر یہ بات یاد رکھو۔ کہ اگر اس واقعہ کی بدولت تم کسی مصیبت میں پھنس گئے۔ تو مَیں بہر حال تمہاری مدد نہ کروں گا"

ٹام کہنے لگا "اس کی مجھے پہلے ہی امید ہے۔ مگر باوجود ظاہری سرد مہری کے مَیں فطرتاً ایک فیاض آدمی ہوں۔ اور تمہاری دھمکی سے ڈر کر نہیں بلکہ باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے مَیں یہ رعایت بھی تمہیں کو دیتا ہوں۔ اشتہار میں لکھا ہے۔ ایک بٹوہ جس کے اندر پچاس پونڈ کا ایک بنک نوٹ اور ۱۱ پونڈ تھے۔ اور ایک زنانہ دستی بیگ جس کے اندر ایک بٹوے میں تین دس دس پونڈ کے نوٹ اور ۶ پونڈ نقد تھے۔ چھینے گئے۔ یہ تشریح ہر طرح صحیح ہے۔ مَیں نے دستی بیگ کو پھینک دیا تھا۔ اور دونوں بٹوے پاس رکھ لئے۔ دیکھ لو اب بھی موجود ہیں"

یہ کہتے ہوئے ٹام رین فورڈ نے دونوں بٹوے میز کے اوپر ڈال دیئے۔ اولڈ ڈیتھ نے جس وقت بٹوؤں کی جالی کے اندر زرد طلائی سکوں اور نوٹوں کے پتلے کاغذ کو دیکھا۔ تو اس کی آنکھوں میں حریصانہ چمک پیدا ہو گئی۔ اور وہ پوپلے منہ سے کہنے لگا۔ "بہت خوب! بہت خوب! ٹام تم ضرور اس دنیا میں کامیابی حاصل کرو گے"۔

"اس کا تو مجھے پورا یقین ہے۔ مگر تم روپیہ کو میز پر ڈال لو۔ میں جانتا ہوں۔ روپیہ کو ہاتھ لگا کر تمہیں میری نسبت زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے"۔

اولڈ ڈیتھ کے چہرہ پر خوفناک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور اس نے فوراً ہی ان بٹوؤں کی نقدی میز پر الٹ دی۔ پھر اُسے گن کر کہنے لگا۔ "۲۷ پونڈ نقد اور ۸۰ کے نوٹ۔ باہمی شرط کے مطابق یہ پونڈ تمہارے ہیں۔ اور نوٹوں کے بھنوانے کے خطرہ اور تکلیف کے عوض انکی نصف رقم میری ہے۔ تم جانتے ہو۔ ہمارا معاہدہ انہی شرطوں پر ہوا ہے۔ اس طرح پر میں اگر چالیس پونڈ نقد دے دوں تو ہمارا معاملہ صاف ہو جائے گا"۔

"ٹھیک ہے" رین نے لاپروائی سے کہا۔

اولڈ ڈیتھ نے اپنے خاکی رنگ کے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چکنا میلا چرمی بیگ نکالا۔ اور چالیس پونڈ گن کر میز پر رکھ دیئے۔

ٹام رین نے روپیہ کو گننے کے بغیر ہی اپنی برجس میں ڈال لیا۔ اور اس کے ساتھی نے پہلے ان نوٹوں کو بڑی احتیاط سے اپنے میلے بٹوے میں رکھا۔ اس کے بعد دونوں زنانہ بٹوؤں کو آتش دان کی جلتی آگ میں پھینک دیا۔ پھر کہنے لگا "ٹام بلاشبہ تم بڑے فیاض اور نیک دل آدمی ہو۔ اور میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اب تو میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ کیونکہ مجھے شہر کے ایک اور حصہ میں بعض ضروری معاملات طے کرنا ہے۔ لیکن آئندہ جب کبھی تمہیں مجھ سے ملنے کی ضرورت ہو۔ تم جانتے ہو۔ اس کے لئے کہاں رقعہ چھوڑنا کافی ہوگا"۔

"ہاں ہاں" ٹام رین فورڈ نے جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بھی بڈھے کو زیادہ دیر تک روکنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اولڈ ڈیتھ باہر چلا گیا۔ اور ٹام رین نوکر کی واپسی کے انتظار میں وہیں بیٹھا رہا۔

جس وقت اولڈ ڈیتھ شراب خانہ سے نکل کر بازار میں پہنچا۔ تو تھوڑی دور چلنے کے بعد ایک پندرہ سالہ لڑکا جو شکل و صورت سے ہوشیار نظر آتا تھا۔ اور جس کا چہرہ زرد مگر آنکھیں چمکیلی

اور مضطرب تھیں جنہیں دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس خرابی صحت کے باوجود اس کے اندر فطری پھرتی وافر موجود ہے۔ اس سے جا ملا۔ اور چند قدم ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر بڑھے کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اولڈ ڈیتھ بڑی مدہم آواز سے اس سے کہنے لگا: "جیکب تم نے اس جوان آدمی کو دیکھا۔ جو تھوڑی دیر ہوئی۔ میرے ساتھ ٹلک کے شراب خانہ میں داخل ہوا تھا۔ میں نے آج صبح اس لئے تمہیں یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ کہ تم اسے دیکھ لو۔ وہ شخص فائدہ مند نظر آتا ہے۔ اور میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے سارے حالات سے واقفیت پیدا کروں۔ مگر وہ ایسا آدمی ہے کہ اپنی زبان سے ایک لفظ بھی ضرورت سے زیادہ بتانا نہیں چاہتا۔ اس لئے تم یہیں پر انتظار کرو۔ اور دیکھو وہ شراب خانہ سے نکلکر کہاں جاتا ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیوی یا داشتہ موجود ہے یا نہیں۔۔۔"

"یا بیوی اور داشتہ دونوں موجود ہیں"، جیکب نے مذاقیہ لہجہ اختیار کرکے کہا۔

"ہاں جو کچھ بھی تمہیں اس کی نسبت معلوم ہو سکے دریافت کرو۔" اولڈ ڈیتھ نے سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہا: "میں اس وقت ٹوبی نیس کے مکان پر ڈانیلز کی طرف جا رہا ہوں۔ اور تین چار گھنٹے وہاں ٹھہرونگا۔ اگر تم نے مجھ سے ملنا ہو تو وہیں آجانا۔"

"بہتر میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔" جیکب نے چلبلانہ انداز سے کہا اور اس کے بعد پیچھے پلٹ کر ایک ایسے مقام پر چھپ گیا۔ جہاں سے وہ ٹلک کے شراب خانہ میں جانے آنے والوں کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔

اسی اثنا میں ٹام رین شراب خانہ میں بیٹھا قاصد کی واپسی کا منتظر رہا۔ جو آخر قریباً پونے دس بجے لوٹ کر آیا۔ ٹام رین نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ "کیوں کیا جواب لائے ہو؟"

وہ بولا "میں خود اُس لیڈی سے ملا تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے اُسے رقعہ دیا۔ میں سمجھ گیا تھا۔ کوئی خاص ہی معاملہ ہے۔ اس لئے میں نے نوکر سے کہا۔ یہ رقعہ میں بیگم صاحبہ ہی کے ہاتھ میں دوں گا۔"

"پھر کیا ہوا؟" ٹام نے پوچھا۔

نوکر کہنے لگا: "مجھے ایک نشستگاہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ چند منٹ کے بعد ایک نہایت خوبصورت لیڈی کمرہ میں داخل ہوئی۔ میں بیان نہیں کر سکتا وہ کس قدر خوبصورت تھی۔ بہر حال میں نے ایسی حسین عورت کبھی نہیں دیکھی۔ ہمارے شراب خانہ کی ساقن تو اس کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں نے وہ رقعہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے تحریر دیکھی۔ معلوم ہوتا تھا وہ یاد نہیں تھا۔ خط کو پہچان نہیں سکی۔ پھر اُس نے لفافہ چاک کیا۔ میں کیا بتاؤں۔ مضمون کو دیکھ کر وہ کس طرح چونکی۔ مجھے تو خیال پیدا ہوا تھا۔ بیہوش ہو کر گر پڑے گی۔ مگر تھوڑی دیر مضطرب رہنے کے بعد آخر اُس نے کہا۔ لکھنے والے سے کہہ دینا۔

اسی طرح کیا جائے گا جیسا وہ چاہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے نصف کراؤن کا سکہ میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور میں چلا آیا"

ٹام رین فاتحانہ انداز سے بولا "میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا۔ یہ لو پانچ شلنگ جن کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ یقیناً آج صبح کے لئے تمہاری کمائی ناکافی نہیں ہے"

لڑکے نے خوشی سے دانت نکال لئے اور سلام کرکے چلا گیا۔ اس کے بعد رین فورڈ بھی نیچے اترا چند منٹ اپنے دوست ٹلک مالک شراب خانہ کے ساتھ گفتگو کی۔ پھر وہاں سے رخصت ہوگیا۔ جیکب فاصلہ پر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

جس وقت ڈروری لین کی نکڑ پر پہنچا۔ تو کسی نے پیچھے سے زور کے ساتھ اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ دیا اس نے گھبرا کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ تو ایک طویل القامت تنومند آدمی کھڑا نظر آیا۔ جس نے بغیر کسی رسمی گفتگو کے اس سے کہا "حضرت مجھے آپ ہی کی تلاش تھی"

ٹام نے اجنبی کو سر سے پاؤں تک متجسسانہ نگاہ سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا "میں اس کے لئے ناتیار نہیں تھا۔ بتاؤ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

اجنبی نے کہا "چونکہ آپ میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہیں اس لئے مجھے یہ بتانے میں عذر نہیں کہ میں آپ کو ان صاحب کے ہاں لے چلتا ہوں۔ جو آپ سے واقف ہونا چاہتے ہیں"

ٹام نے لاپروائی سے پوچھا "وہ کون صاحب ہیں جن کا تم ذکر کرتے ہو۔ اور وہ کیا کام ہے جس کے لئے وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں"

اجنبی نے کہا "سر والٹر فرگوسن۔ بس اب تم میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ تضیع اوقات بے سود ہے"

واضح رہے سر والٹر فرگوسن لندن کے پولیس مجسٹریٹ کا نام تھا۔ اجنبی نے رین فورڈ کو بازو سے پکڑ لیا۔ اور اسے بو سٹریٹ کے تھانے کی طرف لے چلا۔

جیکب جوان سارے واقعات کو دونوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر دیکھتا رہا تھا۔ اب ایک مختصر راستہ سے سیون ڈائیلز کی طرف ہو لیا۔

---

# باب ۳

## بو سٹریٹ کی عدالت

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ اجنبی جس نے ٹام رین کو پکڑا مسٹر ڈائیکس سراغرساں ہی تھا۔ اپنے قیدی

کو تھانے کی حوالات میں رکھوا کر وہ سیدھا پکاڈلی ہل کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں لیڈی ہیٹ فیلڈ کا مکان واقع تھا۔ نوکر کی معرفت اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی۔ اور اس کے بعد ایک کمرہ میں بیٹھ کر خاتون موصوف کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں لیڈی ہیٹ فیلڈ اور مس مورڈانٹ دونوں اس کمرہ میں آگئیں۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ ارل اور کونٹس آف مالمیور کی یتیم بیٹی تھی۔ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہونے کے باعث مالمیور کے قابل فخر خطاب سے محروم رہنے کے باوجود وہ ساری جائداد کی واحد مالک تھی۔ عمر میں پچیس سال کے قریب اور بدرجہ انتہا خوبصورت تھی۔ اس کا حسن اپنے اندر ایک خاص شان دلفریبی رکھتا تھا۔ اور گو چہرہ پر کم وبیش ہر وقت افسردگی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ اس کی پیشانی میں ذہانت کا جو روشن ستارہ چمکتا تھا۔ دونوں کے مشترکہ اثر سے اس کے جمال کی لطافت دہ چند نظر آتی تھی۔ آنکھیں موٹی اور گہری نیلی۔ اور سفید اور فراخ پیشانی اعلے ذہانت اور صفات باطن کی دلیل تھی مسکراہٹ میں افسردگی کی جھلک موجود تھی۔ مگر اس کے باوجود حلم اور ملنساری کے فطری جوہر پر دلالت کرتی تھی۔ متوسط القامت اور بدن کی گداز تھی۔ مگر یہ دونوں باتیں اس کے اثرات حسن کو زائل کرنے کی بجائے دوبالا کرتی تھیں۔ کولھے فراخ اور سینہ ابھرا ہوا۔ کمر بہت پتلی اور سارے اعضا مخروطی تھے۔ قدم میں لچک اور اس کے خرام میں وہ شان رعنائی نظر آتی تھی کہ فلسفہ جمال کے سخت تر نقاد بھی اس کے حسن پر حرف گیری نہ کر سکتے تھے۔

اس کی سہیلی مس مورڈانٹ کی عمر ۳۰ سال تھی گو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اگر کوئی یہی بات اس کے سامنے کہہ دیتا تو وہ فرط غضب سے شاید بیہوش ہو جاتی۔ قد کی ٹھگنی۔ دبلی۔ پتلی اور چنداں قبول صورت نہ تھی۔ بال اس قدر سرخی مائل کہ انہیں سنہری قرار دینا داخل وصف نہیں۔ بلکہ موجب تضحیک ہوگا۔ آنکھیں بھورے رنگ کی اور ناک چھوٹی۔ مگر رنگت صاف۔ دانت خوشنما اور سفید اور ہاتھ خصوصیت سے موزوں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب کبھی آئینہ میں اپنی صورت دیکھتی۔۔۔ اور یہ عمل دن میں عموماً کئی بار ہوتا تھا۔ تو وہ اپنی صفات و نقائص کو غور سے دیکھ کر جائزہ لینے کے بعد اول الذکر کی کثرت کے حق میں ہی فیصلہ پاکر اور اس بنا پر یہ سوچ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتی۔ کہ میں یقیناً عمر بھر کنواری نہ رہونگی۔

دن کے گیارہ بجے کا وقت تھا کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ اور مس مورڈانٹ کو اطلاع دی گئی۔ مسٹر ڈائیکس آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس صبح کو کسی خاص واقعہ نے جارحیانہ پر۔۔۔ کیونکہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کا زنانہ نام یہی تھا۔ عجیب ناگوار اثر پیدا کر دیا تھا۔ اور اپنی طبیعت کو بحال کرنے کی غرض سے اس کا ارادہ گاڑی میں بیٹھ کر ہواخوری کو جانے کا تھا۔ چونکہ جولیا بھی کچھ خرید وفروخت کرنا چاہتی تھی۔ اس لیئے وہ لیڈی ہاہیٹ فیلڈ کے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہو گئی۔ چنانچہ دونوں باہر جانے کا لباس پہن کر نشستگاہ میں گاڑی کی منتظر تھیں۔ کہ

نوکر نے مسٹر ڈائیکس کی آمد کی خبر دی جسے سن کر لیڈی ہیٹ فیلڈ کے منہ سے ذہنی اذیت کا ایک ایسا کلمہ نکلا جس سے مس مور ڈائنٹ کو تشویش پیدا ہو گئی۔

جارجیانہ کے چہرہ سے لمحہ بھر کے لئے یہ معلوم ہؤا کہ اس کا قلب سخت مجروح ہے۔ مگر اس نے پوری کوشش سے کام لیکر فوراً ہی اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کی۔ اور جب اس کی سہیلی نے پوچھا "آپ کو کیا تکلیف ہے؟" تو اس نے یہ کہہ کر معاملہ کو ٹالنا چاہا۔ کہ "کچھ نہیں۔ ذرا سر میں درد تھا"۔

باوجود اس کے جارجیانہ بڑے ہی تامل کے ساتھ جولیا کے ہمراہ اس کمرہ کی طرف چلی جہاں افسر پولیس ان کے انتظار میں تھا۔ اور آخر جب وہ اس مشہور سراغرساں کے روبرو پہنچی۔ تو اس کی آنکھوں میں سخت اضطراب کی جھلک پائی جاتی تھی۔

انہیں کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر مسٹر ڈائیکس کرسی سے اُٹھا۔ اور مؤدبانہ سلام کر کے کہنے لگا "خواتین میں آپ کے لئے ایک خوشخبری لایا ہوں۔ وہ رہزن ..."

"اسے کیا ہؤا؟" جارجیانہ نے بڑی بے صبری کے ساتھ پوچھا۔

"بیگم صاحبہ وہ پکڑا گیا۔ اور اب ضرورت صرف اس بات کی ہے ..."

"کون پکڑا گیا؟" جارجیانہ نے اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ذہن میں امید و بیم کی جد و جہد ہو رہی ہے۔

افسر مذکور کہنے لگا "وہی شخص جس نے کل رات آپکے بٹوے چھینے تھے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ اگر میں نے اس معاملہ میں غلطی کی۔ تو یقیناً میں ایک بہت بڑا بیوقوف ہوں ..."

لیڈی ہیٹ فیلڈ قطع کلام کر کے کہنے لگی "یہ کیونکر معلوم ہؤا۔ کہ یہ وہی شخص ہے؟ ممکن ہے آپ کو غلطی لگی ہو۔ یا آپ کے شبہات کسی بیگناہ شخص کی گرفتاری کا موجب ثابت ہوئے ہوں"۔

"واہ بیگم صاحب!" ڈائیکس جارجیانہ کے الفاظ کا بالکل ہی غلط مطلب سمجھ کر قطع کلام کر کے بولا۔ "یقیناً آپ اس شخص سے کسی طرح کی رعایت کرنا نہیں چاہتی ہیں۔ جس نے آپ کو شاہراہ پر روک کر آپ سے اور آپ کی سہیلی سے نقدی چھینی اور ..."

لیڈی ہیٹ فیلڈ کہنے لگی "مگر یہ تو بتائیے اس شخص کا حلیہ کیا ہے؟ ..."

افسر مذکور نے جو ملزموں کا حلیہ بیان کرنے میں خاص مہارت رکھتا تھا۔ کہا "سُنئے میں اس کا سارا حلیہ عرض کرتا ہوں۔ عمر قریباً تیس سال۔ رنگت سفید۔ بھورے رنگ کے گھنگروالے بال۔ سرخ گلمچھے۔ گہری نیلی آنکھیں۔ نہایت عمدہ دانت اور موٹے ہونٹ ... مگر بیگم صاحبہ آپ کی گاڑی آگئی ہے۔ اب

لئے ذرا جلدی کیجئے۔ میں چاہتا ہوں۔ ملزم کو آج ہی کسٹن سپرد کرا دیا جائے۔ مہربانی سے میرے ساتھ گاڑی میں تشریف لے چلیئے"۔

جس وقت ڈائیکس نے حلیہ بیان کرنا شروع کیا۔ لیڈی جارجیانہ کی آنکھوں میں گہری فکر اور تشویش کی جھلک پائی جاتی تھی۔ مگر جوں جوں وہ کیفیت بیان کرتا گیا یہ تشویش بڑھتی اور نمایاں ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ جب اس نے مسلسل بیان ختم کیا۔ تو جارجیانہ کے چہرہ پر انتہائی زردی چھا چکی تھی۔

مگر اس کے اس اضطراب کو نہ تو افسر پولیس اور نہ مس موڑ دانٹ نے دیکھا۔ کیونکہ اول الذکر کی عادت تھی۔ جب وہ اپنے محکمہ کے متعلق کسی معاملہ پر گفتگو کرتا۔ تو اس کی نظریں اپنی مضبوط چھڑی کی موٹھ پر لگی رہتی تھیں۔ اور آخر الذکر بڑی توجہ کے ساتھ اس رہزن کا حلیہ سُن رہی تھی۔ اور اُسے اس بات پر تعجب ہو رہا تھا کہ اس قسم کا بانکا سجیلا آدمی کیونکر رہزن ہو سکتا ہے۔ رہزنوں کی نسبت اس کے خیالات کچھ اور قسم کے تھے۔

ان حالات میں گاڑی کے دروازہ پر آنے کی خبر جارجیانہ کے لئے موجب تسکین ثابت ہوئی۔ اور کوئی اعتراض پیش کئے بغیر وہ اس معاملہ میں مسٹر ڈائیکس کے کہنے پر عمل کرنے کیلئے رضامند ہو گئی۔ افسر مذکور نے اس طرح اطمینان کے ساتھ گھنٹی بجائی۔ گویا نج کے مکان میں بیٹھا ہو۔ اور اس کے بعد خواہش ظاہر کی کہ وہ نوکر اور خادمہ جو شب گذشتہ کو واردات کے وقت گاڑی پر سوار تھے شہادت کی غرض سے بو سٹریٹ کے تھانہ تک ساتھ چلیں۔ مبین اور چارلٹ نے اس انتظام پر رضامندی ظاہر کی اور گاڑی دونوں نوکروں دونوں لیڈیوں اور مسٹر ڈائیکس کو لے کر بانڈ سٹریٹ کی بجائے تھانے کی طرف ہولی۔

وہاں پہنچکر مسٹر ڈائیکس گواہوں کو ایک پرائیویٹ کمرہ میں لے گیا۔ اور پانچ منٹ کے قریب غیر حاضر رہ کر واپس آیا۔ تو یہ خبر لایا۔ کہ ملزم کو عنقریب صاحب مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا جائے گا۔

یہ فقرہ سُن کر جارجیانہ کے بدن میں کپکپی پیدا ہو گئی۔ لیکن بڑی کوشش سے ضبط کر کے وہ مسٹر ڈائیکس کے پیچھے پیچھے کمرہ عدالت کو ہولی۔ مس موڑ دانٹ۔ خادمہ اور نوکر کو یہ کہہ کر اسی کمرہ میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا کہ تمہیں شہادت کے وقت فرداً فرداً بلا یا جائے گا۔

چونکہ جارجیانہ ایک امیر خاندان کی عورت اور مالدار خاتون تھی۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی معمولی حیثیت کے گواہ کی طرح سلوک نہ کیا گیا۔ بلکہ اس کے واسطے گواہوں کے کٹہرے میں ایک کرسی مہیا کر دی گئی۔ مسٹر ڈائیکس نے اس کے کان میں آہستگی سے یہ بھی کہہ دیا کہ "آپ کو شہادت دیتے وقت کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں"۔

اس اثنا میں چونکہ یہ خبر ہر طرف پھیل گئی تھی کہ عدالت میں عنقریب ایک رہزن کا مقدمہ پیش ہونے والا ہے۔ اس لئے بے شمار تماشائی جن میں ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ شامل تھے۔ کمرہ عدالت میں جمع ہونے لگے تھے۔

جارجیانہ کو کرسی پر بیٹھے تھوڑی دیر گذری تھی۔ کہ ہجوم میں حرکت پیدا ہوئی جس سے اس نے اندازہ کیا کہ ملزم کو عدالت میں لایا جا رہا ہے۔ چنانچہ مسٹر ٹام رین بھرتی اور لاپروائی سے ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور جارجیانہ نے اس کی طرف ایک تیز نظر ڈالی۔ جس کے اندر ناقابل بیان نفرت اور حقارت کے ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

ملزم نے بظاہر جارجیانہ کی طرف توجہ نہیں دی۔ بلکہ بڑے اطمینان کے ساتھ کٹہرے کے اوپر جھک کر سر والٹر فرگوسن مجسٹریٹ اور ان کے محرر کو اس انداز سے گھورتا رہا جس سے کسی ناواقف شخص کو شاید یہ خیال پیدا ہو جاتا کہ وہ دونوں ملزم ہیں۔ اور یہ مجسٹریٹ۔

اتنے میں عدالت نے مسٹر ڈائیکس کو قیدی کے خلاف الزام کی توجیہ کا حکم دیا۔ جس پر وہ کہنے لگا کہ "اس اطلاع کی بنا پر جو مجھے ملی تھی۔ میں نے ملزم کو اس شبہ میں گرفتار کیا ہے کہ شب گذشتہ کو اس نے شاہراہ پر لیڈی ہیٹ فیلڈ کی گاڑی کو روکا۔ اور ان کا اور ان کی سہیلی کا بٹوہ جس میں روپے کی کچھ رقم جو درج اشتہار ہے موجود تھی۔ چھینا یہ اشتہار صبح کے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے قیدی کی جامہ تلاشی لی۔ اور گو اس کے پاس چوری کے نوٹ برآمد نہیں ہوئے تاہم سونے کے سکے ضرور موجود تھے۔"

اس کے بعد لیڈی ہیٹ فیلڈ کو حلف دیا گیا۔ اور اس نے بھی اپنے بیان میں پولیس افسر کے اس بیان کی تصدیق کی۔ جس پر مجسٹریٹ نے پوچھا "کیا آپ کے پاس یہ یقین کرنے کی کوئی معقول وجہ ہے۔ کہ یہی وہ شخص تھا۔ جس نے کل رات آپ کی گاڑی کو روکا؟"

خاتون مذکور نے کپکپاتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ جناب مجھے اس بات کا یقین ہے کہ ملزم جو حاضر عدالت ہے وہ شخص نہیں جس نے مجھ سے نقدی چھینی تھی۔"

اس فقرہ کو سن کر ٹام رین کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ کے آثار پیدا ہو گئے۔ لیکن مسٹر ڈائیکس سخت حیرت زدہ ہو کر جارجیانہ کی طرف گھورنے لگا۔ اور پھر بولا "بیگم صاحبہ کیا یہی وہ شخص نہیں ہے کل رات جب میں نے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے کہا تھا۔ میں بیان ہی نہیں کر سکتی۔ چور کس حلیے کا آدمی تھا۔۔"

اتنے میں مجسٹریٹ نے بلند آواز سے کہا "ڈائیکس تم خاموش رہو۔ ان کا بیان حلفیہ ہے۔ اس لئے ان کی راہ میں کوئی پیچیدگی پیدا نہ کرنی چاہئے"

جارجیانہ پہلے کی نسبت زیادہ مستقل لہجہ میں کہنے لگی "جناب کل رات میں واقعہ پیش آمدہ کی وجہ سے اس قدر پریشان۔ خوف زدہ اور مضطرب تھی کہ۔۔"

"لیڈی ہیٹ فیلڈ آپ بالکل بجا فرماتی ہیں" مجسٹریٹ نے بڑے اخلاق کے ساتھ مسکرا کر کہا۔ اس مسکراہٹ سے پایا جاتا تھا۔ کہ مجسٹریٹ صاحب پولیس کے سارے افسروں اور سپاہیوں کے مجموعی حلفیہ بیانات پر امیر گھرانہ کے کسی فرد واحد خصوصاً عورت کی بات کو بہت زیادہ وقعت دیتے ہیں۔ سلسلہ کلام جاری رکھ کر انہوں نے کہا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس وقت آپ اس قدر گھبراہٹ کی حالت میں تھیں۔ کہ ڈائیکس نے آپ سے جو سوالات پوچھے۔ ان کا صحیح طور سے جواب نہ دے سکیں"

جارجیانہ بولی "آپ نے میرے خیالات کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ صبح کو جب میرے خیالات مجتمع ہوئے۔ اور میں نے اس واردات کی ساری تفصیلات کو اپنے ذہن میں سوچا۔ تو اس وقت خیال آیا کہ رہزن نے چہرہ پر اگرچہ سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی تاہم اس کے گھوڑے کی حرکت سے اس وقت جب کہ وہ گاڑی کی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ نقاب ایک بار ذرا سرک گئی تھی۔ اور میں نے چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔۔"

"اور وہ چہرہ؟۔۔" مجسٹریٹ نے پوچھا۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی۔ "وہ چہرہ ملزم کے چہرہ سے بالکل مختلف تھا"

سراغ رساں ڈائیکس جارجیانہ کی شہادت سے اس قدر حیران وششدر تھا۔ کہ نہیں جانتا تھا۔ مجھے کیا کہنا چاہئے۔ گھبراہٹ کی حالت میں وہ پھر ایک بار اس سے مخاطب ہو کر بولا "لیکن تھوڑی دیر گذری جب میں نے آپکے روبرو ملزم کا حلیہ بیان کیا تو آپنے یہ بات نہیں کہی تھی کہ ملزم کا یہ حلیہ نہیں ہے"

لیڈی ہیٹ فیلڈ کہنے لگی "وجہ یہ ہوئی کہ تم مجھے میری سہیلی اور نوکروں کو اس قدر جلد اپنے ساتھ لے کر اس طرف کو چلے آئے کہ مجھے کسی اعتراض کا موقعہ ہی نہ ملا۔ اس کے علاوہ چونکہ تم نے ملزم کو زیر حراست لے لیا تھا۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ معاملہ ضرور عدالت میں پیش ہوگا"

جارجیانہ کا لہجہ اس وقت اس قدر پرسکون اور فیصلہ کن تھا کہ ڈائیکس حیران تھا۔ مجھے کیا کہنا یا کیا کرنا چاہئے۔ گو اپنے دل میں وہ سمجھ رہا تھا۔ کہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔

مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کچھ مشورہ لیا۔ دونوں میں تھوڑی دیر کھسر پھسر باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا "میرے خیال میں ملزم کو زیر حراست رکھنا بے سود ہے۔ ڈائیکس ضرور تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے"!

وہ کہنے لگا "حضور میں خود حیران ہوں۔ کہ کیا عرض کروں۔ آپ قیدی سے یہ دریافت کیجئے۔ کہ وہ شب مذکور کو کہاں تھا۔ سارے حالات اس کے خلاف ہیں۔ صبح کے چھ بجے وہ گھوڑے پر سوار ہوکر رچمنڈ سے لندن پہنچا۔ اس نے اپنا گھوڑا یارڈ کی سرائے میں رکھا۔ قریب کے قہوہ خانہ میں صبح کا کھانا کھایا اور دو پستول ویٹر کے حوالہ کرکے ایک مشتبہ شراب خانہ میں گیا۔ وہاں پر ایک ایسے شخص سے ملا جس پر پولیس کی مدت سے آنکھ ہے۔ اس کے بعد جب اس کی جامہ تلاشی لی گئی تو اس کی جیبوں سے بہت سے سونے کے سکے برآمد ہوئے۔ عدالت خود فیصلہ کرسکتی ہے۔ کہ یہ سارے حالات کس حد تک ملزم کے خلاف ہیں"!

مجسٹریٹ نے قیدی سے مخاطب ہوکر کہا "تم سنتے ہو۔ افسر پولیس تمہارے خلاف کیا کہہ رہا ہے"!

ٹام رین بڑی لاپروائی سے کہنے لگا۔ "حضور میں سب کچھ سنتا ہوں۔ اور ان سارے اعتراضات کا اطمینان بخش جواب عرض کرسکتا ہوں۔ میں ایک خاص کام کے لئے لندن میں آیا۔ اور اسی کام کیلئے اپنے ساتھ روپیہ لایا تھا۔ مجھے اختیار ہے جہاں مناسب سمجھوں۔ اپنے گھوڑے کو چھوڑ دوں۔ اور اگر مجھے اس سرائے کی نسبت جہاں میں نے اپنا گھوڑا رکھا۔ کسی دوسری جگہ ارزاں کھانا مل سکے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں نہ چلا جاؤں۔ چونکہ مجھے رات کے وقت ایک ویران سڑک پر سفر کرنا تھا۔ اس لئے احتیاطاً دو پستول اپنے پاس حفاظت کی غرض سے رکھ لئے تھے۔ اور چونکہ انہیں دن بھر ساتھ لئے پھرنا فضول تھا۔ اس لئے میں انہیں قہوہ خانہ کے نوکر کے پاس چھوڑ آیا"!

مسٹر ڈائیکس اس کا کچھ جواب دینے کو تھا۔ کہ دو خوش پوش آدمیوں میں سے جو ذرا دیر پہلے عدالت میں داخل ہوئے تھے۔ ایک نے عدالت سے مخاطب ہوکر کہا "اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔ کہ میں مسٹر رین فورڈ کو گذشتہ چار سال سے جانتا ہوں۔ بڑے عزت دار آدمی ہیں۔ لندن میں مجھ سے دو گھوڑے خریدنے آئے تھے۔ اور اس کے لئے نقد روپیہ ساتھ لائے۔ حضور میرا نام واٹکنز ہے۔ اور میرا اصطبل گذشتہ سترہ سال سے گریٹ کوین سٹریٹ لنکنز ان فیلڈس میں قائم ہے"!

اتنے میں دوسرا بولا "حضور میں بھی مسٹر رین فورڈ کی شرافت کی تصدیق کرتا ہوں۔ اگر آپ کو میری عزت داری میں شبہ ہو تو اپنے کسی اہلکار کو کامپٹن سٹریٹ میں بھیجکر معلوم کرلیجئے۔ وہاں

پر سب سے نامور جوہری کی دوکان برٹن شا کی ہے"۔

"جو لوگوں کی چیزیں گرو رکھنے کا کام بھی کرتا ہے"۔ مسٹر ڈائیکس نے پر معنی انداز سے کہا۔

برٹن شا کہنے لگا، اگر ایسا بھی ہو تو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے"؟

مجسٹریٹ نے پوچھا "کیا تم دونوں اس بات کے ضامن بنتے ہو کہ آئندہ کبھی عدالت کو اس شخص کی جو اس وقت ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا ہے۔ ضرورت ہو تو تم اُسے حاضر عدالت کر دو گے"؟

"ہاں جناب،، دونوں نے مل کر جواب دیا۔

"کسی الزام کی جواب دہی کے لئے جو اس کے خلاف عائد کیا جائے"؟ سر والٹر نے پھر پوچھا۔

ڈائکس اور برٹن شا دونوں نے اس کا بھی اثبات میں جواب دیا۔

مجسٹریٹ نے ضمانت کی کچھ رقم مقرر کی۔ اور جب دونوں نے رقم مذکور کے لئے ضامن بننا منظور کر لیا تو عدالت نے ٹام رین کو کٹہرہ سے نکل آنے کا حکم دیا۔

قیدی نے اس حکم کی تعمیل بھی ویسی ہی لاپروائی سے کی۔ جس کا اظہار اس کی طرف سے اب تک ہوتا رہا تھا۔ اور جس میں تعجب کا عنصر صرف اس وقت شامل ہوا جب دو شخص جنہیں اس نے اس سے پیشتر دیکھا تک نہ تھا۔ اس کے حق میں شہادت دینے اور ضامن بننے کے لئے پیش ہوئے۔ لیکن ذرا سوچنے کے بعد اسے خیال آیا کہ یہ غائبانہ مدد ضرور اولڈ ڈیتھ کی بھیجی ہوئی ہے۔

جس وقت سر رشتہ دار ضمانت نامہ پُر کر رہا تھا۔ لیڈی جارجیانہ عدالت سے رخصت ہو گئی۔ اس وقت اس کے سینہ میں عجیب متضاد اور متناقض جذبات پیدا تھے۔ خوشی اس بات سے تھی کہ جس آزمائش کا اس قدر خطرہ تھا۔ وہ اس میں کامیاب اتری، اور رنج اس بات کا۔ کہ بُرغم خود اُحلف دروغی کی۔ ان دو جذبات کے علاوہ اس کے سینہ میں اذیت کا احساس بھی تھا۔ جس کا تعلق بعض گذشتہ واقعات کی افسوسناک یاد سے تھا۔ جو رین فورڈ کو دیکھ کر پیدا ہوئی۔

مس مورڈانٹ۔ لوکرا اور فاوسہ کو یہ سن کر کہ مقدمے کا رخ بالکل ہی پلٹ گیا ہے۔ بہت ہی تعجب ہوا۔ لیکن ان کی توجہ فوراً ہی لیڈی ہیٹ فیلڈ کی حالت پر مبذول ہو گئی۔ جس نے یہ واقعات بیان کئے ہی تھے کہ یکایک اُسے غش آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ عدالت میں سکون قائم رکھنے کی کوشش اور مجسٹریٹ کی پیشی میں بظاہر صداقت کا لہجہ قائم رکھنے کی جدوجہد کا اب اس کی طبیعت پر مراجعانہ اثر پڑا۔ وہ حوصلہ جو اس نے اب تک قائم رکھا تھا شکست ہو گیا۔ اس کے دل میں زمانہ گذشتہ کی خوفناک یاد نے غلبہ حاصل کر لیا۔ رخساروں پر جوش سے جو سرخی چھا گئی تھی۔ وہ لاش کی

سی زردی میں بدل گئی۔ اور وہ بیہوش ہوکر اپنی سہیلی کے بازوؤں میں گر پڑی۔

خوش قسمتی سے مس سورڈانٹ کے پاس خوشبو کی شیشی موجود تھی۔ اسے سنگھا کر جارجیانہ کو ہوش میں لایا گیا۔ جس کے بعد انہوں نے اسے گاڑی پر سوار کرادیا۔ لیکن وہ اس وقت تک اطمینان کے ساتھ سانس نہ لے سکی۔ جبتک کہ گاڑی عدالت پولیس سے فاصلہ پر نہ پہنچ گئی۔

---

# باب ۔۴

## حسین گنہگارہ

مگر آیئے ہم پھر ایک بار کمرہ عدالت کی طرف رُخ کریں۔

سررشتہ دار ضمانت نامہ لکھنے میں مصروف تھا۔ دونوں ضامن ٹام رین کے ساتھ دبے لفظوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ اور وہ اس سے پہلے اس کو کٹہرہ سے نکلنے کے موقعہ پر اس انداز سے رہائی کی مبارکباد دے چکے تھے۔ گویا اُس کے گہرے دوست ہوں۔ مسٹر ڈائیکس پریشان حال اُس تختہ کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ جو صاحب مجسٹریٹ کے چبوترہ اور کمرہ عدالت میں حائل تھا۔ کہ دو شخصوں کے داخل ہونے سے حاضرین میں پھر ایک بار سنسنی پیدا ہوئی۔

ان میں سے ایک کوئی اہلکار تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک نقاب پوش لیڈی تھی۔ جس نے بیش قیمت کپڑے کا لمبا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ عورت لمبے قد کی تھی۔ اور اگرچہ اس وقت وہ ہجوم کی نظروں کو اپنی طرف مڑا ہوا دیکھ کر ذہنی اذیت سے کانپتی ہوئی اس کرسی تک پہنچی۔ جہاں دو منٹ پیشتر لیڈی ہیٹ فیلڈ بیٹھی تھی۔ تاہم اس فکر دخوف کے باوجود نہ اس کے وقار میں فرق آیا۔ نہ عدالت کے رعب سے اُس کے جسم میں ذرا خمیدگی پیدا ہوئی۔

اہلکار جو اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر اس عورت نے بظاہر شکرگزاری کے ساتھ عمل کیا۔ اس کے بعد مجسٹریٹ نے افسر مذکور سے مخاطب ہو کر پوچھا "بنگھم کیا معاملہ ہے؟"

بنگھم نے جواب دیا "حضور ایک نہایت اہم مقدمہ ہے وکیل سرکار عنقریب استغاثہ کا بیان پیش کرینگے"۔

مجسٹریٹ نے کہا "بہت اچھا۔ میں پہلے اسی مقدمہ کو ہاتھ میں لیتا ہوں"۔

اتنے میں ڈائیکس نے افسر مذکور سے پوچھا "یہ کون ہے؟"

بنگھم کہنے لگا "کہتی تھی میرا نام استھرڈی ٹرینا ہے"۔

اس سوال اور اُس کے جواب کو ٹام رین نے بھی جو پاس ہی کھڑا تھا۔ سن لیا۔ اور نہ معلوم کس لئے اس نام کو سنتے ہی اس کے بدن پر عجیب برقی اثر طاری ہو گیا۔

اب اس کا وہ لاپروائی کا انداز جس کا اظہار اب تک اُس کی طرف سے ہو تا رہا تھا۔ یکایک دور ہو گیا۔ اور وہ اسپتھر اُہی لڑکی کی طرف انتہائی ہمدردی اور گہری دلچسپی کے ساتھ دیکھنے لگا۔ وہ مسٹر بنگھم سے یہ پوچھنے کو تھا کہ اس خاتون پر کیا الزام عاید کیا گیا ہے۔ کہ سررشتہ دار نے اسے اور اس کے ضامنوں کو ضمانت نامہ پر دستخط کرنے کے لئے کہا۔ یہ کام جلدی ہی ہو گیا۔ اور اس کے بعد ٹام رین کا روپیہ جو مسٹر ڈائیکس نے جامہ تلاشی کے وقت اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ واپس دے دیا گیا۔ لیکن اس وقت ڈائیکس نے ٹام رین کی طرف جس انداز سے دیکھا وہ زبان حال سے کہہ رہا تھا۔ "گیا ہوا اگر تم اس مرتبہ اپنی چالاکی سے بچ نکلے ہو۔ بہرحال میرا گمان غلط نہ تھا۔ اطمینان رکھو۔ جلدی ہی پھر کسی وقت میرے قابو چڑھ جاؤ گے"۔

ڈائیکس کے چہرے پر غصہ اور افسردگی کے جو آثار نمودار تھے۔ اُن کی ٹام کو چنداں پروا نہ تھی۔ اور نہ اسے اس نقدی کا ہی خیال تھا۔ جو دوبارہ اس کی جیب میں ڈال دی گئی۔ کیونکہ اس وقت اس کی ساری توجہ اُس نقاب پوش خاتون کی طرف لگی ہوئی تھی۔

برٹن شا اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "آؤ اب چلیں۔ دوکان پر چل کر تمہاری رہائی کی خوشی کا جام پئیں گے"۔

"نہیں ابھی نہیں"۔ ٹام نے بے دلی سے جواب دیا۔ "میں ابھی یہیں ٹھہر کر اس مقدمہ کی کارروائی سننا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس سے مجھے بہت دلچسپی ہے"۔

اس کے نئے دوست نے جو عدالت میں اپنے آپ کو اس کا قدیم آشنا ظاہر کر چکا تھا۔ سوال کیا۔ "تو کیا تھوڑی دیر میں ہم سے آملو گے؟"

"ہاں ہاں"۔ ٹام نے جواب دیا۔ "میں قریباً ایک گھنٹہ میں تمہاری دوکان پر آجاؤں گا"۔

اس پر برٹن شا اور واٹکنز وہاں سے رخصت ہو گئے۔

اتنے میں سررشتہ دار نے آواز دی۔ "بنگھم کیا معاملہ ہے؟"

عین اس وقت متوسط عمر کا ایک وجیہ شخص کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ اور افسر پولیس اس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا "مستغیث خود آگیا ہے۔ وہی عدالت کے روبرو استغاثہ کا پہلو بیان کریگا۔

نقاب پوش عورت نے جو اس وقت ملزم کی حیثیت میں پیش تھی۔ عدالت کے احترام کا خیال

کر کے نقاب اٹھالی۔ اور گہری استفہامیہ نظر سے اس شخص کی طرف دیکھا جو اس کے خلاف مستغیث کی حیثیت میں پیش تھا۔

مگر سلسلہ داستان جاری رکھنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون کے متعلق چند معرفی الفاظ بیان کر دیئے جائیں۔

عمر میں وہ ۲۰ سال کے قریب اور بدرجہ انتہا خوبصورت تھی۔ رنگت شفاف اور زیتون کی طرح سپیدی کے نیچے سرخی کی دلفریب جھلک پائی جاتی تھی۔ اور گو اس وقت وہ کسی حد تک خوف زدہ اور افسردہ خاطر تھی۔ تاہم رخساروں کی سرخی اس پریشانی میں بھی پورے طور سے دور نہ ہوئی تھی۔ چہرہ قدیم یونانی حسن کا نمونہ تھا۔ فراخ اور بلند پیشانی جس پر ذہانت کی جھلک نمودار تھی۔ خم دار ناک جو غیر موزوں طور پر نمایاں نہ تھی۔ منہ چھوٹا اور ہونٹ پتلے اور سرخ جن کے اندر اس کے دانت موتیوں کی لڑیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ ٹھڈی گول آنکھیں موٹی سیاہ رنگ کی اور نہایت چمکدار اس کی چشم فسوں ساز کے متعلق یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ ساری روحانی خوبیاں یا ذہنی صفات جن کا اظہار آنکھوں کی راہ سے ممکن ہے۔ اس حسینہ کی برق دش آنکھوں سے نمایاں تھیں۔ بھویں ایسی خوبصورت اور اس اسلوب کے ساتھ محراب نما کہ ان کی مدد سے اس دلفریب چہرہ پر وقار کا اثر پیدا ہو گیا تھا۔ بال سیاہ ... بدرجہ انتہا سیاہ یہاں تک کہ پر زاغ کا بھی ان سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ریشم کی طرح ملائم اور چمکدار اور انہیں پیشانی پر ایک خوشنما مانگ کے ذریعہ جدا کر کے دو چوٹیوں کی صورت میں شانوں پر اس طرح لٹکایا ہوا تھا کہ اس خوشنما چہرہ کی تصویر کے گرد ان کی بدولت ایک آبنوسی فریم کی صورت پیدا ہو گئی تھی۔

ہم نے اوپر لکھا ہو کہ وہ کشیدہ قامت تھی بلکہ تشبیہ کی غرض سے اگر ہم اسے دریائی پری کی طرح سرو قد اور سمن جبین قرار دیں تو بے جا نہ ہو گا۔ اس کے شانوں پر وہ خوشنما ڈھلوان پائی جاتی تھی۔ جس کے اطالوی مصور ہمیشہ مداح رہے ہیں۔ اور اس خوبی کو اپنی تصاویر میں شامل کرنا موجب فخر سمجھتے ہیں۔ کمر متناسبت کے ساتھ تپلی۔ ایسی باریک نہیں جسے مضبوط پیٹی کسنے کے خلاف فطرت عمل کے ذریعہ ایسا بنایا گیا ہو۔ ہاتھ نہایت خوشنما۔ اور پاؤں اور ٹخنے عام خوبصورتی کے حسب حال تھے۔ اور اس کی ساری حرکات سے وقار اور رعنائی کا اظہار ہوتا تھا۔

نسلاً وہ ایک یہودی عورت تھی۔ اور اگر اس دنیا میں خوبصورتی ہی اعلےٰ منزلت کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ استھر ڈی مڈینا ہر لحاظ سے منتشر قوم کی ملکہ بننے کے لائق تھی۔

اس نے نقاب ہٹائی۔ تو جو لوگ کمرہ عدالت میں اس کی صورت دیکھ سکتے تھے اس کے جلال حسن کی تاب نہ لا کر حیرت زدہ ہو گئے۔ جس طرح بجلی کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح اُس کے جمال نے حاضرین پر چکا چوندی پیدا کر دی۔ اور خود مجسٹریٹ صاحب یہ جاننے کی فکر میں ہوئے۔ کہ وہ کون سا واقعہ ہے۔ جو ایسی عدیم النظیر حسینہ کو عدالت انصاف میں لانے کا موجب ثابت ہوا۔ یہ غیر ممکن تھا کہ وہ چوری کے جرم کی مرتکب ہوئی ہو۔ کیونکہ شکل وصورت سے کسی امیر گھرانے کا رکن معلوم ہوتی تھی۔ اور اس کے علاوہ چہرہ اور آنکھوں سے باوجود ان دردناک جذبات کے جو موجودہ مشکلات کے باعث اس کے سینہ میں پیدا ہو چکے تھے حقیقی روحانی پاکیزگی کا اظہار ہوتا تھا۔

تمام حاضرین عدالت میں سے اس وقت سب سے زیادہ اس دلفریب صورت کے یکایک نمودار ہونے کا اثر ٹام رین پر ہوا۔ وہ اسے کسی ناپاک نظر سے یا اپنے اندر فاسد شہوانی جذبات کو جگہ دیکر نہیں دیکھتا تھا۔ بخلاف ازیں اس کی طرف سے اس حسینہ کے متعلق گہری محبت اور انتہائی ہمدردی کا اظہار ہو رہا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا۔ کہ کونسا الزام ہے۔ جس کی وجہ سے استھر ڈی مڑینا کو حاضر عدالت کیا گیا۔

خود استھر ٹام رین کی ذات سے بالکل ناواقف تھی۔ کیونکہ جس وقت اس نے جلدی سے ڈرتے ڈرتے کمرہ عدالت میں نظر ڈالی۔ تو اس کی نگاہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے چہرے پر نہیں رُکی۔

اتنے میں عدالت نے اس متوسط عمر کے وجیہ شخص سے جو تھوڑی دیر گذری کمرہ عدالت میں داخل ہوا تھا کہا "تم استغاثہ کی طرف سے اپنا بیان پیش کرو"!

شخص مذکور نے کہا "میرا نام ایڈورڈ گارڈن ہے۔ اور میں ارنڈل سٹریٹ سٹرینڈ کا جوہری ہوں۔ ۱۳۔ اکتوبر کو شام کے پانچ بجے ایک عورت میری دوکان میں آئی۔ اور ایک ہیرے کی انگوٹھی پیش کر کے کہنے لگی۔ میں اسے فروخت کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس لیمپ کی روشنی میں جو دوکان میں جل رہا تھا۔ اس انگوٹھی کو غور سے دیکھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ نگینہ قیمتی ہے۔ اس کی مناسب قیمت پیش کی۔ میری پیش کردہ رقم تیس پونڈ تھی۔ اس نے زیادہ کے لئے اصرار کیا۔ لیکن میرے انکار پر آخرکار رضامند ہو گئی۔ اور اسی قیمت پر انگوٹھی میرے ہاتھ بیچ گئی۔ اس کے جانے پر میں دوکان کا دروازہ احتیاط سے بند کر کے ایک دوست کے ہاں شریک دعوت ہونے کے لئے چلا گیا۔ اور بہت رات گذری پر واپس آیا۔ دوسرے دن صبح کو میں نے دوکان پر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا

کہ ہیروں کا ایک سٹ غائب ہے جس کی نسبت مجھے یاد آیا کہ جس وقت شام کو وہ عورت انگوٹھی فروخت کرنے آئی۔ تو وہ میز پر ایک کھلے بکس میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے ہر جگہ اس سٹ کو تلاش کیا۔ لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ اور میں ناچار اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ عورت ہی اسے چرا کر لے گئی ہے۔ میں نے اس کا صحیح حلیہ لکھ کر بنگھم کو اس کی اطلاع دی۔ یہ حلیہ اس وجہ سے مجھے یاد رہ گیا کہ وہ میری دوکان میں کم و بیش ۵ منٹ کھڑی رہی۔ اور میں نے اس کی شکل و صورت کو غور سے دیکھ لیا تھا۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھ کر مستغیث نے کہا۔ "اس کے علاوہ اس ملاقات کو جو انگوٹھی کی فروخت کے موقعہ پر ہوئی۔ صرف دو دن کا عرصہ گذرا ہے۔ اور میں اس بات کا فیصلہ عدالت پر چھوڑتا ہوں کہ ایسی صورت کو جیسی ملزمہ کی ہے۔ کوئی شخص اس قدر جلد بھول سکتا ہے؟ اس میں شک نہیں ایسی جوان اور ایسی حسین عورت پر چوری کا الزام لگانا بہت ناگوار ہے۔ مگر سوسائٹی کے متعلق اپنے فرض کی اہمیت یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ ایسا کروں۔ اور مجھے بمجبوری یہ بیان کرنا پڑتا ہے۔ کہ ملزمہ ہی وہ عورت ہے جس نے میرے ہاتھ انگوٹھی فروخت کی تھی۔"

اس تقریر کو سُن کر استھر کے منہ سے ایک سرد آہ نکلی۔ مگر اس نے زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہا۔

اس کے بعد بنگھم یعنی افسر پولیس نے بیان کیا۔ "کہ تقریباً نصف گھنٹہ گذرا۔ میں مسٹر گارڈن کو یہ اطلاع دینے گیا تھا کہ میں نے اس عورت کو جس پر تمہیں شبہ ہے۔ بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہیں ملی۔ مسٹر گارڈن ایک ضروری کام پر جارہا تھا۔ اور میں اس خیال سے کہ اس کے کام میں ہرج واقعہ نہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ بازار میں چلتا اور گفتگو کرتا گیا۔ لنکنز ان فیلڈس کے قریب گذرتے ہوئے ہمیں ملزمہ نظر آئی جسے مسٹر گارڈن نے فوراً پہچان لیا۔ اور میں نے اسے زیر حراست کر لیا۔ اس نے سخت اظہار ناراضگی کیا۔ اور کہنے لگی ضرور اس معاملہ میں غلط فہمی ہوئی ہے لیکن پھر جب الزام کی نوعیت اس کے روبرو بیان کی گئی تو اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور وہ زار زار رونے لگی۔"

ریمن فورڈ نے ان دونوں بیانات کو پوری دلچسپی اور گہری توجہ کے ساتھ سُنا۔ اور جس وقت مسٹر گارڈن شہادت دے رہا تھا اس کے اپنے چہرے پر مختلف تبدیلیاں نمودار ہوتی رہیں۔ پہلے تعجب ... پھر غصہ اور آخر کار انتہائی رنج کا اظہار ہوا۔ لیکن یکایک اسے کچھ خیال آیا لمحہ بھر کے لئے وہ اس پر غور کرتا رہا اور پھر اس کے بشرہ پر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ کمرہ عدالت سے نکل کر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا سامنے والے قہوہ خانہ میں داخل ہوا۔ اور وہاں قلم دوات

لیکر اس مضمون کا ایک رقعہ لکھا:۔

۳ نومبر ۱۸۲۶ء

مائی لارڈ ستھرڈی ٹڑینا پر بوسٹریٹ کی عدالت میں ایک اس قسم کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ اس کا ارتکاب اس سے ۳۱۔ اکتوبر کی شام کو پانچ بجے ہوا۔ آپ اس کی بیگناہی ثابت کر سکتے ہیں۔ اور میں التجا کرتا ہوں ایسا کرنے میں تامل نہ کیجئے۔

## استھر کا ایک غائبانہ دوست

میز پر ایک شلنگ بطور معاوضہ پھینک کر ٹام رین رقعہ ہاتھ میں لئے جلدی سے باہر نکل آیا۔ اور ایک کرایہ کی گاڑی لے کر لارڈ ایلنگھم کے محل واقع پال مال ویسٹ کی طرف ہولیا۔ گاڑی میں داخل ہوتے وقت اس نے کوچبان کے ہاتھ میں نصف گنی کا سکہ دے دیا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ گھوڑے امید سے زیادہ تیزی کے ساتھ چلنے لگے۔ اور ذرا دیر بعد گاڑی لارڈ موصوف کے شاندار محل کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اور رین فوراً نیچے اترا۔

خوش قسمتی سے لارڈ ایلنگھم اس وقت گھر پر ہی تھے۔ ٹام رین نے رقعہ اس نوکر کے ہاتھ میں دے دیا۔ جو دروازہ کھولنے آیا تھا۔ اور گاڑیبان کو یہ کہہ کر کہ تم ذرا یہیں ٹھیرو۔ شاید تمہیں ایک سواری بوسٹریٹ کی طرف لے جانی پڑے۔ خود پیدل ہی بڑی تیزی کے ساتھ پھر عدالت کیطرف چلا۔

اس اثنا میں سررشتہ دار سٹرایڈورڈ گارڈن اور رنگھم کے بیانات لکھ چکا تھا۔ اور کمرہ عدالت میں غیر معمولی سنسنی پیدا ہوگئی تھی۔ استھرڈی ٹڑینا کے شباب۔ حسن اور اس کی حیا اور صورت کو دیکھ کر ہر شخص کے دل میں اس کی ہمدردی کا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ اور بہت سے گنہگار ضمیر بھی اس بات کے خواہشمند تھے کہ وہ بے قصور ثابت ہو۔

جس وقت مستغیث نے اس کے خلاف اپنا بیان شروع کیا تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی تھی لیکن جب اس نے اپنے سلسلہ بیان میں ہیروں کی گمشدگی کا ذکر کیا تو اس نے اپنے ہاتھ تشنجی انداز سے ملا دیئے۔ اور حالت اضطراب میں کانپتی ہوئی اسی کرسی پر پھر گر پڑی۔

بیانات ہو چکے تو مجسٹریٹ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا دو تم نے استغاثہ کا بیان اور شہادتیں سن لیں۔ اب بتاؤ تم اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتی ہو؟

یہ پہلا موقعہ تھا کہ کمرہ عدالت میں اس حسینہ نے زبان کھولی۔ اور گو اس کے لفظوں میں گہرے جذبات کا اثر نمودار تھا۔ تاہم کمرہ عدالت میں اس کی آواز حاضرین کے کانوں کو اسطرح

محسوس ہوئی۔ گویا فاصلہ پر کسی روپہلی گھنٹی کی آواز پیدا ہو رہی ہو۔ عدالت سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی "جناب میں بے قصور ہوں... بالکل بے قصور ہوں... خدا جانتا ہے۔ کہ میں اس معاملہ میں بالکل قصوروار نہیں"۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کی سیاہ ریشمی پلکوں کے نیچے نگاہ کی ایسی بجلی چمکی۔ جو اس کے الفاظ سے بہت زیادہ فصیح تھی۔ اور جس سے اس کے ہر ایک لفظ کی تصدیق ہوتی تھی۔

مجسٹریٹ نے ملائمت کے لہجہ میں کہا "بہتر ہوگا۔ تم اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو بلوا بھیجو"۔

ان الفاظ کا اس کے قلب پر گہرا اثر ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ اس سے اس کے سینہ میں مضطرب کن واقعات کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ چہرہ پر ذہنی اذیت کے ایسے آثار نمودار ہوئے جنہیں دیکھ کر اس کمرہ عدالت میں کوئی آنکھ پرنم ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس کی زبان سے صرف اتنا نکلا "میرے والد... آہ! میرے عزیز والد..."

یہ حالت دیکھ کر جوہری کا قلب بھی متاثر ہو گیا۔ کیونکہ فطرتاً وہ نیک طینت آدمی تھا۔ اپنی آنکھوں کو پونچھتا ہوا وہ عدالت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "حضور میں اس استغاثہ سے دست بردار ہوتا ہوں..."

سر والٹر فرگوسن مجسٹریٹ عدالت نے کہا "لیکن اس مقدمہ کو خارج کرنا میرے اختیارات سے باہر ہے۔ ملزمہ کے خلاف زبردست شہادت موجود ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اپنے کسی دوست کو بلوا بھیجے۔ میں اس مقدمہ کو نصف گھنٹہ کے لئے ملتوی کرتا ہوں"۔

چنانچہ استھر کو مجسٹریٹ صاحب کے جج کے کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں اس عورت نے جو ملزمہ عورتوں کی جامہ تلاشی لیا کرتی تھی۔ بڑی نرمی کے لہجہ میں اس سے کہا۔ "بتاؤ تمہارے والدین کہاں رہتے ہیں؟"

حسینہ نے افسردگی کے لہجہ میں کہا "افسوس میری ماں کا تو ایک مدت سے انتقال ہو چکا ہے۔ اور میرے والد... ہائے بےعزتی! وہ یہ حالت دیکھ کر کیا کہیں گے..."

وہ کچھ اور کہتی کہتی رُک گئی۔ اس کے چہرہ پر انتہائی تاسف کے آثار نمودار تھے۔

اس کے بعد اس نصف گھنٹہ کے عرصہ میں کہ وہ اس پرائیویٹ کمرہ میں رہی۔ وہ مختلف سوالات کا جو اس سے پوچھے گئے صرف مبہم اور غیر اطمینان بخش مختصر لفظوں میں جواب دیتی رہی۔ جو بہر حال ایسے نہ تھے کہ ان کی بنا پر اسے ملزم سمجھا جاتا۔

آخرکار تلاشی لینے والی عورت نے ہراتیگا اس سے کہا "میری رائے میں اگر تم اپنا قصور تسلیم کرلو اور اس پر اظہار تاسف کرو تو شاید تمہاری سزا میں تخفیف ہو جائیگی"۔

"کیا...!" اس نے ایک گہری آہ کھینچکر کہا "تم یہ خیال کرتی ہو۔ میں ایسے خوفناک جرم کی مرتکب ہوئی ہوں؟ الٰہی کیا عیسائیوں کے دلوں میں خدا کا رحم باقی نہیں! اگر نہیں... مجھے تم سے اس طرح مخاطب نہ ہونا چاہیئے۔ میں جانتی ہوں ہماری قوم کو ہر جگہ شک و شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور محض یہودی ہونے کی وجہ سے ہماری نسبت قبل از وقت برے فیصلے قائم کر لئے جاتے ہیں۔ اگرچہ باوجود اس کے" اس نے نخوت کے لہجہ میں کہا "اس منتشر قوم کے افراد میں بھی ویسے ہی بلند احساسات اور اسی طرح کی اعلےٰ صفات پائی جاتی ہیں جیسی ان عیسائیوں کے دلوں میں جو صدیوں سے ہمیں تکلیف دیتے رہے ہیں"۔

جس عورت سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے۔ اس پر حسین یہودن کے پرجوش لہجہ کا بہت اثر ہوا۔ کیونکہ اس وقت جب کہ یہ الفاظ استھر ڈی ٹرینا کے منہ سے نکل رہے تھے۔ اس کے رخساروں کی سرخ رنگت۔ اس کی فراخ پیشانی کی پھولی ہوئی نیلگوں شرائیں اور آنکھوں کی عظیم روحانی چمک کے مجموعہ نے اس کی صورت کو بدرجہ غایت ذی اثر اور بارعب بنادیا تھا۔

اتنے میں عدالت کا چپراسی کمرہ میں داخل ہوا۔ اور اس نے یہودی عورت سے دوبارہ کمرہ عدالت میں چلنے کو کہا۔ وہ اطمینان کے ساتھ اس کے ہمراہ کمرہ مذکور کی طرف ہولی۔ اور جب مجسٹریٹ کے روبرو ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑی ہوئی۔ تو اس کی صورت سے یہی پایا جاتا تھا۔ کہ وہ کسی خوف کی وجہ سے مرعوب یا مطیع نہیں ہے۔ بلکہ اپنی معصومیت کی باخبری کی وجہ سے اس الزام کی جوابدہی کے لئے جو اس پر لگایا گیا۔ بڑے استقلال کے ساتھ آمادہ ہے۔

اس اثنا میں ٹام رین دوبارہ کمرہ عدالت میں داخل ہو چکا تھا۔ اور اب وہ تماشائیوں کے ہجوم میں مل کر استھر ڈی ٹرینا کے چہرہ کو غور اور دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

صاحب مجسٹریٹ نے ملزمہ سے مخاطب ہو کر کہا "کیا اب تم کوئی بات اپنی صفائی میں پیش کرنا چاہتی ہو۔ یا اس عرصہ میں تم نے کسی شخص کو اپنے کسی رشتہ دار یا دوست کو بلانے کے لئے بھیجا ہے جو اس موقعہ پر تمہیں مدد دے سکے"؟

"جناب عالی" استھر نے مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس وقت اس کی ملائم آواز حاضرین کے کانوں کو موسیقی کے ترنم خیز نغمہ کی طرح محسوس ہوئی "جناب عالی مجھے اپنی صفائی میں صرف

ایک لفظ کہنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر میں نے کوئی لفظ اس وقت جب مجھے پہلے آپ کے روبرو پیش کیا گیا نہیں کہا تو اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ اس قسم کا خوفناک الزام کامل بے خبری کی حالت میں یکایک لگائے جانے کی وجہ سے میری طبیعت اس قدر مضطرب اور خیالات اس درجہ منتشر ہو چکے تھے کہ میں حیران تھی۔ مجھے کیا کہنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ یہ خیال مجھے اب دوبارہ کمرہ عدالت میں واپس آنے پر پیدا ہوا ہے۔ اس لیئے یقین ہے کہ عدالت مجھے اس بارہ میں معذور سمجھے گی۔ کہ میں نے پہلے یہ عذر کیوں پیش نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسم۔ اکتوبر یعنی یوم مذکور کو میں سہ پہر کے دو بجے سے لے کر رات کے ساڑھے دس بجے تک لندن میں بالکل موجود ہی نہ تھی۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کے عنابی ہونٹوں پر ایک ہلکی … نہایت ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی

"وہ حالانکہ یہی وہ عرصہ تھا جس میں مستغیث کے بیان کے مطابق وہ عورت اس کی دوکان میں آئی جس کی نسبت اُسے یقین ہے کہ وہ اس کے ہیروں کا سٹ اُٹھا کر لے گئی" عدالت نے کہا۔

ملزمہ نے بڑے استقلال کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ میں جواب دیا "مجھے اس بات سے قطعی انکار ہے کہ میں کبھی مستغیث کی دوکان پر گئی تھی میں نے اس کے ہاتھ کوئی انگوٹھی فروخت کی۔ میں یہاں تک کہہ سکتی ہوں کہ آج تک میں نے زیور کی قسم سے کوئی چیز کسی کے ہاتھ فروخت نہیں کی۔" پھر وہ فخریہ انداز سے اپنے خوشنما سر کو اٹھا کر کہنے لگی "میرے والد کی آمدنی اس قدر ہے کہ مجھے اپنے اخراجات کے لیئے کافی روپیہ مل سکتا ہے۔ اس لیئے مجھے کبھی اس قسم کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے کوئی زیور فروخت کروں۔"

عین اس وقت ایک لمبے قد کا شکیل اور وجیہ نوجوان جس کی عمر ۲۶ سال کے قریب تھی۔ کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ اس نے سادہ کپڑے کا قیمتی لیکن غیر نمائشی سوٹ پہنا ہوا تھا۔ انداز میں وقار شامل تھا۔ اور اس کی صاف نیلگوں آنکھوں کو دیکھ کر اس کی نیک اور فیاض فطرت کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا تھا۔ کمرہ عدالت میں بجوم نے اس کے آگے بڑھنے کے لیئے از خود راستہ چھوڑ دیا۔ اور اس احترام کی شکر گذاری میں اس نے مسکرا کر اپنے سر کو خم دے لیا۔ پھر جس وقت وہ مجسٹریٹ کی طرف بڑھا۔ تو ملزمہ نے فوراً ہی اسے شناخت کر لیا۔ کیونکہ وہ اس کے گھر کے دوستوں میں سے تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسکو تعجب کے ساتھ چونکی۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار "لارڈ ولنگھم" کا لفظ نکلا۔

اس وقت جس قدر آدمی حاضر عدالت تھے وہ سب … شاید ملزمہ کے سوا … یہ دیکھ کر

متعجب ہوئے کہ امیر مذکور نے استہزا سے بڑے تپاک سے ہاتھ ملایا۔ اور کہنے لگا "مس ڈی ٹرینیا . . . یہ کیا معاملہ ہے کہ میں آپ کو یہاں دیکھتا ہوں . . . یقیناً اس میں کوئی نہایت مضحکہ خیز غلطی واقع ہوئی ہے"۔

سر والٹر فرگوسن مجسٹریٹ نے اپنے سررشتہ دار سے کہا "تم وہ الزام جو ملزمہ کے خلاف لگایا گیا ہے۔ پڑھ کر سنا دو"۔

اسے سن کر لارڈ ایلنگھم بمشکل اپنے غصہ کو ضبط کر کے کہنے لگا "کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دولتمند اور عزت دار شریف آدمی کی دختر پر اس قسم کا الزام لگایا جائے ! . . . مگر ٹھیریئے میں ابھی اسے بے قصور ثابت کر دوں گا۔ جس وقت چوری کی واردات کے ظہور میں آنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی اس موقعہ پر جب کہ مستغیث کے بیان کے مطابق کوئی عورت اس کی دوکان پر انگوٹھی فروخت کرنے گئی۔ مس ڈی ٹرینیا لندن سے کم و بیش چھ میل کے فاصلہ پر تھی"۔

ان الفاظ سے کمرہ عدالت میں سنسنی سی پیدا ہو گئی۔ خصوصاً اس لئے کہ ان کی بدولت ملزمہ کے اپنے بیان کی تصدیق ہوتی تھی۔ گو لارڈ ایلنگھم اس بیان سے بالکل بے خبر تھا۔

مستغیث مسٹر گارڈن حیران و ششدر کھڑا تھا۔ گو یہ معلوم کر کے کہ اب ملزمہ کو رہا کیا جا سکے گا۔ خود اسے بھی کسی قسم کا رنج نہیں۔ بلکہ اطمینان ہی ہوا۔ کیونکہ اسے بھی اس حسینہ سے گونہ ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔

لارڈ ایلنگھم نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا "ان کے والد مسٹر ڈی ٹرینیا مدت تک لورپول میں ایک عظیم کاروباری کوٹھی کے مالک رہے۔ اور حال میں اس کام سے علیحدہ ہو کر لندن آ گئے ہیں۔ میرا ایک مکان اور اس کے متعلق تھوڑی سی اراضی صدر مقام سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ اس کے کرایہ دار ہیں۔ ۳۱۔ اکتوبر کو میں ان کے اور مس ڈی ٹرینیا کے ہمراہ اس مکان پر گیا ہوا تھا۔ یوم مذکور کو سہ پہر کے دو بجے میں ان دونوں کو اپنی گاڑی میں سوار کر کے لے گیا۔ اور رات کے دس اور گیارہ بجے کے درمیان ہم واپس آئے۔ اس آٹھ یا نو گھنٹے کے درمیانی عرصہ میں مس ڈی ٹرینیا ایک لحہ کے لئے بھی ہم سے جدا نہیں ہوئی"۔

حاضرین عدالت کی طرف سے اطمینان کا غلغلہ بلند ہوا۔ لیکن یہ فوراً ہی فرو ہو گیا۔ کیونکہ عین اس وقت ایک معمر اور بظاہر قابل احترام صورت شخص جس کے چہرہ اور خط و خال سے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا۔ کہ یہودیوں کی منتشر قوم کا رکن ہے۔ اور جس کی صورت پر اب بھی سابقہ وجاہت کے

آثار پائے جاتے تھے۔ کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ اگرچہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کی فطرت میں فیاضی کا عنصر موجود نہ تھا۔ تاہم معلوم یہ ہوتا تھا۔ کہ اس میں عظیم استقلال اور عزم راسخ کا مادہ حاضر ہے۔ اس کی تیز سیاہ آنکھیں صاف کہے دیتی تھیں کہ اس عمر رسیدہ قالب کے اندر ایک مستقل مزاج۔ اور نہ جھکنے والی اور صمیم روح موجود ہے۔ اس کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی۔ اور اس نے سادہ لیکن صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا۔

عدالت کی طرف بڑھ کر اس نے تیزی کے ساتھ ارد گرد نظر ڈالی۔ فوراً ہی استھر "میرے والد" کہکر اس کی طرف بڑھی اور بے اختیار اس سے بغلگیر ہو گئی۔

اس نے تھوڑی دیر اُسے محبت سے اپنے ساتھ لگائے رکھا۔ پھر بڑی ملائمت سے الگ کرتے ہوئے اس کے کان میں کہنے لگا "اے استھر۔۔۔ استھر میں سب کچھ سمجھ گیا۔۔۔ یہ تمہاری اپنی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے"!

یہ الفاظ سوائے لارڈ ایلنگھم کے جو مصر ہیودی سے ہاتھ ملانے کی غرض سے آگے بڑھا تھا۔ کمرہ عدالت میں اور کسی کو سنائی نہ دیئے۔

اس وقت یہ ملامت عجیب اور بظاہر غلط نظر آتی تھی۔ کیونکہ جس صورت میں استھر اس جرم کی مرتکب ہی نہ ہوئی تھی۔ جو اس پر عاید کیا گیا۔ تو اسے اس ملامت کا سزاوار کیونکر سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر لارڈ ایلنگھم کو اس وقت ان لفظوں پر غور کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ مسٹر ڈی ٹریٹا اپنی عزیز بیٹی سے جدا ہو کر اس سے ہاتھ ملانے کے لئے آگے کو بڑھا اور پھر کہنے لگا۔ "میں اس راستہ سے گذر رہا تھا۔ کہ باہر ہجوم کی زبانی اپنا نام سن کر رک گیا۔ اُن کی گفتگو سے مجھے مزید سوالات پوچھنے کی جرأت ہوئی۔ اور اس طرح پر میں اس معاملہ اور اس الزام سے واقف ہوا"!

لارڈ ایلنگھم نے کہا "مجھے بھی اس واقعہ کا کچھ علم نہ تھا۔ تھوڑی دیر گذری مس ڈی مڈینا کے کسی غائبانہ دوست نے جلدی میں لکھا ہوا رقعہ جس میں اس ناگوار واقعہ کی اطلاع درج تھی۔ میرے مکان پر پہنچایا۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ میں عدالت پر آپ کی دختر کی بے گناہی۔ کامل طور سے ثابت کر چکا ہوں"!

یہ آخری الفاظ لارڈ موصوف نے پہلے لفظوں کی نسبت زیادہ بلند لہجہ میں کہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہیں صاحب مجسٹریٹ کے کانوں تک پہنچانا مقصود ہے۔

اتنے میں مستغیث مسٹر گارڈن بولا "مجھ سے اگر پوچھئے تو میں یہ جان کر بہت ہی خوش ہوں گا

ہوں۔ کہ اس معاملہ میں کسی افسوسناک غلط فہمی کو دخل تھا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ مس ڈی ڈینا کا اس واقعہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ لیکن" اس نے پھر ایک بار ملزمہ کے چہرہ کی طرف دیکھ کر کہا "اتنا میں ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اس کی اور اس عورت کی جو میری دوکان پر آئی صورت میں بال برابر فرق نہیں تھا۔ بہرحال میں خوش ہوں کہ مس ڈی ڈینا سرقہ کی مجرم نہیں ہیں۔ اور اس تکلیف اور بدنامی کے لئے جو انہیں میرے الزام کی وجہ سے برداشت کرنی پڑی۔ میں سچے دل سے معافی مانگتا ہوں۔"

استھر نے اپنے والد کے چہرہ پر ایک التجائی نظر ڈالی۔ جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ اسے کسی قرض کی یاددہانی یا کسی معاملہ کے متعلق خاموشی کے ساتھ التجا کرنا چاہتی ہے۔ جس سے اس کا والد ناواقف نہ تھا۔ لیکن اس نے اس سریع اور پرمعنی نظر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد مجسٹریٹ نے حسین بیودن کی رہائی کا حکم سنا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس الزام کی بدولت اس کی خصلت پر ذرا حرف نہیں آسکتا۔ استھر ڈی ڈینا نے اپنی موٹی سیاہ نقاب پھر چہرہ پر کھینچ لی۔ مؤدبانہ طریق پر سر جھکایا۔ اور اپنے والد کے بازو سے لپٹ کر ارل آف الینگھم کے ہمراہ کمرہ عدالت سے رخصت ہوئی۔

کمرہ عدالت کے دروازہ تک ٹام رین کی نگاہ اس کے پیچھے لگی رہی۔ چند منٹ وہ کسی گہری سوچ میں رہا۔ اس کے بعد ایک سرد آہ بھر کر وہ بھی وہاں سے رخصت ہو گیا۔

---

# باب۔۵

## التجائے عشق

اسی دن جس روز بو سٹریٹ کی عدالت میں اس قدر عجیب و غریب واقعات ظہور میں آئے۔ رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اور لیڈی ہیٹ فیلڈ افسردگی کی حالت میں اپنے عالیشان مکان کی نشستگاہ میں صوفہ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے کالی ساٹن کا نفیس لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا حسن صبیح اور اس کی دلفریب رنگت اور بھی نمایاں صورت اختیار کر چکی تھی۔ اس کا ایک خوشنما ہاتھ صوفہ کے پیچھے کی طرف لٹکا ہوا تھا۔ اور دوسرے میں اس نے ایک کتاب لے رکھی تھی۔ جسے پڑھنے کی اس نے کئی مرتبہ بے سود کوشش کی۔ ہرچند کمرہ میں ہر قسم کا سامان راحت موجود تھا۔ آتشدان میں نہایت خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ فانوس کی دلفریب روشنی سے کمرہ بقعہ نور

بنا ہوا تھا۔ اور ہر طرف دولت و افراط کے آثار نظر آتے تھے۔ پھر بھی کوئی پراسرار اثر لیڈی ہیٹ فیلڈ کو مایوس و مغموم کئے ہوئے تھا۔ اس کی یہ غمگین صورت اس وجہ سے اور زیادہ ناقابل فہم تھی کہ اسے اپنی مجلسی حیثیت سے ہر طرح کے قابل رشک فوائد حاصل تھے۔ وہ خوبصورت تھی۔ مال و دولت اور عزت کی مالک تھی جس طرح اس کا جی چاہتا۔ کر سکتی تھی۔ ان حالات میں یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوتا تھا۔ کہ وہ عورت جو لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کے سمائے فیشن پر نہایت روشن ستارہ بنکر چمکنے کی توفیق رکھتی تھی۔ کس لئے اس قدر مایوس و مغموم رہتی ہے؟

آہ! کس قدر روشن ستارے ایسے ہیں جو اپنے مخصوص دائرہ فلک میں گردش کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور ان کی چمک دوسروں کے لئے بالکل بے سود ہے۔ نظام عالم میں خدا کے بنائے ہوئے آسمان پر کئی سیارے ایسے بھی ہیں جو دوسرے اجرام فلکی پر اپنا پرتو ڈال کر انہیں روشن کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں تاریکی میں ہی حرکت کرنے پر مجبور رہنا پڑے۔ لیکن امارت اور فیشن کے مصنوعی آسمان پر گو بہت سے عظیم روشن سیارے موجود ہیں۔ مگر ان کی روشنی کی ایک بھی شعاع ان بے شمار چھوٹے اجرام تک نہیں پہنچتی۔ جو ان کے گرد حلقہ زن ہونے پر مجبور ہیں!

لیڈی ہیٹ فیلڈ کو لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کی راحتیں اور آسائشیں طبعاً ناگوار معلوم ہوتی تھیں۔ اور سوائے ان حالتوں کے کہ اس کا انکار دل شکنی کا موجب ہو۔ وہ کبھی سوسائٹی کے لہو و لعب میں حصہ لینا پسند نہ کرتی تھی۔ ہیرہ اٹھارہ سال کی عمر تک وہ بڑی خوش و خرم اور ملنسار لڑکی تھی۔ مگر اس زمانہ میں یکایک اس کی طبیعت میں ایک ایسا انقلاب واقع ہوا۔ کہ اس کے بعد وہ تنہائی پسند۔ مایوس اور مغموم رہنے لگی۔ احباب کی صحبت سے نفرت ہو گئی۔ اور وہ جلوت کی بجائے خلوت کو زیادہ پسند کرنے لگی۔

مگر ہم اس وقت کا ذکر کر رہے تھے۔ جب وہ اپنے محل کی نشستگاہ میں صوفہ پر آرام کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی۔ شب گذشتہ کی رہزنی کی واردات اور صبح کے واقعات نے بظاہر اس کی طبیعت پر گہرا اثر کیا تھا۔ کئی بار اس کے خوشنما چہرہ پر عظیم ذہنی اذیت کے آثار نمودار ہوئے۔ اور دو ایک مرتبہ اس نے اپنے ہونٹوں کو بڑے زور سے دبایا بھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے ذہنی رنج کے اظہار کو روکنے کی جدوجہد کر رہی ہے۔

آتش دان پر رکھی ہوئی ٹائم پیس نے آٹھ بجائے تھے۔ کہ ایک خادم نے کمرہ میں داخل ہو کر ارل آف ایلنگھم کی آمد کی اطلاع دی۔

جارجیانہ چونک کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اس نے نوجوان امیر کی آمد کی خبر سُنکر اپنی افسردگی کو رفع کرنے اور پُرسکون صورت اختیار کرنے کی کوشش کی۔ فوراً ہی لارڈ ایلنگھم کمرہ میں داخل ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر جارجیانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اُسے اوسکے ساتھ ہونٹوں سے لگایا۔ اُسے دوبارہ صوفہ پر بٹھا کر اور خود تھوڑے فاصلہ پر ایک کرسی سرکر کہنے لگا۔ "معاف فرمایئے گا۔ میں اس وقت آپ کے آرام میں مخل ہوا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کی واپسی کا علم صرف ایک گھنٹہ پیشتر ہوا۔ اس وقت میں نے شام کے اخبار میں شب گذشتہ کے افسوسناک واقعہ اور صبح عدالت کی تحقیقات کا حال پڑھا۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ میں اچھی طرح محسوس کرسکتا ہوں۔ آپ کو عدالت پولیس تک جانے اور اس کی کارروائی میں حصہ لینے سے کس قدر تکلیف محسوس ہوئی ہوگی"!

جارجیانہ نے کہا "ان عدالتوں کو دیکھ کر جن کی قائمی نوع انسان کے جرائم کی وجہ سے لازم ہوچکی ہے۔ میری طبیعت بہت افسردہ اور مایوس ہوجاتی ہے۔ جن شخصوں کو میں نے صبح عدالت میں دیکھا ان سب کے چہروں پر اس قسم کے ناگوار آثار نظر آتے تھے۔ جن کی میں صحیح طور سے تشریح نہیں کرسکتی لیکن ان سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ سوسائٹی کے تاریک پہلو کو دیکھنے کے سوا اور کچھ نہیں کرتے"!

لارڈ ایلنگھم کہنے لگا "خود میرے دل میں یہی خیال پیدا ہوا تھا۔ کیونکہ مجھے بھی آج صبح بوسٹریٹ کی عدالت میں آپ سے شاید گھنٹہ بھر بعد جانا پڑا۔ لیکن ازراہ خدا اس ناگوار مضمون کو جانے دیجیے۔ بوسٹریٹ پولیس اور عدالت کے الفاظ معصوم کانوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو نوع انسان کے جرائم اور گناہوں کو سن کر رنجیدہ ہوتے ہیں" پھر اس نے اپنی کرسی کو ذرا آگے بڑھا کر کہا "لیڈی ہیٹ فیلڈ۔ سچ پوچھیے تو میں اس وقت ایک اور زیادہ دلچسپ مضمون پر گفتگو کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں"!

جارجیانہ اس کا کچھ جواب دینے کو تھی۔ مگر الفاظ اس کے کانپتے ہوئے ہونٹوں پر آکر رک گئے اور کسی نامعلوم اثر نے اسے خاموش رکھا۔

ارل نے اپنی کرسی اور بھی آگے سرکا کر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میری پیاری لیڈی ہیٹ فیلڈ میں اب زیادہ مدت تک اس کشمکش و پیچ کی حالت میں نہیں رہ سکتا۔ گذشتہ موسم سرما کا بڑا حصہ میں نے تمہاری صحبت میں بسر کیا۔ تم نے ازراہ عنایت مجھے اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص تمہاری صحبت میں رہے۔ اور تم سے محبت نہ کرے

اس کے بعد گذشتہ ماہ جولائی میں یکایک تم دیہات کو چلی گئیں۔ اور مجھے تمہارے پیچھے جانے کی اس وجہ سے جرأت نہ ہوئی۔ کہ تم نے مجھے لندن سے اس قدر جلد رخصت ہونے کے ارادے سے آگاہ نہ کیا تھا۔ معاف کرنا۔ اگر میں یہ کہوں کہ تمہارے اس سلوک سے مجھے بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ۔ خدا جانتا ہے۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ اس چار ماہ کے عرصہ میں تمہاری تصویر ایک لمحہ کے لئے بھی میرے تصور سے دور نہیں ہوئی۔ کوئی سحری اثر اس قسم کا ہے۔ جو از خود مجھے تمہاری طرف کھینچے لا رہا ہے۔ یقیناً جارجیانہ تم نے آج سے بہت عرصہ پیشتر یہ معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ میرے دل میں تمہارے لئے محبت گہری محبت پیدا ہو چکی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے؟ ۔۔۔"

ارل آف ایلنگھم کے الفاظ میں اس قسم کی صداقت ایسی سنجیدگی اور ایسا اثر موجود تھا۔ اس کے چہرہ پر پُر امید محبت کے ایسے خوشگوار آثار نمودار تھے۔ آنکھیں اس طریق پر تقریر کی تائید کر رہی تھیں کہ اگر جارجیانہ اس التجا سے متاثر نہ ہوتی تو اسے سنگدل کہنا بجا نہ ہو سکتا تھا۔

مگر نہیں وہ سنگدل نہ تھی۔ ارل نے اس کی اپنی نیلگوں آنکھوں کی ملائمت میں اپنے جذبات سے ملتا ہوا کوئی جذبہ موجود دیکھا۔ اور وہ آہستگی سے کہنے لگی "مائی لارڈ۔۔۔ آرتھر تم مجھ سے پوچھتے ہو۔ کیا مجھے بھی تم سے محبت ہے؟ ۔۔۔ کیا میں تم سے محبت کر سکتی ہوں؟ ہائے افسوس تمہارا یہ سوال میرے سینہ میں کس قدر ناقابل بیان اذیت پیدا کرتا ہے۔ ہاں" اُس نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ اُس نے دیکھ لیا تھا۔ ارل میرے آخری الفاظ کو سن کر متعجب ہوا ہے۔ "آرتھر بلا شبہ مجھے تم سے محبت ہے۔ کیونکہ وہ تمام نیکی۔ فیاضی اور وجاہت جو نوع انسان کا بہترین ورثہ ہے تمہارے اندر موجود ہے۔ لیکن ۔۔۔ اے خدا۔ میں اپنے ہونٹوں سے اُس افسوسناک واقعہ کا اظہار کس طرح کر سکتی ہوں۔۔"

"کہو جارجیانہ میں تم سے منت کرتا ہوں۔ جو کچھ کہنا ہو صاف طور سے کہہ دو" لارڈ ایلنگھم نے کہا "تمہارے الفاظ مجھے خوفزدہ کرنے والے ہیں۔۔۔ خدا کے لئے مجھے ششش و پنچ کی حالت میں رکھ کر تم کہتی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔"

"میں کہتی ہوں تمہیں جاننے سے پہلے مجھے محبت کے وجود کا علم ہی نہ تھا۔ اور تمہارے سوا میں کسی اور سے کبھی محبت نہ کر سکوں گی" جارجیانہ نے اپنی گہری مؤثر آنکھیں ارل کے چہرہ پر گڑو کر کہا۔

"اے میری راحت جان۔ میں اس کے لئے تمہارا ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں" ارل نے

بڑے پرجوش لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی صوفہ کے قریب دوزانو ہو کر اس نے اپنے بازو جارجیانا کے گرد ڈال دیئے۔ اسے اپنے سینے سے لگایا۔ اور اوّل مرتبہ دونوں کے ہونٹ مل گئے۔

مگر یہ خوشی صرف ایک لمحہ بھر کے لئے تھی۔ کیونکہ فوراً ہی ذہنی اذیت کی ایک چیخ کے ساتھ جارجیانہ جھجک کر پرے ہٹ گئی۔ اس نے سختی کے ساتھ اپنے مشتاق عاشق کو پرے ہٹا دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھک کر زار زار رونے لگی۔

یہ حالت دیکھ کر ارل کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور وہ اس سے چند قدم پیچھے ہٹ کر انداز حیرت سے کہنے لگا "خدایا یہ کیا معاملہ ہے۔ میں اس عجیب طرزِ عمل کا مطلب بالکل نہیں سمجھ سکا"

"معاف کرنا۔ آرتھر مجھے معاف کرنا" اس نے اپنی آنکھوں کو جن سے آنسو بہہ رہے تھے التجا کے انداز سے اس کی طرف پھیر کر وحشت آمیز لفظوں میں کہا "میں بدنصیب ہوں۔۔۔ خدا جانتا ہے کہ بہت بدنصیب ہوں۔ تمہیں میری حالت پر رحم کرنا چاہیئے"

"رحم" ارل نے پھر صوفہ کے قریب پہنچ کر اس پری کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ جب اس نے دوبارہ کھینچنے کی کوشش نہ کی "آخر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے آپ کو قابل رحم ظاہر کرتی ہو؟ تم خوبصورت ہو۔۔۔ اور ایک ایسا شخص جو مدت العمر تمہارا غلام بن کر رہنا چاہتا ہے۔ تم سے محبت کرتا ہے۔ پھر کیا باعث ہے کہ تم اپنے آپ کو رحم کا مستحق ظاہر کرتی ہو؟"

"ہائے افسوس! آرتھر تمہاری یہ گہری فیاضانہ محبت مجھے اور زیادہ تکلیف دے رہی ہے" جارجیانہ نے تیز لہجہ میں بحالت اضطراب کہا "ایک کمزور عورت کی حیثیت میں میں نے تم سے محبت کرنے کی جرأت کی۔۔۔ ایک ناعاقبت اندیش عورت کی طرح میں نے تم سے اس کا اعتراف کر لیا۔ مگر اب" اس نے زیادہ مستقل اور آہستہ لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے عنابی ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "وہ اب ایک مضبوط دل عورت کی حیثیت میں جو اپنے فرض کی اہمیت کو سمجھتی ہو۔ میں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں۔۔۔ اور یہ کہتے ہوئے میرا دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے کہ۔۔۔"

"الٰہی یہ کیا ماجرا ہے" ارل نے حیرت زدہ ہو کر کہا "جارجیانہ خدا کیلئے مجھے اس اذیت دہ کشمکش و پیچ کی حالت سے جلد تر نجات دو۔۔۔"

لیڈی ہیسٹ فیلڈ کہنے لگی "ہاں میں ایسا ہی کرتی ہوں۔ آرتھر ہر چند کہ مجھے تم سے بیحد

اور ناقابلِ بیان محبت ہے ۔ ۔ ۔ ہر چند کہ تمہیں اپنی قسمت کا مالک بنا کر مجھے اس دنیا میں وہ راحت حاصل ہونے کی امید ہے ۔ جو بہت کم فانی انسان کے حصہ میں آتی ہے ۔ ہر چند کہ میں دل سے چاہتی ہوں ہم دونوں کی زندگیاں وابستگی سے بسر ہوں ۔ ۔ ۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا! ۔ ۔ ۔ کبھی نہیں ہو سکتا" اس نے بڑے پُرجوش لہجہ میں کہا ۔ جس کے اثر سے اس کے عاشق کے سینہ کی رگ رگ متاثر ہو گئی ۔

"جارجیانہ کیا یہ ممکن ہے"! ارل نے مری ہوئی آواز میں پوچھا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر موت کی سی زردی چھا گئی ۔

"کاش کہ ایسا نہ ہوتا ۔" اس نے انتہائی ذہنی اذیت کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر دبے لفظوں میں کہا ۔

ارل پھر متحیر ہو کر پیچھے ہٹ گیا ۔ اور بولا "جارجیانہ تم یقیناً بے سمجھ لڑکی نہیں ہو ۔ کہ ایک دیانتدار شخص کی محبت کے متعلق جو تمہارا مداح اور پرستار ہے ۔ لاپرواہی کا اظہار کرو ۔ تم بلاشبہ کوئی سنگدل نازنین نہیں ہو کہ اپنے عاشق کو غلام سمجھ کر اس کی اذیت کو موجب تسکین سمجھو ۔ نہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں ۔ تم فیاضانہ فطرت کی مالک ہو ۔ تم ان عورتوں سے کسی طرح کی ہمدردی نہیں رکھتی ہو ۔ جن کا کام مردوں کے پاک جذبات کو پاؤں تلے روندنا ہوتا ہے ۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے ۔ تم اسی قدر مضبوط دل اور سچی خاتون ہو ۔ جس قدر حسین ہو ۔ اس لئے اے جارجیانہ صاف لفظوں میں کہو ۔ آخر تمہارے اس طرز عمل کا مطلب کیا ہے ؟ تمہیں مجھ سے محبت ہے اور یقین رکھو کہ میری ہو کر تم ہمیشہ خوش و خرم رہو گی ۔ پھر کیا باعث ہے کہ ایک لمحہ پہلے میرے حوصلہ کو رفعت آسمانی تک لیجا کر اب دفعتاً میری ساری امیدوں کو کچلے ڈالتی ہو؟!

"ہائے افسوس میں خود محسوس کرتی ہوں ۔ تمہیں میرا طرز عمل عجیب اور ناقابل معافی نظر آئیگا"

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے مایوسی کے لہجہ میں کہا ۔ "مگر میں اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ میں نہ کوئی سنگدل طناز عورت ہوں ۔ نہ کمزور جذبات کو بھڑکا کر خوش ہونا میری عادت میں داخل ہے ۔ ارل تم یقین جانو میں سچے دل سے تم سے محبت کرتی ہوں ۔ اور مجھے امید ہے ۔ تم اپنی فیاضی سے مجھے اس کے اظہار کے لئے معاف کر دو گے ۔ مگر افسوس میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں کبھی ۔ ۔ ۔ کسی حال میں بھی تمہاری نہیں ہو سکتی"

"پھر کیا تمہیں کسی اور سے عشق ہے"؟ ارل نے بے صبری سے پوچھا ۔

وہ اس طرح سسکیاں لے کر گویا اس کا دل ٹوٹتا جا رہا ہو ۔ کہنے لگی "تم مجھ سے یہ سوال کس

لئے پوچھتے ہو؟ کیا مَیں نے اس کا سچّے دل سے اقرار نہیں کیا۔ کہ تم سے پہلے مجھے کسی اور سے محبت نہ تھی۔ اور نہ آیندہ مَیں کسی سے محبت کروں گی۔۔"

"ممکن ہے چھوٹی عمر میں تم نے کسی اور کے ساتھ محبت کا اقرار کر لیا ہو۔۔۔ شاید تم اُس کے ساتھ کوئی مقدس عہد کر چکی ہو۔ یا اس سے تمہارا کوئی ناقابل شکست رشتہ قائم ہو چکا ہو "

"بالکل نہیں" جارجیانہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ اس وقت عصبی جوش کی وجہ سے اس کی حالت غیر ہوئی جاتی تھی " بالکل نہیں۔ مَیں اپنے افعال کی اب تک خود ذمہ دار ہوں۔ کسی کو مجھ پر کوئی اختیار نہیں۔۔"

"تمہارے چچا۔۔۔ تمہارے دوست۔۔۔ تمہارے مشیر۔۔" ارل نے متعجب ہو کر کہا " کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ان کو ہماری محبت کا علم ہو گیا ہے۔ اور وہ کسی وجہ سے اس رشتہ میں مانع آتے ہیں؟"

"یہ بھی نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے۔۔ لیکن خدا کے لئے مجھ سے زیادہ سوالات نہ پوچھو"

بدنصیب عورت نے چیخ کر کہا "ورنہ مَیں دیوانی ہو جاؤں گی۔۔۔ یقیناً دیوانی ہو جاؤں گی"

"الٰہی یہ کیا اسرار ہے" ارل حیران اور ششدر ہو کر کہنے لگا " مَیں سچ کہتا ہوں اگر تم سارے حالات بیان نہ کرو گی تو مَیں خود دیوانہ ہو جاؤں گا۔ اے رحم خدا۔۔۔ میرے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہو گیا ہے۔۔۔ اور باوجود اس کے۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تم یہ بھی کہہ رہی ہو۔ کہ مَیں نے آج تک کسی اور سے محبت نہیں کی۔۔۔ مگر سوا اس حالت کے اور کوئی وجہ بھی تو ایسی نہیں ہو سکتی جو تمہارے مجھ سے شادی کرنے میں حائل ہو۔ جارجیانہ" اس نے اپنی آواز کو بہت دبا کر اور سنجیدگی کا ایک ایسا لہجہ اختیار کر کے جو بجائے خود خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ کہا " جارجیانہ مَیں تمہاری منت کرتا ہوں۔ میرے سوال کا صاف لفظوں میں جواب دو۔ میں تمہارا سچا عاشق۔۔۔ مَیں تمہارا صادق دوست ہوں۔ اس لئے میرے سامنے کسی پردہ داری کی کیا ضرورت ہے؟ مَیں التجا کرتا ہوں کہ میرے سوال کا اسی راستی کے ساتھ جواب دو۔ گویا تم اس قادر مطلق کے حضور میں جواب دے رہی ہو۔ اور خدا کے لئے صاف لفظوں میں یہ بات کہہ دو۔ کیا اپنے جوش شباب یا بچپن کی ناتجربہ کاری یا انتہائی معصومیت کی بے خبری میں تم کسی ایسے دام میں پھنس چکی ہو۔ جو بے خبری کی حالت میں تمہارے لئے بچھایا گیا ہو۔ اور جس میں تم کسی کمزور لحظہ میں۔

"خدا گواہ ہے۔ کہ میں خطاوار نہیں ہوں۔۔۔ خدا جانتا ہے۔ مجھ سے کوئی فعل اس قسم کا سرزد نہیں ہوا۔۔۔ ہائے افسوس تم مجھے اس قسم کی خطاکار عورت سمجھتے ہو" جارجیانہ نے چیخ کر کہا اور اسکے ساتھ ہی اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

"میں تم سے ان لفظوں کے لئے معافی مانگتا ہوں" ارل نے پھر اُس حسینہ کے قدموں میں جس کا وہ سچے دل سے پرستار تھا دوزانو ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد اُس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگا لیا "معاف کرنا بیخبری میں میرے منہ سے ایک ایسا خوفناک الزام نکلا۔ اور میرے دل میں ایک لمحہ بھر کے لئے اس قسم کا خیال پیدا ہوا۔ مجھے خود اس بات کا افسوس ہے کہ میرے لفظوں سے تمہیں ناراض ہونے کا موقعہ ملا . . . مگر کیا بات ہے اب تم مسکراتی ہو . . . کیا تم نے میرا گناہ معاف کر دیا؟ . . . کیا میری خطا بخشی گئی؟ . . ."

بلاشبہ اس وقت جارجیانہ کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار تھی۔ مگر اس قدر دردناک اور پھیکی کہ اگرچہ اس سے اس افسوسناک شبہ کے متعلق جو ارل کے دل میں پیدا ہوا۔ معافی کا اظہار ہوتا تھا۔ تاہم اس میں امید کا شائبہ تک موجود نہ تھا۔

اس کے بعد دیر تک فریقین میں افسردگی پیدا کرنیوالا وقفہ حائل رہا۔ ارل آف اینگلھم اس گہرے راز کو معلوم کرنے کے لئے بیچین تھا۔ جو لیڈی ہیٹ فیلڈ کے طرز عمل پر حاوی تھا۔ مگر باوجود بڑی کوشش کے اس معمے کا کوئی حل اس کے ذہن میں نہ آتا تھا۔

وہ حیران تھا کہ اگر اس عشق میں میرا کوئی رقیب نہیں . . . اگر جارجیانہ نے کسی اور کے ساتھ شادی کا وعدہ بھی نہیں کیا۔ اور یہ گمان بھی غلط ہے کہ وہ اپنے عہد شباب میں کسی کمزوری کی مرتکب ہو چکی ہے اور اب نہیں چاہتی کہ اپنا ناپاک جسم عہد مناکحت سے وابستہ کرے۔ تو پھر آخر اس عجیب طرز عمل کا اسرار کیا ہے؟

لارڈ اینگلھم معاملہ کی حقیقت جاننے کیلئے سخت بیچین تھا۔ لیکن باوجود اس کے یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ اس کی راحت جارجیانہ کے عشق سے اس درجہ وابستہ تھی کہ وہ اس تشویش و پیچ کی حالت میں غیر یقینی طور پر اس سے رخصت ہونا بھی نہ چاہتا تھا۔

آخر کار اسی نے اس جبر خاموشی کو توڑا۔ اور ایک ایسے لہجہ میں جس سے پایا جاتا تھا۔ اس کے سینہ میں کس قدر گہرے جذبات پیدا ہو چکے ہیں۔ کہنے لگا "جارجیانہ میں تم سے انصاف کے نام پر سوال کرتا ہوں۔ کیا میرے متعلق تمہارا طرز عمل صفائی اور فیاضی پر مبنی ہے؟ پچھلے سال سارے سرمائی موسم میں تمہارے ہاں آتا رہا۔ اور گو میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم نے کسی موقعہ پر میری حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ تمہارے اس فہیم عورت سے اس قسم کے خیالات کو منسوب کرنا سخت معیوب ہوگا۔ تاہم اتنا ضرور ہوا۔ کہ

تم نے میری ملاقاتوں میں کوئی ممانعتی رکاوٹ پیدا نہیں کی جب کبھی میں تمہارے مکان پر آیا۔ تم مجھ سے باشتیاق ملتی رہیں۔ اور جب میری ملاقاتیں معمولی آشنائی کی حد سے بڑھیں۔ پھر بھی تم نے اشارتاً کبھی مجھ سے یہ نہیں کہا کہ مجھے تمہارا یہاں آنا ناگوار ہے۔ آخر کار میری توجہات نے نمایاں صورت اختیار کی۔ اور تم میرے الفاظ و اطوار اور میرے طرزِ عمل سے بآسانی سمجھ سکتی تھیں۔ کہ میرا دلی عندیہ کیا ہے... افسوس تم نے اس وقت ہی جب میری امید ایک شگوفہ کی صورت میں تھی۔ اسے کیوں بڑھنے دیا؟ جب تم جانتی تھیں کہ آخر کار اس وقت جب وہ ایک پھول کی صورت اختیار کرے گی۔ تو تم کسی ناقابلِ فہم بنا پر اس پھول کو بے دردی سے کچل دو گی..."

جارجیانہ بولی "آرتھر از برائے خدا مجھے ملامت نہ کرو۔ میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ مجھ سے ناعاقبت اندیشی کا اظہار ہوا۔ لیکن افسوس! تمہاری محبت مجھے اتنی خوشگوار معلوم ہوتی تھی کہ اس دلفریب خواب راحت کو تلف کرنا میرے امکان سے باہر تھا۔ آخر کار میں نے ایک فیصلہ کن کارروائی اختیار کی... یا کم از کم وہ جو مجھے فیصلہ کن نظر آئی۔ یعنی میں یکایک بلا اطلاع اپنے چچا کے دیہاتی مکان پر چلی گئی۔ اور تم جانتے ہو اس وقت تک میں نے اپنی طرف سے تم سے اقرارِ محبت نہ کیا تھا۔ ان حالات میں اگر میں ایسا کرنا چاہتی بھی۔ تو میرے لئے اپنی مجوزہ رخصت کی اطلاع دینا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ جس روز میں نے لندن سے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ تم سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور اگر میں تمہیں خط لکھتی۔ تو شاید تم یہ سمجھتے کہ اس میں اس بات کا اشارہ موجود ہے۔ کہ تم میرے پیچھے وہیں آؤ..."

"ہائے افسوس میں کتنا بیوقوف اور ناعاقبت اندیش ثابت ہوا کہ تم سے اپنی محبت کا اظہار آج سے مہینوں پیشتر نہ کر سکا" ارل نے کہا "لیکن جارجیانہ یہ بتاؤ اگر تمہارے لندن سے رخصت ہونے سے پیشتر میں گذشتہ موسم سرما میں تم سے شادی کی درخواست کرتا۔ تو کیا اس وقت بھی وہی وجوہ جن کی بنا پر تم نے اس وقت اپنا تلخ فیصلہ سنایا ہے اس وقت بھی..."

"ہاں یہ رکاوٹ اس وقت بھی موجود تھی" بدنصیب حسینہ نے جلدی سے جواب دیا۔

"اور کیا مجھے ان وجوہ سے بالکل بے خبر ہی رکھا جائے گا۔ جن کی بنا پر تم مجھ سے شادی کرنے سے انکار کرتی ہو؟" لارڈ ایلنگھم نے تلخ لہجہ میں کہا "اور کیا ان اثرات کے باطل ہونے کا کوئی امکان نہیں؟ اے کاش تم مجھے امید کی ذرا سی جھلک بھی دکھا سکو۔ اس صورت میں میری محبت اس قدر زوردار ہے... میرا عشق اتنا صادق ہے..."

"اے رحم خدا!" جارجیانہ نے پر وحشت لہجہ میں کہا "ایک ایسا فرشتہ سیرت مرد میرے انکار سے مایوس ہو رہا ہے۔ حالانکہ ۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھر ایک بار تشنجی انداز سے ملایا۔

ارل کہنے لگا "آہ! تو کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے۔ اے میری نیک نہاد حسینہ یقیناً تمہیں بھی مجھ سے عشق ہے۔ باوجود اس کے کیا بات ہے تم انکار کرتی ہو ۔۔۔؟ کیا مقدر ہے کہ دونوں دلوں میں چاہ ہونے پر بھی وصل کا امکان نہیں ۔۔۔ آخر یہ کیا خوفناک اسرار ہے؟"

"اس راز کو تم اسی حالت میں رہنے دو" جارجیانہ نے پھر یکایک نہایت خاموش اور پُر مدافعت انداز اختیار کر کے کہا جس میں انتہائی مایوسی کی جھلک پائی جاتی تھی۔

"اچھا تو الوداع لیڈی ہیٹ فیلڈ" ارل نے افسردگی کے لہجہ میں کہا "اس حالت میں اگر میں اپنی مایوسی ۔۔۔ اپنی ذہنی اذیت اور اس عظیم ذلت کو جو مجھے نصیب ہوئی کسی ناقابل فہم زنانہ مکر سے منسوب کروں۔ تو حیران نہ ہونا۔ لیکن میڈم" اس نے نخوت کے ساتھ اپنا سر اٹھا کر اس شخص کی حیثیت میں جس کے غرور کو سخت صدمہ پہنچا ہو کہا "یہ یاد رکھو۔ ارل آف ایلنگھم جس کی دولت اور رتبہ انگلستان کے بڑے بڑے لارڈوں سے زیادہ ہے۔ حسین و جمیل لیڈی ہیٹ فیلڈ کا عاشق صادق تو ہے مگر اس کے تلون اور بے جا بد سلوکی کا نشانہ بننے کو آمادہ نہیں"

اتنا کہہ کر اس نے سرد مہری سے اپنا سر جھکایا۔ اور دروازہ کی طرف بڑھا۔

"اے مقدر یہ کیا ظلم ہے! ہائے یہ ستم ناقابل برداشت ہے" جارجیانہ نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بے سدھ ہو کر صوفہ پر گر پڑی۔

"میڈم ظالم تم ہو۔ کہ مجھ سے عاشق صادق کی درخواست کو بغیر کوئی وجہ منسوب کئے رد کرتی ہو" ارل نے باوجود فیاض طبیعت رکھنے کے اس امید پر کہ شاید اس ذریعہ سے کوئی اطمینان بخش جواب حاصل ہو سکے۔ تلخ لہجہ میں کہا۔

"مائی لارڈ آپ جائیے ۔۔ تشریف لے جائیے۔ اور مجھے میرے حال پر رہنے دیجئے کیونکہ جارجیانہ کسی حال میں آپ کی نہیں ہو سکتی"

ارل ایک منٹ کے لئے اور رُکا۔ اس اثنا میں اسے بدنصیب لیڈی ہیٹ فیلڈ بدستور سسکیاں لے لے کر روتی سنائی دیتی تھی۔ لیکن اس کی زبان سے اسے روکنے کے متعلق ایک بھی لفظ نہ نکلا۔ لارڈ ایلنگھم کا وقار اس بات کی اجازت نہ دیتا تھا۔ کہ وہ پھر منت آمیز طرز عمل

اختیار کرتا۔ ناچار با دلِ ناخواستہ سخت اضطراب اور پریشانی کی حالت میں جلد جلد قدم اٹھاتا کمرہ سے باہر چلا گیا۔
اس کے ایک منٹ بعد جارجیانہ کو صدر دروازہ کے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اسے سُن کر اس نے اپنا منہ صوفہ کے گدوں میں چھپا لیا۔ اور گھنٹوں زار و قطار روتی رہی!

---

# باب ۶

## ڈاکٹر لیسلی

لیڈی ہیٹ فیلڈ اور ارل آف ایلنگھم کے درمیان جو ملاقات ہوئی۔ وہ اتنی ہی طویل تھی جس قدر کہ دردناک اور رنج دہ ثابت ہوئی۔ چنانچہ جس وقت ارل موصوف اپنی سنگدل معشوقہ کے مکان سے باہر نکلا۔ تو لندن کے ہزارہا گرجوں سے دس بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ارل کے سینہ میں اس وقت مجروح تمکنت اور سچی محبت کے درمیان خوفناک جدوجہد ہو رہی تھی اور یہ اس جدوجہد ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ آخرالذکر کی تلخیِ یاس اول الذکر کے غصہ کی آمیزش سے نسبتاً ہلکی ہو گئی۔ باوجودیکہ ارل طبعاً ایک فیاض آدمی تھا۔ تاہم اس وقت وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ میرے ساتھ توہین آمیز بدسلوکی کی گئی ہے۔ اسے زیادہ رنج اس بات کا تھا کہ جس صورت میں سارے نواحی اثرات ہمارے ملاپ کے حق میں نظر آتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ جارجیانہ نے کوئی دلیل دیئے بغیر شادی سے انکار کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اسے یہ کہ ناقابل بیان غم و اندوہ اور اس انتہائی ذہنی اذیت کا خیال آیا جس کا اظہار اثنائے ملاقات میں کئی مرتبہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کی طرف سے ہو چکا تھا۔ وہ تسلیم کرتی تھی۔ کہ مجھے اس دنیا میں صرف تم سے سچی محبت ہے۔ اور اس بات کا بھی اس نے اقرار کیا تھا۔ کہ تمہیں اپنا شوہر بنانا میرے لئے باعث راحت و عزت ہے۔ اسے لیڈی ہیٹ فیلڈ کی مستقل مزاجی کا بھی خیال آیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ فیشن ایبل دنیا کے افراد کی ادنےٰ حرکات کی عادی نہیں ہے۔ وہ اس کی صاف باطنی اور مکر و ریا سے پاک ہونے سے بھی پورے طور پر واقف تھا۔ ان حالات میں اس شخص کی حیثیت سے جو یکایک کسی فعل کا مرتکب ہونے کے بعد آخر پشیمان ہوتا ہے۔ وہ سوچنے لگا کیا میرے لئے اسے جلدی سے چھوڑ کر چلے آنا عاقبت اندیشی میں داخل نہ تھا؟ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ میرے لئے چارہ کار کیا تھا۔ کیا ایسی پراسرار اور ناقابل

اطمینان ملاقات کا خاتمہ میری بجائے کوئی اور شخص اس طرح نہ کرتا، وہ ملاقات جو اس قدر پریشان کن اور ذلت بخش تھی!"

یہ الفاظ اس نے اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے کہہ تو لئے۔ مگر اس کے ایک ہی لمحہ بعد اس کے دردمند اور رحم آمیز دل میں یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ جس عورت سے مجھے اس قدر محبت تھی۔کیا اسے اس قسم کی ذہنی اذیت کی حالت میں چھوڑ آنا داخل انصاف تھا؟ اسے اس کے ناقابل بیان حسن۔ اس کے حلیمانہ اطوار۔ اس کے اخلاق و مروت کا خیال آیا۔ اور وہ مایوسی کے عالم میں کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا "افسوس وہ ایک فرشتہ تھا۔ جو میرے ہاتھ سے جاتا رہا"!

انہی خیالات کی الجھن میں وہ ہیچٹس ہوٹل کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہاں پہنچکر اسے خیال آیا۔ کہ مجھے پھر ایک بار جیانہ سے ملنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ اس خیال سے وہ پیچھے کو مڑا بھی۔ لیکن دس ہی قدم چل کر پھر رُک گیا۔ اور دل سے کہنے لگا "آخر اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ وہ اپنا فیصلہ صادر کر چکی اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ وہ میری نہیں بن سکتی۔ پھر میں کس لئے ایک اور ملاقات کے ذریعہ اس کے غم اور اپنی ذلت کو تازہ کروں؟ کس لئے اسے آنسو بہانے اور اپنی مایوسی بڑھانے کا موقع دوں۔ ... نہیں میرا واپس جانا بے جا ہے۔ کوئی خوفناک راز اس قسم کا ہے جسے میں سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن کیا یہ میری شان کے شایاں ہے۔ کہ میں ایک مایوس عاشق کی حیثیت میں مادہ استعجاب کو اپنے دل میں جگہ دوں؟ اس راز کو جسے وہ چھپانا چاہتی ہے معلوم کرنے کی کوشش کرنا مردانگی سے بعید اور بزدلوں کا شیوہ ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں۔ وہ کوئی خاص ہی راز ہے۔ جو اس کے سارے طرز عمل پر حاوی ہے"۔ پھر قدرتی طور پر اپنے خیالات کی رو کو اس طرف بہنے کی اجازت دے کر جدھر اس کی روانی لازمی تھی۔ وہ کہنے لگا "ممکن ہے وہ راز اس قسم کا ہو جسے ایک حیادار عورت کسی مرد کے روبرو ظاہر نہیں کر سکتی ..."!

اس خیال کے پیدا ہوتے ہی لارڈ ایلنگھم کو ایک اور تجویز سوجھی۔ اور چند منٹ غور کرنے کے بعد آخر اس نے اس پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

وہ ڈوور سٹریٹ سے جلد جلد گزر کر گرفیٹن سٹریٹ میں داخل ہوا۔ اور وہاں ایک مکان کے دروازہ پر دستک دی۔ جس کے باہر ڈاکٹر لیسٹر کا نام پیتل کی پلیٹ پر کندہ تھا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب گھر پر ہیں۔ لارڈ ایلنگھم کو ایک کمرہ میں بٹھا دیا گیا۔ اور اس کے ذرا دیر بعد ڈاکٹر بذات خود اس سے ملنے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا۔

یہ شخص عمر میں تریباً پچاس سال ۔ سانولے رنگ کا ۔ دُبلا پتلا ۔ ٹھگنے قد کا آدمی تھا ۔ آنکھیں چھوٹی بے چین اور چمکیلی اور منہ کے گرد سختی کے آثار پائے جاتے تھے ۔ چہرہ گو فہم و ذکاوت کے آثار رکھتا تھا ۔ تاہم ایسا نہ تھا کہ کوئی اسے مرعوب خیال کرے ۔ اسے سب سے بڑھ کر علم طب کا شغف تھا ۔ اور وہ لندن بھر میں ایک نامی طبیب اور ماہر سائنس دان سمجھا جاتا تھا ۔ تشریح الابدان اور اس کی متعلقہ تحقیقات وہ اتنی سرگرمی سے کرتا کہ لندن کے نصف مردہ فروش قبریں کھود کر صرف اس کی تحقیقات کے لئے لاشیں مہیا کرتے تھے ۔ اس سلسلہ میں ایک دو بار خود ڈاکٹر صاحب کو قانونی مواخذہ کا خطرہ پیش آنے لگا تھا ۔ مگر ان کے اثر و رسوخ کی وجہ سے رُک گیا ۔ باخبر حلقوں میں بیان کیا جاتا تھا کہ جو شخص کسی غیر معمولی مرض سے انتقال کرے اس کی لاش حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر نوکر ہر قسم کے خطرات و اخراجات کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے ۔ چونکہ اسے شب و روز لاشوں کے چیرنے پھاڑنے کا کام رہتا تھا ۔ اس لئے وہ حلیمانہ جذبات جو فطرت انسانی کا جوہر ہیں ۔ اس میں کند ہو چکے تھے ۔ لیکن جبی قابلیت کی وجہ سے غیر معمولی شہرہ حاصل تھا ۔ اور چونکہ اس نے کئی مرضوں کے غیر معمولی معالجات میں پوری کامیابی حاصل کی تھی ۔ اس لئے لندن کے فیشن ایبل حلقوں میں وہ سب سے نامور ڈاکٹر گنا جاتا تھا ۔

یہ شخص تھا جس سے لارڈ ایلنگھم نے مشورہ لینے کا ارادہ کیا ۔ چنانچہ جس وقت ڈاکٹر کمرہ میں داخل ہوا تو ارل اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ۔ "ڈاکٹر صاحب معاف فرمایئے میں بیوقت آپکی خلوت میں مخل ہوا ۔"

ڈاکٹر نے جواب دیا ۔ "میری لغت میں وقت یا بیوقت کا کچھ ذکر نہیں ۔ میرے سارے اوقات ان مریضوں کے لئے مخصوص ہیں ۔ جن میں میں آپ کو بھی شامل سمجھتا ہوں ۔"

امیر مذکور کہنے لگا ۔ "اس صورت میں اگر میں بغیر کسی معذرت کے اصلی مضمون کیطرف آجاؤں ۔ تو بے جا نہ ہوگا ۔"

ڈاکٹر ڈلیبلز جیسا کہ اس طبقہ کے آدمیوں کا قاعدہ ہے ۔ بغیر سوچے سمجھے کہنے لگا ۔ "مجھے اپنا ہاتھ دکھایئے ۔ آپ کی طبیعت افسردہ نظر آتی ہے ... چہرہ بھی زرد ہے ۔ اور میرے خیال میں نبض بھی .. ۔"

ارل نے اپنا ہاتھ ڈاکٹر کے ہاتھ سے کھینچتے ہوئے کہا ۔ "معاف فرمایئے ۔ میں اپنی نسبت مشورہ لینے کو حاضر نہیں ہوا ۔ بلکہ ایک ایسے معاملہ میں آپکی رائے لینا چاہتا ہوں ۔ جس پر میری راحت کا دار و مدار ہے ۔"

ڈاکٹر حیرت زدہ نظر آنے لگا ۔ اور اس نے اپنی کرسی اس مقام کیطرف جہاں ارل بیٹھا ہوا تھا ۔ سرکائی ۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ارل نے کہا ۔ "حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ایسی خاتون پر عاشق ہو چکا ہوں ۔ جو اپنی سوشل حیثیت ۔ حسن ۔ دولت ۔ اور قابلیت کے اعتبار سے ہر طرح میری بیوی بننے کے لائق ہے ۔ ۔"

"تو پھر اس سے شادی کی درخواست کر دیجئے" ڈاکٹر نے خشک لہجہ میں کہا۔

"میں نے ایسا کیا اور اس نے میری درخواست نامنظور کر دی" لارڈ ایڈنگھم نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

ڈاکٹر بولا "پھر فرمایئے۔ میں اس معاملے میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ یہ جتلانا تو نہیں چاہتے۔ کہ میری کسی دوائی کی تاثیر سے اس کے دل میں مادہ عشق پیدا ہو جائیگا"

"نہیں میرا مطلب یہ تو نہیں ہے" ارل نے بے صبری سے کہا "البتہ اگر آپ چند منٹ وقت فرصت نکال سکیں۔ تو میں زیادہ وضاحت کے ساتھ اپنا مدعا بیان کر سکتا ہوں"

ڈاکٹر لیسلز نے اپنے بازو چھاتی پر لپیٹ لئے۔ اور کرسی پر پیچھے کی طرف جھک کر اپنے نوجوان دوست کی سرگذشت سننے کے لئے تیار ہو گیا۔

ارل نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا۔ وہ خاتون جس سے مجھے محبت ہے۔ ہر لحاظ سے اس لائق ہے کہ میں اس سے شادی کروں۔ اسے مجھ سے گہری محبت ہے۔ میرے سوا اس نے کسی اور سے آج تک محبت بھی نہیں کی۔ اور وہ کہتی ہے میں کبھی کسی اور سے محبت نہ کروں گی۔ بظاہر کوئی امر ہماری شادی میں مانع نہیں۔ اور وہ خود اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ تمہیں اپنا شوہر بنا کر میں ہر طرح کی خوشی محسوس کروں گی۔ وہ اپنے معاملات میں مختار کل ہے۔ اور اگر نہ بھی ہو تو اس کا کوئی دوست یا رشتہ دار اس شادی میں مانع نہیں۔ باوجود اس کے وہ شادی سے انکار کرتی ہے۔ اور اس انکار کی وجہ کچھ ایسی پر اسرار ہے۔ جسے وہ ظاہر نہیں کرتی۔ میں ابھی اس کی طرف سے آرہا ہوں۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس مجبوری انکار کی وجہ سے اسے ایسی شدید ذہنی اذیت محسوس ہوئی جس کا نظارہ نہ میں نے اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھنے کی امید رکھتا ہوں"

ڈاکٹر لیسلز کہنے لگا "ممکن ہے۔ اس سے کسی ایسی کمزوری کا ارتکاب ہوا ہو۔ جس کے متعلق اسے اندیشہ ہو کہ شاید بعد ازاں اس سے آپ باخبر ہو جائیں۔۔۔"

"بالکل نہیں" آرتھر نے پر جوش لہجہ میں کہا۔ "میں نے بے خبری کی حالت میں اس قسم کے شبہ کو دل میں جگہ دے کر معاملے کی ناموزونیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ لیکن فوراً ہی مجھے اس کے لئے متاسف ہونا پڑا۔ کیونکہ اس پاکباز خاتون کے چہرہ پر حیا کی سرخی چھا گئی۔ آنکھیں غصہ سے شعلہ بار ہو گئیں۔ اور اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا کر زار زار رونا شروع کر دیا۔ نہیں ڈاکٹر صاحب اس کا مجھے کامل یقین ہے۔ کہ وہ نیکی اور عصمت کا مجسمہ ہے"

لیسلز حیران ہو کر کہنے لگا "آخر آپ مجھ سے کیا مشورہ لینا چاہتے ہیں؟"

ایلنگھم نے جواب دیا "ڈاکٹر صاحب آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس خاتون کے متعلق جس کا مَیں نے ذکر کیا۔ میری پوزیشن عجیب طرح کی ہے۔ مَیں حیران ہوں کہ اس بارہ میں کیا خیال کروں۔ بشش و پنج کی حالت خوفناک ہے۔ اور باوجود اس کے مَیں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کا راز معلوم کرنے کے لئے پھر ایک بار کوشش کروں"

ڈاکٹر نے کہا "ہو سکتا ہے کہ وہ کسی جسمانی نقص کی وجہ سے شادی سے انکار کرتی ہو"

"آپ نے ٹھیک فرمایا۔ یہی خیال تھا جو مجھے آپ کی طرف لایا ہے"

ڈاکٹر لیسلز کہنے لگا "ممکن ہے وہ کسی خفیہ مرض میں مبتلا ہو۔ جس کا اثر بظاہر نمایاں نہ ہو۔ میری مراد یہ ہے کہ شاید اس کے سینہ میں سرطان یا اسی قسم کا کوئی اور مرض ہو۔ یا شاید اسے کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو چکا ہو کہ میری عقل میں فتور آنے کا احتمال ہے۔ اور اس لئے وہ اخلاقاً شادی سے گریز کرتی ہو"

ارل نے کہا "ڈاکٹر صاحب اگر اس خاتون کو آپ کے زیر علاج لایا جائے۔ تو کیا آپ یہ معلوم کر سکیں گے۔ وہ کیسی ایسے پر اسرار مرض میں جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ حقیقتاً مبتلا ہے۔ یا اس کے مبتلا ہونے کا احتمال ہے؟"

"یقیناً" ڈاکٹر لیسلز نے جواب دیا۔

ارل اپنی نشست سے اُٹھ کر اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

ڈاکٹر لیسلز اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اور جب کہ اس کی نظریں اس کے مضبوط لیکن نازک اور خوشنما بدن پر لگی ہوئی تھیں۔ سائنس کا یہ مشہور محقق ڈاکٹر اس سوال پر غور کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس شخص کا پنجر چیر پھاڑ کے لئے کس قدر خوشنما ثابت ہو گا۔

دو تین بار کمرہ میں ٹہلنے کے بعد ارل یکایک ڈاکٹر کے سامنے رک گیا۔ اور مؤثر لہجہ میں کہنے لگا۔ "آپ اس ملاقات کا واقعہ ظاہر تو نہ ہونے دیں گے؟"

"مطلق نہیں" لیسلز نے مسکرا کر جواب دیا۔

ارل اصرار کے لہجہ میں کہنے لگا "آپ مجھ سے اس بات کا حلفیہ وعدہ کیجئے کہ آپ موجودہ گفتگو یا میری آمد کا مدعا کسی دوسرے شخص پر ظاہر نہ کریں گے"

"مَیں اس کا وعدہ کرتا ہوں"

ارل اپنی آواز کو بہت دبا کر کہنے لگا "وہ خاتون جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ...."

"لیڈی ہیٹ فیلڈ ہے" لیسلر نے کہا۔

"اوہ کیا آپ نے سمجھ لیا!"

ڈاکٹر سرد مہری سے کہنے لگا "اس میں مشکل ہی کیا تھی۔ پچھلی سردیوں میں یہ بات ہر شخص کی زبان پر تھی۔ کہ آپ اس کے عشق میں مبتلا ہیں۔ اور میرے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔ کہ اب جب کہ وہ واپس لندن آ چکی ہے۔ آپ نے پہلا موقعہ پاکر اس سے شادی کی درخواست کر دی ہوگی"

ارل کہنے لگا "آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ بیشک میرا اشارہ جارجیانہ کی طرف تھا۔ جس کے آپ خاندانی ڈاکٹر ہیں۔ مگر اطمینان فرمایئے۔ میں کسی گستاخانہ استعجاب کو پیش نظر رکھ کر ...."

ڈاکٹر بولا "میں نے کبھی مقاصد کی پروا نہیں کی۔ بلکہ صرف واقعات کو لیا کرتا ہوں۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ سے میں گذشتہ پانچ سال سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور میں آپ کو پورے طور پر اس بات کا یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ اس میں کوئی طبعی یا اخلاقی نقص موجود نہیں۔ جس کی بنا پر اس کا انکار واجب سمجھا جا سکے"

"پھر آخر وہ راز کیا ہے" آرتھر نے متحیر ہو کر کہا "الہی کیا پھر مجھے یہی خیال اپنے دل میں لانا پڑیگا۔ کہ اس کا انکار زنانہ تلون یا تنگ مزاجی پر مبنی ہے۔ کیا وہ کسی ایسی عادت میں مبتلا ہے۔ جس پر اسے اختیار حاصل نہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ وہ فطرتاً دوسروں کے جذبات کو ضرر پہنچانے میں مجبور ہے ...."

ڈاکٹر لیسلر کہنے لگا "جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ اس قسم کی عورت نہیں جس کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ اور نہ کبھی مجھے یہ جاننے کا موقع ملا۔ کہ اس کے مزاج میں کسی تلون کو دخل ہے۔ وہ ایک مضبوط دل کی فہیم اور سمجھدار عورت ہے۔ اور کبھی کسی غیر مناسب خیال کا اس کی طرف سے اظہار نہیں ہوا۔ اتنا میں بھی جانتا ہوں۔ کہ وہ کسی پُر اسرار مالیخولیا میں مبتلا ہے۔ اور کبھی کبھی اُس پر اس قسم کا وقت آتا ہے کہ وہ سخت افسردہ نظر آنے لگتی ہے۔ لیکن اس وقت بھی اس کی طبیعت میں اتنی تبدیلی واقع نہیں ہوتی کہ وہ اپنی دائمی راحت کے متعلق ایک خاص اہمیت رکھنے والے معاملہ میں صحیح فیصلہ کر سکے۔ آپ نے کہا کہ وہ آپ سے محبت کرتی ہے ...."

اُس کے اقرار محبت میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں" ارل نے زور دار لہجہ میں کہا۔

"پھر اس کا شادی سے انکار کرنا میرے فہم سے بعید ہے"

آرتھر اور زیادہ تلخ لہجہ میں کہنے لگا "خود میں بھی اسی معاملہ کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میری خوشی معرض خطر میں ہے۔ اس لئے حیران ہوں۔ کہ کیا کروں۔ اگر وہ میرے انکار کی وجہ ظاہر کر دیتی۔

اور وہ وجہ... معقول ہوتی... اگر اس وجہ کی بنا پر یہ ثابت ہو سکتا کہ ہمارا رشتۂ مناکحت دونوں کے لیئے راحت بخش ثابت نہ ہوگا۔ تو مَیں اس سخت مایوسی کو جس طرح ممکن تھا برداشت کرتا... اس صورت میں اس کے لیئے میرا عشق اس کے فیاضانہ طرزِ عمل کی وجہ سے ایک دائمی الفت کی صورت میں بدل جاتا۔ اور ہم ایک دوسرے سے بھائی بہن کی حیثیت میں ملتے۔ لیکن موجودہ حالت میں مَیں اس سے کیونکر مل سکتا ہوں؟ مَیں اس کے مکان پر کس طرح جا سکتا ہوں؟ وہ حسین اور ملنسار ہے۔ اور مَیں تہِ دل سے اس کا پرستار ہوں۔ لیکن باوجود دلی خواہش رکھنے کے اس کے سامنے جانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اب جس طرح بھی ممکن ہو۔ لازم ہے۔ اس محبت کو اپنے سینہ میں کچل دوں... اسے مطیع کر لوں... یا بالکل دبا دوں۔ ... مگر اُف مَیں کتنا ناعاقبت اندیش ہوں۔ کہ اس قسم کی باتیں کر رہا ہوں! ہائے افسوس اس کی یاد کو دل سے محو کرنا... اس کے عشق سے دست بردار ہونا۔ یہ میرے لئے غیر ممکن ہے۔ جس وقت میں بازار سے گذرتا ہُوا اس طرف کو آ رہا تھا۔ مَیں نے اس کے متعلق اپنے احساسِ محبت کو یہ کہہ کر دبانے کی بہت کوشش کی تھی۔ کہ اس نے میرے ساتھ ناواجب بدسلوکی کی۔ لیکن ہرچند کہ وہ سلوک جو اس نے میرے ساتھ روا رکھا۔ بظاہر غیر مناسب تھا... مانا کہ اس کے طرزِ عمل سے مجھے ذلت محسُوس ہوئی۔ اور اس ذلت کو مَیں ابتک محسُوس کر رہا ہوں... مجھے بلاوجہ اپنی درخواست نامنظور ہونے پر سخت رنج اور مایُوسی ہوئی ہے۔ لیکن یہ تمام عذر جو اس کے ہاتھوں مجھے پہنچے۔ اس عشق کی عظمت کے سامنے ہیچ ہیں۔ جو مجھے اس سے ہے"

یہ الفاظ کہکر آرتھر پھر بڑے اضطراب اور بے چینی کے ساتھ کمرہ میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ ڈاکٹر اپنی کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں تھا۔ گو علمی معاملات سے اسے جو شغف تھا۔ اسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ عشق و محبت کی راحتوں پر غور کرنے کی اسے بالکل فرصت نہ تھی۔ وہ بھی ایک شادی شدہ آدمی تھا۔ مگر واضح رہے۔ کہ اس نے یہ شادی کسی نازک جذبہ کے زیرِ اثر نہیں۔ بلکہ ذاتی اغراض کی بنا پر کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ معزز خواتین زیادہ تر اسی ڈاکٹر سے علاج کرانا پسند کرتی ہیں۔ جن کے چال چلن کے عمدگی کی ضمانت اس کے رشتۂ مناکحت کی صورت میں موجود ہو۔ اسی خیال سے اس نے ایک دن اپنے حلقۂ احباب میں سرسری نظر ڈال کر ایک مالدار بیوہ کو جو اس کے زیرِ علاج تھی شادی کے لئے پسند کر لیا۔ اسے پسند کرنے کے بعد وہ گاڑی پر سوار ہو کر فوراً ہی اس کے مکان پر پہنچا۔ اور وقت ضائع نہ کرنے کے خیال سے اس کی نبض دیکھتے ہوئے ہی اس سے شادی کی درخواست کر دی۔ اس نے بھی زیادہ پس و پیش نہ کر کے یہ درخواست منظور کر لی۔ اور چونکہ وہ عورت شادی کا کوئی دن خود مقرر نہ کر سکی۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھتے وقت یہ کام بھی خود ہی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے حسبِ معمول

اپنی فیس کا ایک پونڈ وصول کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس لئے نہیں کہ وہ کمینے خیالات کے آدمی تھے۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ اپنے پیشہ کی رو سے وہ اس کے عادی ہو چکے تھے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس روز ان کی شادی ہوئی۔ اس دن بھی اگر ڈاکٹر صاحب کی دلہن اس تضیع اوقات کے لئے جو اس طریق پر ڈاکٹر صاحب کو محسوس ہوئی۔ انہیں کوئی فیس پیش کرتی تو یہ اسے بھی شوق سے منظور کر لیتے۔ شادی کے بعد ان کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب اپنی بیوی سے اس لحاظ سے ہر طرح مطمئن تھے۔ کہ وہ گھر کا سارا کاروبار بڑے سلیقہ سے کرتی تھی۔ دسترخوان کے آداب سے اچھی طرح واقف تھی۔ اور جس وقت وہ مطالعہ یا کسی علمی تحقیقات مصروف ہوں تو ان کا وقت ہرج نہ کیا کرتی تھی۔ ڈاکٹر لیسلز کی زندگی کا یہ مختصر سا واقعہ ہم نے صرف اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا ہے۔ کہ ناظرین پر واضح ہو جائے۔ وہ ایسا آدمی نہ تھا۔ جو لارڈ ایلنگھم کے عشق کی اہمیت کو سمجھ سکتا۔ چنانچہ جس وقت امیر موصوف بے چینی کی حالت میں اس غیر معمولی عشق کا اظہار کرتا ہوا جو اسے لیڈی ہیٹ فیلڈ سے تھا۔ کمرہ میں اضطراب کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ تو ڈاکٹر اس سوچ میں تھا کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کس وجہ سے ایسے شکیل اور وجیہ جوان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ قدرتی طور پر وہ اس وجہ کو اس علمی دائرہ میں تلاش کر رہا تھا جس کے ساتھ اس کا تعلق تھا۔ اور وہ قیاسیات کے میدان میں اس قدر سرگرداں ہوا۔ کہ حیران تھا۔ کیا واقعی اس قسم کا کوئی طبعی سبب موجود ہے۔ جسے لیڈی ہیٹ فیلڈ نے اب تک چھپائے رکھا۔ اور جس کے ظاہر ہونے سے یہ راز حل ہو سکے گا۔ مگر باوجود بہت کچھ غور و فکر کرنے کے وہ کسی خاص نتیجہ تک نہ پہنچ سکا۔ پھر بھی اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ میں اس معاملہ کو یہیں پر نہ چھوڑونگا۔ بہرحال اپنے اس ارادہ کا اس نے لارڈ ایلنگھم سے کچھ ذکر نہ کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈاکٹر لیسلز سے رخصت ہوا۔ تو اس بارہ میں اور بھی زیادہ پریشان تھا۔ کہ آخر وہ کون سی وجہ ہے۔ جس کی بنا پر لیڈی ہیٹ فیلڈ مجھ سے محبت کا دعوےٰ رکھ کر بھی شادی سے انکار کرتی ہے ؎

---

# باب ۔ ۷

## پُر اسرار مریض

لارڈ ایلنگھم کو ڈاکٹر لیسلز کے مکان سے رخصت ہوئے دس ہی منٹ گزرے تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب اب تک اسی عجیب واقعہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتے اسی جگہ بیٹھے تھے۔ کہ کسی شخص

نے مکان کے صدر دروازہ پر زور سے دستک دی۔ ایک نوکر نے دروازہ کھولا۔ اور چند منٹ کے بعد ٹام رین اس کمرہ میں داخل ہؤا۔ جہاں ڈاکٹر صاحب بیٹھے تھے۔

ان سے مخاطب ہو کر ٹام رین نے جو اس وقت بہت مضطرب معلوم ہوتا تھا۔ کہا "جناب ایک عورت۔۔۔ ایک جوان عورت نے جس سے مجھے گہری دلچسپی ہے۔ زہر کھا لیا ہے۔ مَیں درخواست کرتا ہوں۔ فوراً ہی میرے ساتھ تشریف لے چلئے"۔

ڈاکٹر لیسلز نے ٹوپی اٹھالی۔ اور کوئی سوال پوچھے بغیر رین فورڈ کے ساتھ ہولیا۔ بازار میں ایک کرایہ کی گاڑی منتظر تھی۔ دونوں اس پر سوار ہوئے۔ اور وہ تیزی سے چلنے لگی۔ راستہ میں ڈاکٹر صاحب نے زہر خوری کی اس واردات کے متعلق بعض تفصیلی حالات جاننے کی غرض سے پوچھا "جس عورت کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ اس نے کس قسم کا زہر کھایا ہے؟"

رین فورڈ نے جواب دیا "جناب سنکھیا۔ جس کا غذ میں اس کا سفوف بندھا ہؤا تھا۔ مَیں نے اُسے دیکھا ہے"۔

"کتنا عرصہ گذرا؟"

"آپ کے مکان پر آتے آتے بمشکل دس منٹ کا"

"استفراغ ہؤا؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ کیونکہ زہر کھانیکا علم ہوتے ہی مَیں سیدھا آپ کے مکان پر چلا آیا تھا"۔

ڈاکٹر خاموش رہا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں گاڑی ساوتھ مولٹن سٹریٹ کے ایک مکان کے دروازہ پر رُکی۔ ایک خادمہ نے دروازہ کھولا۔ اور رین فورڈ ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لئے دوسری منزل کی ایک خواب گاہ میں پہنچا۔ خادمہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔

کمرہ میں ایک میز پر شمع روشن تھی۔ اس کی روشنی میں ڈاکٹر لیسلز نے دیکھا۔ کہ ایک نہایت حسین اور جوان عورت شب خوابی کا لباس پہنے بستر پر انتہائی اذیت کے ساتھ تڑپ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے سوال پر خادمہ نے جواب دیا۔ کہ ٹام رین کے جاتے ہی مریضہ کو زور کا استفراغ ہؤا تھا۔ یہ معلوم کر کے ڈاکٹر لیسلز نے اس قسم کی کارروائی جو ایسے موقعوں پر بطور علاج کی جاتی ہے۔ شروع کی۔

---

سلہ سب سے پہلا اور بڑا مقصد جو ایسی حالتوں میں پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ انخلائے معدہ ہے۔ اگر زہر نے بجائے خود استفراغ پیدا نہ کیا ہو تو مریض کو۔۔اسے۔۔ماگرین تک سلفیٹ آف زنک اگر فوراً ہی مہیا ہو سکے۔ دینا چاہیئے۔ یا ایک مؤثر قے دوا ہے۔ لیکن اگر یہ مؤثر نہ ہو سکے تو رائی کے ذریعہ قے کرائی جا سکتی ہے۔ اور استفراغ کو مدد دینے بقیہ صفحہ ۵۴ پر دیکھو

نصف گھنٹہ کے عرصہ میں معلوم ہؤا۔ کہ مریضہ کے لئے اب خطرہ باقی نہیں رہا۔ اب تک ٹام رین بڑے اضطراب اور بے چینی کی حالت میں ڈاکٹر صاحب کے جواب کا منتظر رہا تھا۔ ان کا اطمینان بخش فیصلہ سُن کر وہ بہت خوش ہؤا۔

اتنے میں وہ جوان عورت بھی سنبھل گئی تھی۔ اس نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں ڈاکٹر لیبلز کے چہرہ پر گاڑ کر ایک عجیب دردناک لہجہ میں پوچھا "اے صاحب کیا میں صحت یاب ہو جاؤں گی؟ ... کیا آپ کا خیال ہے کہ میں بچ سکتی ہوں؟"

لیبلز نے اس کی طرف رحم آمیز ملامتی انداز سے جس میں سختی کی جھلک بہرحال موجود تھی کہا۔ "مجھے یقین ہے خودکشی کے متعلق اپنی اس شرر آمیز کوشش کے اثر سے تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گی۔ مگر دیکھو ابھی کچھ عرصہ کامل امن و سکون قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ذہنی اضطراب پیدا کرنیوالے سارے معاملات کو نظرانداز کرنا یا بھلا دینا چاہیئے"۔

یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر لیبلز نے پرمعنی انداز سے رین فورڈ کی طرف دیکھا۔

پری تمثال حسینہ ٹام رین کی طرف پرشوق نظر سے دیکھ کر کہنے لگی۔ "صاحب یہ نہ خیال کیجئے کہ یہ مجھے ملامت کریں گے۔ یا مجھے ان کی طرف سے کسی بدسلوکی کا اندیشہ ہے" پھر ایک گہری آہ بھر کر وہ کہنے لگی "ڈاکٹر صاحب انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ میں آپکے سامنے تسلیم کراوں۔ ان کی کسی سختی کی وجہ سے میں ہرگز اس فعل پر آمادہ نہ ہوئی تھی بلکہ ..."

ٹام رین نے آگے بڑھ کر اس جمیلہ کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اسے محبت کے ساتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے قطع کلام کر کے کہنے لگا "میرے دل و جان کی مالک میں واقعی ہر قسم کی ملامت کا سزاوار ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں میری ہی سخت کلامی کی وجہ سے ..."

---

**بقیہ صفحہ ۵۳** کے لئے مریض کو آش جو۔ السی کی چائے۔ دودھ یا شیر گرم پانی بڑی مقدار میں پلانا بھی مفید ہے ان میں سے پہلی دو چیزیں بوجہ لعابدار ہونے کے قابل ترجیح ہیں۔ اس کے علاوہ حلق کے اندر کسی پر سے خراش پیدا کرنے سے بھی معدہ خالی ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسے حادثات میں صرف یہی علاج کارگر ثابت ہوتا ہے۔ جب اسطرح پر قی ادویہ کے ذریعہ معدہ صاف ہو جائے۔ تو مریض کو چونے کا پانی یا کھریا مٹی ملا ہؤا پانی بڑی مقدار میں دینا چاہیئے۔ ہائین صاحب نے لکھا ہے۔ کہ چار پائنٹ پانی میں ایک پونڈ کے تناسب سے صابون گھولکر اسکی ایک پیالی پانچ چھ منٹ بعد دیجائے۔ واقعی اگر چونے کا پانی نہ مل سکے تو یہ بہترین علاج ہے۔ اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو لکڑی کے کوئلے کا سفوف دینا بھی مفید ہوتا ہے۔ یہ معالجات بڑی حد تک قابل اعتماد ہیں۔ گو انہیں کامل طور پر فادزہر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (ماخوذ از کتاب فوری معالجات بصورت زہر خورانی وغیرہ۔ (مصنفہ میجر جانسن صاحب ایم۔ اے۔ آر۔ سی۔ ایس)

"نہیں! نہیں! وہ سخت کلامی اس سے زیادہ نہ تھی۔ جس کی میں مستحق ہوں؟" نوجوان عورت نے اس فقرہ پورا کرنے کا موقعہ نہ دیتے ہوئے کہا: "واقعی مجھ سے بڑی خطا ہوئی۔ مگر تم بتاؤ۔ کیا تم نے مجھے اس کے لئے معاف کر دیا ہے؟"

ڈاکٹر لیسلز کہنے لگا: "بے شک معاف کر دیا ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے۔ کہ تم اس گفتگو کو جانے دو۔ جو تم دونوں کے لئے تکلیف دہ ہے۔ اب میں کل صبح آ کر تمہاری حالت دیکھونگا"

ڈاکٹر نے ٹوپی اٹھائی اور چلنے لگا۔ رین فورڈ برآمدہ تک اس کے پیچھے گیا۔ اور وہاں آواز دبا کر سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا: "جناب میں ایک لفظ آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی سے اس کمرہ میں تشریف لے آیئے"

یہ کہکر وہ ڈاکٹر صاحب کو پاس والے کمرہ میں لے گیا۔ اور اس کا دروازہ اس نے بڑی احتیاط سے بند کر لیا۔ اس کے بعد کہنے لگا: "سب سے پہلے میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ کی امداد اور توجہ سے مریضہ کی جان بچ گئی" یہ کہتے ہوئے اس نے پانچ پونڈ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں رکھ دیئے: "لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپ سے ایک رعایت کا خواستگار ہوں۔ اور میں التجا کرتا ہوں۔ میری اس درخواست کو ضرور شرف قبول حاصل ہو"

لیسلز بولا: "جو کچھ کہنا ہو کہہ ڈالو۔ اگر تمہاری درخواست ایسی نہ ہوئی جس کی بدولت ایک ڈاکٹر اور شریف آدمی کی حیثیت میں میری عزت پر حرف آتا ہو۔ تو..."

"بالکل نہیں" رین فورڈ نے جواب دیا۔ "وہ درخواست ہرگز اس قسم کی نہیں ہے مختصر لفظوں میں میں آپ سے ایک ڈاکٹر اور شریف آدمی کی حیثیت میں اس بات کا وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ کہ جب آپ کا مریضہ کی صحت یابی کے بعد اس مکان پر آنا بند ہو جائے تو آپ اس بات کو بالکل فراموش کر دیں۔ کہ آپ نے کبھی اس جوان عورت کو جو پاس کے کمرہ میں پڑی ہوئی ہے۔ اور جس کا آپ علاج کر رہے ہیں۔ دیکھا یا اس سے روشناس ہوئے ہیں آپ سے اس بات کا حلف لینا چاہتا ہوں کہ آئیندہ اگر وہ آپ کو کبھی تنہائی میں یا کسی شخص کے ہمراہ ملے تو آپ اس قسم کا کوئی اشارہ یا کنایہ نہ کریں جس سے معلوم ہو کہ آپ اس کے شناساؤں سے ہیں۔ اور جب تک کوئی شخص باضابطہ طور سے آپ کا اس سے تعارف نہ کرائے۔ آپ اس سے بولنے کی بھی کوشش نہ کریں۔ تعارف کے بعد بھی اس کے متعلق آپ کا طرز عمل ایسا ہونا چاہئے۔ گویا دونوں کی باہمی شناسائی کا آغاز اس وقت سے ہوا ہے۔ بس یہی درخواست تھی۔ جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے اسے منظور کرنا مشکل نہیں۔ اور میرے واسطے آپ کا یہ وعدہ قیمتی ہے۔ کیونکہ آپ نہیں جانتے۔ اس معاملہ میں آپ کے طرز عمل کا بعض اہم معاملات پر کتنا اثر پڑ سکتا ہے"

ڈاکٹر لیسلز نے بغیر کسی پس و پیش کے جواب دیا "مجھے اس قسم کا وعدہ کرتے ہیں ذرا بھی اعتراض نہیں"

رین فورڈ خوش ہو کر کہنے لگا "میں اس عنایت کے لئے آپ کا تہ دل سے ممنون احسان ہوں۔ یقیناً آپ اس خاموشی اور پردہ پوشی کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے جو میں آپ سے چاہتا ہوں۔ یہی کہ میں کبھی آج رات کے واقعہ کی طرف اشارہ نہ کروں۔ نہ اس جوان عورت کو جس کا میں نے علاج کیا ہے۔ کبھی کسی جگہ پہچانوں" ڈاکٹر لیسلز نے جواب دیا "بہرحال اطمینان رکھئے۔ یہ راز ہمیشہ میرے سینے کے اندر محفوظ رہے گا"

رین فورڈ نے اور بھی زیادہ مطمئن ہو کر کہا "میں پھر ایک بار آپ کا اس عنایت کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں"

اس کے بعد ڈاکٹر لیسلز وہاں سے رخصت ہوا۔ لیکن جب وہ اپنے مکان واقع گرفین سٹریٹ کی طرف چل رہا تھا۔ رستہ میں کئی بار اسے اس عجیب و غریب وعدہ کا خیال آیا۔ جو وہ ایسے پُراسرار طریق پر اس حسینہ کے متعلق کر آیا تھا جس کی طرف سے نہایت خوفناک اقدام خودکشی ہوا تھا۔

دوسرے دن صبح کو آٹھ بجے کے قریب ڈاکٹر لیسلز کی گاڑی ساؤتھ ہولٹن سٹریٹ میں اسی مکان کے دروازہ پر رکی۔ لیکن اسے مالکہ مکان سے یہ معلوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ مسٹر اور مسز جیمسن (کیونکہ یہی وہ نام تھا جس سے رین فورڈ اور وہ جوان عورت اس مکان میں رہتے تھے۔) صبح سات بجے سے پہلے ہی جب کہ ابھی اندھیرا تھا۔ کسی طرف کو چلے گئے ہیں۔

ڈاکٹر نے متعجب ہو کر پوچھا "انہیں یہاں رہتے کتنا عرصہ ہوا تھا؟"

مالکہ مکان نے جواب دیا "صرف ایک ہفتہ۔ عورت بہت خاموشی پسند تھی۔ اور شاذونادر کہیں جاتی تھی۔ اور جب کبھی باہر نکلتی۔ تو چہرہ پر موٹی سیاہ نقاب منہ پر اوڑھ لیتی تھی۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں جب کہ یہ دونوں اس مکان میں رہے۔ میں نے ایک بار بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔ مگر خادمہ کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وہ بہت حسین تھی۔ البتہ آپ نے چونکہ اسے دیکھا ہے۔ اس لئے اچھی طرح جان سکتے ہیں۔ کہ یہ بات درست ہے یا نہیں؟"

ڈاکٹر نے ٹالنے کی غرض سے کہا "میں ویسے معاملات پر بہت کم توجہ دیتا ہوں۔ اور نہ مجھے ان سے کچھ دلچسپی ہے"

اتنا کہہ کر اس نے اپنی گاڑی پھیری۔ اور دوسرے مریضوں کو دیکھنے چلا گیا۔

# باب ۸
## سات گلیاں

لندن کے سب بازاروں اور گلیوں میں غالباً کوئی مقام اس قدر عجیب و غریب نہیں۔ جتنا وہ حصہ جو سیون ڈائلز کے نام سے مشہور ہے۔

یہ وہ مقام ہے۔ جہاں سے سات بازار یا گلیاں سات مختلف اطراف کو جاتی ہیں۔ یہ چوک صدر مقام عالم کے سب سے ادنیٰ اور بدترین علاقہ کے وسط میں واقع ہے۔ اور اس حیثیت سے وہ اس حوض یا جھیل سے مشابہ ہے۔ جس میں نجاست بہانے والی سات ندیاں آ کر گرتی ہیں۔ یہی باعث ہے کہ اس چوک میں جو سیون ڈائلز کے نام سے مشہور ہے۔ لندن بھر کے آوارہ اور بدوضع لوگ۔ مرد اور عورتیں۔ جو نواحات کے تہ خانوں یا تنگ و تاریک مکانات میں رہتے ہیں۔ سر شام ہوا خوری کی غرض سے یہاں پر جمع ہو جاتے ہیں۔

اس فراخ چوک کے وسط میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر ڈالو۔ تو نگاہ دور تک تنگ و تاریک گلیوں میں پہنچتی ہے۔ جن کے دو رویہ تاریک کثیف اور بدنما مکانات بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی صورت دیکھ کر بے اختیار دل میں بے چینی اور طبیعت میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔

تم کسی شخص سے جس نے اس وسیع شہر کی تمام گلیوں اور بازاروں کی سیر کی ہو۔ یہ پوچھو کہ بدترین نواحات میں سب سے بُرا مقام جسے افلاس اور جرم کا خاص مرکز سمجھا جا سکتا ہے۔ کونسا ہے؟ وہ یقیناً سیون ڈائلز اور اس سے نکلنے والے سات بازاروں کی طرف ہی اشارہ کرے گا۔

اس حصہ شہر کی دوکانیں نہایت ادنیٰ قسم کی اور بہت ہی بدنما ہیں۔ اور چاروں طرف سے سخت قسم کی بدبو اُٹھ کر کرۂ ہوائی کو متعفن کرتی ہے۔ موسم سرما میں سوائے اس حالت کے کہ بازار یخ بستہ ہوں۔ یہ حصہ شہر گھٹنوں تک گہری دلدل کی جھیل نظر آتا ہے۔ اور گرمیوں میں سبزی نجاست اور کثافت کے ڈھیر اس جگہ سخت تعفن پیدا کر دیتے ہیں۔

ان سڑتی ہوئی چیزوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر کھیلتے یا دلدل کے اندر اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے نیم برہنہ بچے نظر آتے ہیں۔ جنہیں اگر شلغم کے چھلکے یا گاجر کے ٹکڑے کوڑے میں ملے ہوئے نظر آ جائیں۔ تو وہ انہیں کو اُٹھا کر بڑے شوق سے کھانے لگتے ہیں۔ وہ سڑی ہوئی ہڈیوں کو چوستے ہیں۔ اور اگر اتفاق سے انہیں باسی روٹی کا کوئی بدبودار ٹکڑا یا خراب گوشت

کا طعمہ یا کسی مچھلی کا کرم خوردہ سر پڑا ہوا مل جائے تو اتنے خوش ہوتے ہیں گویا ہفت اقلیم کی دولت ان کے ہاتھ آ گئی۔ کوئی ان کا خبرگیراں نہیں۔ گھر پر ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے گالیاں دیتے اور زدوکوب کرتے ہیں۔ اور بازاروں میں نکل کر سوائے بُری عادات یا تباہ کن جرائم کے اور کچھ نہیں سیکھتے۔

ان حالات میں کیا تعجب ہے کہ بچپن ہی میں ان کے اندر وہ خراب اصول جاگزین ہو جاتے ہیں جنہیں بعد ازاں جیل خانوں کی زندگی مضبوط کرتی ہے۔ اور جو آخرکار جیل خانہ کے پہرہ داروں۔ دریائے شور کے پادریوں اور سرکاری جلاد کے لیئے کافی کام مہیا کرنیوالے ثابت ہوتے ہیں۔

مگر آؤ ہم اپنی داستان کا سلسلہ جاری رکھیں۔

سیون ڈائلز کے چوک سے دو بازار نکلتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا نام ارل سٹریٹ ہے۔ ہائی سٹریٹ سینٹ گائلز سے سینٹ مارٹنز لین کی طرف جائیں تو دائیں ہاتھ کو وہ ارل سٹریٹ واقع ہے۔ جو ڈائلز کے چوک اور مونمتھ سٹریٹ کے بیچ میں پڑتا ہے۔

اس بازار کے وسطی حصہ میں ایک مکان آس پاس کے مکانات سے بھی زیادہ کثیف اور تاریک واقع تھا۔ جس کا صدر دروازہ سطح بازار سے نشیب تھا۔ اور اس میں اُترنے کے لیئے تین پائدان بنے ہوئے تھے۔ اس کی کھڑکیاں بہت چھوٹی تھیں۔ اور چونکہ اکثر شیشے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اس لئے سوراخوں پر یا تو میلے کاغذ کے ٹکڑے لگا دیئے گئے تھے یا انہیں پرانے چیتھڑوں سے بند کیا ہوا تھا۔ مجموعی طور پر اس شکستہ حال بدنما مکان کی صورت سے اس قسم کی ہیبت اور کمینوں کے ایسے افلاس کا اظہار ہوتا تھا۔ کہ کوئی شخص جس کی اُنگلی میں ایک معمولی درجہ کی انگوٹھی ہو۔ یا اس کی جیب میں کچھ بھی نقدی موجود ہو۔ وہ اس کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

مگر سوال یہ ہے کہ اس کے مکین کون لوگ تھے؟ ہمسایوں کو اس کا علم نہ تھا۔ البتہ شکستہ حال دروازہ کے باہر یہ الفاظ موٹے حروف میں لکھے ہوئے تھے "ڈوبیاس بنس درزی"۔ گو یہ امر یقینی ہے کہ اس ہمسایہ کے لوگوں سے مسٹر بنس کو بہت ہی کم کام ملا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ کچھ تو غیر معمولی طور پر تنہائی پسند تھا۔ اور کچھ اس کی صورت ایسی مکروہ تھی۔ کہ کوئی شخص اس سے کام نبوانا چاہے بھی تو اس کے لئے آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ باوجود اس کے مکان کے اندر انتہائی افلاس کی علامات موجود تھیں۔ مسٹر بنس پاس کے قصاب سے روزمرہ بڑی مقدار میں گوشت خریدا کرتی تھی۔ ڈائلز کے ایک شراب خانہ میں بھی اس کا دو وقت جانا ہوتا تھا اور وہ کلوار سے ہر موقعہ پر شراب کی بوتلیں

کثیر تعداد میں خریدکر لاتی دیکھی جاتی تھی۔ عادت میں یہ عورت بھی اپنے شوہر کی طرح خاموشی پسند تھی اور ہمسائے کہتے تھے میاں بیوی دونوں پُراسرار ہستیاں ہیں۔ اصولاً مسز ٹنبس ہر چیز کی قیمت جو وہ خریدے فوراً ہی ادا کر دیتی تھی۔ اس لئے پاس کے سارے تاجر مسٹر اور مسز ٹنبس کے مداح اور ہر معاملہ میں ان کی حمایت کرنیوالے تھے۔ اور جب کبھی کوئی شخص ان کے خلاف کچھ کہتا تو یہ فوراً ان کی صفائی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔

مگر دوسرا سوال یہ ہے کہ مسٹر اور مسز ٹنبس کون تھے؟ آئیے ہم مکان کے اندر چل کر دیکھیں۔ شاید اس سوال کا کچھ جواب مل سکے۔

واقعات گزشتہ کے چند دن بعد شام کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ کہ ٹوبی ٹنبس اُسکی بیوی اور لڈ ڈیتھ اور وہ لڑکا جیکب جو اولڈ ڈیتھ کا خاص کارکن تھا۔ مکان کی نچلی منزل کے عقبی کمرہ میں ایک میز کے گرد چائے پینے کے لئے بیٹھے دیکھے گئے۔ ٹوبی ٹنبس ٹھگنے قد کا دبلا پتلا زرد رُو چالیس سالہ آدمی تھا۔ اُس نے سیاہ رنگ کا ایک میلا سُوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کی قمیص بھی صفائی کے لحاظ سے کوئی قابل فکر اہمیت نہ رکھتی تھی۔ پھر پر کھردرے بھورے رنگ کے لمبے لمبے بال تھے۔ اور چونکہ وہ ان میں بہت کم کنگھی کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے وہ الجھی ہوئی لٹوں کی صورت میں شانوں تک لٹک رہے تھے۔ ناخن بھی بڑے بڑے ہو کر کسی شکاری پرندہ کے پنجوں کی طرح خمدار نظر آتے تھے۔

اس کی بیوی مسز ٹنبس لمبے قد کی پتلی دُبلی چوڑے چکلے چہرے کی جھگڑالو عورت تھی۔ آنکھیں تیز اور زمرّدی۔ ناک دبی ہوئی۔ اس کے لہجہ میں ہی فساد اور تکرار کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں۔ جب کبھی سودا خریدنے بازار جاتی تو عموماً خاموش رہا کرتی تھی۔ لیکن اس کمی کو وہ گھر میں بوجہ احسن پورا کر لیتی تھی۔ اپنے شوہر سے عمر میں ایک دو سال بڑی تھی۔ اور چونکہ اس میں خودداری کا وہ جذبہ جو صنف نازک سے مخصوص ہے۔ بالکل موجود نہ تھا۔ اس لئے اسے یہ امر تسلیم کرنے میں عار نہ تھی۔

فی الحقیقت کئی بار جب میاں بیوی میں جھگڑا ہو جاتا۔ تو وہ اپنی عمر کی بیشی کو اس بات کی دلیل پیش کرتی تھی۔ کہ میں تم سے زیادہ تجربہ کار اور سیانی ہوں۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ زن مرید شوہر کو اس کے سامنے ہار ماننی پڑتی تھی۔ لیکن مادہ خودداری کی اس کمی کو پورا کرنے کیلئے قدرت نے اس کے اندر حرص کا مادہ غیر معمولی حد تک پیدا کر دیا تھا۔ اور حرص کے بس میں آکر وہ کسی جرم سے دریغ نہ کرتی تھی۔

اس آخری معاملہ میں مسٹر بنس کی حالت بھی اپنی بیوی سے بہتر نہ تھی۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ حصول زر کی کوششوں میں وہ خطرات میں پڑنے سے نسبتاً زیادہ خوف کھاتا تھا۔ کوئی ایسا جرم جو حفاظت اور خاموشی کے ساتھ ہو سکے اس کے ارتکاب میں ٹوبی بنس کیطرف سے کبھی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ لیکن اگر کسی معاملہ میں جرأت یا استقلال کی ضرورت ہو۔ تو پھر اُسے اپنے اندر حوصلہ پیدا کرنے کے لئے شراب کی بوتل سے مدد لینی پڑتی تھی۔

جس کمرہ کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس میں انتہائی ضروریاتِ زندگی کے سوا اور کوئی سامان موجود نہ تھا۔ کمرہ کے وسط میں ایک شکستہ سی بوسیدہ سی میز رکھی ہوئی تھی۔ اردگرد چار پانچ معمولی قسم کی بید کی بنی ہوئی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک بنچ آئے گئے فالتو دوستوں کے لئے تھی۔ ایک سال خوردہ الماری کونے میں کھڑی تھی۔ اور ایک اور دیوار گیر الماری میں ضرورت کی سب چیزیں بند تھیں۔ میز پر چینی کے جو برتن رکھے ہوئے تھے وہ بھی مختلف اقسام کا مجموعہ تھے۔ کوئی پیالی کسی طشتری سے نہ ملتی تھی۔ اور پیالیوں اور طشتریوں میں مجموعی طور پر بھی کوئی مشابہت نہ تھی۔

جب ٹوبی بنس لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی مدد سے چائے کی کیتلی کو اُبال چکا۔ تو اس کی بیوی بسی نے اس میں چائے ڈالی۔ اور جیکب نے ڈبل روٹی کے ٹکڑے کاٹ کر ان پر مکھن لگایا۔

اولڈ ڈیتھ نے چائے کی پیالی اٹھا کر اسے آہستہ آہستہ پیتے ہوئے کہا۔ "تعجب ہے۔ ٹام اپنے وعدہ کے مطابق آئے گا۔ یا نہیں۔ جو وقت اس نے مقرر کیا تھا۔ اس سے نصف گھنٹہ اوپر گذر چکا ہے"۔

ٹوبی بنس کہنے لگا۔ "اُسکا انتظار کرتے کرتے آگ بھی بجھ گئی۔ اور اس میں زبرد لکڑیاں ڈالنی پڑیں"۔

"اچھا آگ بجھ گئی تو کیا ہوا"۔ اس کی بیوی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "تم جانتے ہو۔ ہم اپنے بہترین دوست مسٹر بونز کو خوش رکھنے کے لئے کسی خرچ کی پرواہ نہیں کرتے"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اولڈ ڈیتھ کی طرف دیکھا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ مسٹر اور مسز بنس اولڈ ڈیتھ کے ان محدود چیدہ احباب میں سے تھے جو اس کے اصلی نام سے واقف تھے۔

اتنے میں اولڈ ڈیتھ اس انداز سے گویا اپنے دل سے مخاطب ہو کہنے لگا۔ "جہاں تک میرا اپنا خیال ہے آدمی وعدے کا پکا ہے۔ اور وہ ضرور آئے گا۔ جس روز سے میرا اس کا معاہدہ ہوا۔ اس کا طرز عمل دیانتداری پر مبنی رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اس کام میں بھی جس میں میں نے کوئی خاص مدد نہ دی تھی۔ میرا حصہ چپکے سے ادا کر دیا۔ لیکن یہ اس کی عقلمندی تھی۔ ورنہ اسی روز اُسے

بلا ضمانت حوالات جانا پڑتا"۔

جیکب جو روٹی اور مکھن کے بڑے بڑے ٹکڑے کھا رہا تھا۔ بولا "کچھ شک نہیں۔ بریٹن شا اور واٹکنز نے وہ کام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کیا"۔

اولڈ ڈیتھ غرا کر کہنے لگا "تم بک بک نہ کرو۔ شاید تم بھول گئے۔ کہ اس روز جب وہ دفتر پولیس سے نکلا۔ تو تم نے بجائے اس کا سراغ لگانے کے اسے نظروں سے غائب ہو جانے دیا"۔

لڑکے کی سیاہ آنکھوں میں غصہ کی چمک پیدا ہو گئی۔ اور اس نے کہا "اس میں میرا قصور تھوڑا ہی تھا۔ میں تمہیں اس بات کی اطلاع دیکر کہ ڈائیکس نے مسٹر رین فورڈ کو پکڑ لیا ہے۔ پھر کچہری کو واپس چلا گیا۔ اور ادھر ادھر پھرتا رہا۔ رین فورڈ کے رہا ہونے کے بعد میں نے اسے قہوہ خانے میں جاتے دیکھا۔ پھر جب وہ گاڑی میں سوار ہو کر پال مال آیا۔ تو بھی میں اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔ میں اس کے تعاقب میں بوسٹریٹ کی عدالت میں واپس آیا۔ اور اس کے بعد ..."

"اس کے بعد جب اس بیودن کا مقدمہ پیش تھا۔ تم نے اسے عدالت سے باہر نکلتے دیکھا۔ اور پھر نظروں سے اوجھل ہو جانے دیا" اولڈ ڈیتھ نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ مگر فوراً ہی اپنے لہجہ کو نرم کر کے وہ بولا "خیر کیا مضائقہ ہے۔ پھر جب کسی روز تمہیں فرصت ہو گی۔ میں تمہیں اس کے تعاقب میں بھیجوں گا۔ اور مجھے یقین ہے۔ اب کی مرتبہ تم ضرور اس کا پورے طور سے سراغ لگا سکو گے"۔

اتنے میں ٹوبی بنس نے پوچھا "آخری مرتبہ تمہاری اس سے کب ملاقات ہوئی تھی؟"

"آج صبح ٹلک کے شراب خانہ میں اور ..."

اولڈ ڈیتھ کا فقرہ نامکمل ہی تھا۔ کہ کسی نے صدر دروازہ پر دستک دی۔ اور جیکب دروازہ کھولنے کے لئے گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ ٹام رین کو ساتھ لئے واپس آیا۔ جس کے بشرہ سے اطمینان کا اظہار ہوتا تھا۔ اور جس نے بانکپن سے سر پر ٹیڑھی ٹوپی پہن رکھی تھی۔

"اچھا ہوا تم آگئے" بوڑھے یعنی اولڈ ڈیتھ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے پوپلے منہ پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے "نہ آنے سے دیر میں آنا بہر حال بہتر تھا۔ مگر آؤ پہلے میں تمہارا اپنے دوست مسٹر بنس اور اس کی بیوی سے تعارف کرا دوں۔ مجھے یقین ہے وہ تمہارے بھی ویسے ہی گہرے دوست ثابت ہوں گے جیسے میرے ہیں۔ اُن کا یہ مکان کئی پہلوؤں سے آسائش دہ ہے"۔ بڈھے مجرم نے پُر معنی انداز سے کہا "اور اگر کسی موقعہ پر تمہیں کسی خطرہ کا سامنا ہو

تو دیکھ لوگے کہ اس جگہ تم اس وقت تک بحفاظت رہ سکتے ہو کہ طوفان گذر جائے۔"

ٹام بنچ کے اوپر بیٹھ کر لاپروائی سے کہنے لگا "تمہارا یہ اشارہ ضرور کبھی کارآمد ثابت ہوگا۔ لیکن ایک شخص اور بھی تو یہاں موجود ہے۔ جس کا نام ابھی تک تم نے مجھ پر ظاہر نہیں کیا" یہ کہتے ہوئے اس نے زرد رولڑکے جیکیب کی طرف دیکھا۔ جو ایک ٹکڑے روٹی اور مکھن کھانے میں مصروف تھا۔

بونز نے کہا "اوہ یہ میرا معتمد قاصد جیکیب سمتھ ہے۔ اس کا یہ نام میں نے اس لئے رکھ لیا تھا۔ کہ اس سے بہتر مجھے کوئی نام نہیں ملا۔ مگر یہ جانو بڑا ہوشیار لڑکا ہے۔ دو بازاروں کے فاصلہ پر پولیس کا آدمی آرہا ہو۔ تو یہ اس کی بو سونگھ لیتا ہے۔ اگر اسے فوجی جاسوس لڑکوں میں بھرتی کیا جاتا۔ تو یقیناً قابل قدر خدمات سرانجام دیتا۔ یہ اس کی چند خوبیاں ہیں۔ اور اگر کبھی تم اس سے کام لینا چاہو۔ تو یہ ہر طرح اس کے لئے حاضر ہے۔"

ٹام رین کہنے لگا "میاں لڑکے تمہارے آقا نے تمہاری بہت تعریف کی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو اس تعریف کا مستحق ثابت کرتے رہوگے" یہ الفاظ اس نے طنزیہ طریق پر ادا کرکے۔ اور اس کے بعد بونز سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے"

عمر رسیدہ مجرم کی آنکھیں گھنی داڑھیوں کے نیچے تیزی سے چمکنے لگیں۔ اور وہ بولا "کل رات ایک خاص کام ہمارے درپیش ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم روپیہ کی کافی مقدار حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن کام ذرا ٹیڑھا سا ہے۔ اور اس میں دلیری اور تدبر دونوں کی ضرورت ہے۔"

ٹام رین کہنے لگا "اور تم جانتے ہو کہ میرے اندر یہ دونوں صفات موجود ہیں۔ ورنہ یقیناً تم یہ کام میرے حوالے کرنے کا فیصلہ نہ کرتے۔"

اولڈ ڈیتھ ایک خوفناک قہقہہ لگا کر بولا "ٹام تم بالکل سچ کہتے ہو۔ بات یہ ہے جس وقت تم چاہو اپنے آپ کو ایک شریف اور ہر دلعزیز آدمی بنا سکتے ہو۔ جس کی بدولت ملک کے اچھے اچھے شرفا سے تعلق پیدا کر لینا تمہارے لئے دشوار نہیں۔ کیوں ٹام میرا یہ خیال غلط ہے؟"

ڈیئر ڈیولڈ اس تعریفی کلمہ سے کسی قدر خوش ہو کر کہنے لگا "نہیں بالکل صحیح ہے۔ مگر تم پہلے صاف لفظوں میں اپنا مطلب بیان کرو۔ اس کے بعد دیکھا جائیگا۔ میں اس معاملہ میں کیا کر سکتا ہوں۔"

اولڈ ڈیتھ نے کہا "میری بات کو ذرا غور سے سننا۔ بیتھم اور نارووڈ کے درمیان ایک خوشنما لیکن آبادی سے الگ مکان واقع ہے۔ جس میں ٹارنٹن نام کا ایک شخص رہتا ہے۔ اس کی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور اس کی دو جوان لڑکیاں ہیں۔ بڑی کی شادی پرسوں ایک شخص مسٹر ڈیننگ کے ساتھ

سے ہونے والی ہے جو شہر کے مشہور و معروف شیخ سر کرسٹوفر بلنٹ کا بھتیجا ہے۔ معلوم ہوا ہے اس مسٹر ٹارنر نے نارووڈ میں چند مکانوں کی تعمیر میں بہت سا روپیہ ضائع کر کے اپنے لئے مالی مشکلات پیدا کر لی ہیں۔ اور سر کرسٹوفر بلنٹ نے اس شرط پر اسے پانچ ہزار پونڈ دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اس کی بیٹی کی شادی اس کے بھتیجے سے ہو جائے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ لڑکی اس شادی کے خلاف ہے۔ اس کی محبت کسی اور شخص کے ساتھ ہے۔ اور مسٹر فرنیک کرٹس سے دلی نفرت رکھتی ہے۔ لیکن اس کے باپ نے روپے کی خاطر اس کے جذبات کو قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چونکہ کرٹس اس لڑکی پر مفتون ہے اور اس کا اپنے مالدار چچا پر خاصہ رسوخ ہے۔ اس لئے اس کے کہنے سننے سے سر کرسٹوفر اس رقم کی ادائگی کے لئے آمادہ ہو گیا ہے۔"

وین کہنے لگا "یہ سب کچھ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور اس کرسٹوفر۔ فرنیک کرٹس اور خود غرض ٹارنر کو ان کی تجاویز میں ناکام رکھ کر مجھے دلی خوشی حاصل ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے اس معاملہ میں ہمارے لئے مالی نفع کی کیا صورت ہے؟"

اولڈ ڈیتھ نے پھر ایک بار گہرے اطمینان کے ساتھ اپنے پوپلے منہ سے خوفناک قہقہ لگایا اور بولا "ذرا سنتے جاؤ۔ میں اسی معاملہ کی طرف آ رہا ہوں۔ کل شام سر کرسٹوفر اس کا بھتیجا فرنیک کرٹس اور سر کرسٹوفر کا وکیل یہ تینوں ٹارنز کاٹیج کی طرف جس میں مسٹر ٹارنر رہتا ہے، روانہ ہوں گے۔ رات کو ان کا لڑکی کے باپ سے مالی تصفیہ ہو جائے گا۔ تاکہ پرسوں سویرے ہی شادی کی رسم ہو سکے۔۔۔"

"اچھا" ٹام نے پھر سوال کے لہجہ میں کہا۔ کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ اولڈ ڈیتھ کچھ کہتا کہتا یکایک رک گیا ہے۔

بوڑھے نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا: "دو ہزار پونڈ کی رقم اس پانچ ہزار میں سے جس کا تصفیہ ہوا ہے کل رات لندن سے ٹارنز کاٹیج پہنچائی جائے گی۔ سوال یہ ہے۔ کیا اس رقم کو راستہ میں نہیں روکا جا سکتا؟"

ٹام بولا "ضرور روکا جا سکتا ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ رقم سر کرسٹوفر کے پاس ہوگی یا اس کے بھتیجے کے پاس یا وکیل کے پاس؟"

"بس ایک یہی تحقیق طلب معاملہ ہے" اولڈ ڈیتھ نے کہا "اور اسی کے لئے تدبر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کام کا باقی ماندہ حصہ تو تمہاری دلیری سے ہی طے ہو جائے گا۔ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ اس کام میں دلیری اور تدبر دونوں کی ضرورت ہے"

وین کہنے لگا "بے شک تم نے کہا تھا۔ لیکن میں حیران ہوں۔ اس معاملہ میں ہاتھ کیونکر کھیلے

دو ہزار پونڈ کی رقم بھی معمولی نہیں ۔۔۔ مگر ہاں یہ تو بتاؤ تمہیں اس واقعہ کا علم کیونکر ہوا؟"
اولڈ ڈیتھ نے اطمینان کے انداز سے منہ پھیلا لیا۔ اور کہنے لگا۔ "واہ تم اب تک نہیں سمجھے۔ سر کرسٹوفر
کا نوکر میرا تنخواہ دار ہے۔ اوہ! اسی طرح بہت سے امرا اور شرفا کے نوکر مجھ سے تنخواہ پاتے ہیں۔ اور
ان کے ذریعہ سے مجھے ہزاروں راز کی باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ذکر معاملہ پیش نظر کا تھا۔ وہ ہزار
پونڈ بہر حال کل رات کو ٹارنز کاٹیج میں پہنچائے جائیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اس روپیہ کو اپنے
مصرف میں نہ لائیں؟"

ٹیلی بولا "بڑے میاں میں تمہاری بات سے پورے طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ مگر اس کم بخت
نوکر نے تمہیں یہ نہ بتایا کہ تینوں میں سے روپیہ کس کے پاس ہو گا؟"

بونز کہنے لگا "بظاہر اسے بھی معلوم نہیں۔ اغلب یہ ہے کہ وہ بھی اُن کے ہمراہ جائیگا اور۔۔"

ٹام رین کو یکایک کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور اُس نے پوچھا "یہ لوگ کس طریق پر وہاں جائیں گے؟"

"گھوڑوں پر سوار ہو کر" اولڈ ڈیتھ نے جواب دیا "سر کرسٹوفر اور اس کا بھتیجا اپنے آپ کو شہ سوار
سمجھتے ہیں۔ اور مسٹر ہاورڈ یعنی ان کا وکیل بھی اپنے آپ کو زین سواری کا ماہر جانتا ہے۔ اس لئے
ان کا گھوڑوں پر جانا یقینی ہے۔"

"خیر تو تم یہ معاملہ میرے قبضے ڈال دو۔ میں اس سے نپٹ لونگا" ٹام رین نے چٹکی بجا کر
کہا "بھلا وہ کس وقت روانہ ہوں گے؟"

"شام کے چھ بجے"

"اچھی بات ہے" ٹام بولا "آج کل شام کے چھ بجے سے ہی گھپ اندھیرا پھیلنے لگتا ہے۔
بس اب تم اس بارہ میں مجھ سے اور کچھ نہ پوچھو۔ اور اس معاملہ کو طے شدہ جانو۔ اگر تمہاری مہیا
کردہ واقفیت صحیح ہے۔ یا ان کی روانگی کے انتظام میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ تو یہ
کام ضرور ہو رہے گا۔ مگر ہاں یہ تو کہو سر کرسٹوفر کے نوکر کا حلیہ کیا ہے؟"

"ٹھگنے قد کا۔ پتلا دبلا۔ گٹھیں جوان ہے۔ سر کے بال سیاہ اور مڑے ہوئے۔ تتیلا منہ داغ۔
خاکی وردی پہنتا ہے۔ جس پر سرخ کنارہ لگا ہوا ہے۔ اور اس کا نام جان جیفریز مشہور ہے"

"بس" ٹام نے کہا "اس قدر کافی ہے۔ کل سہ پہر کو میں دو اور تین بجے کے درمیان ٹلک کے
شراب خانہ میں جاؤں گا۔ اگر تم اس بارہ میں مجھے کوئی مزید واقفیت مہیا کرنا چاہو۔ تو وہیں ملنا یا میرے
نام کا رقعہ چھوڑ جانا۔ اگر تم نہ ملے یا تمہارا رقعہ بھی وہاں موجود نہ ہوا۔ تو میں سمجھونگا۔ ان تجاویز میں

کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ سردست تو تمہیں کچھ اور نہیں کہنا ہے۔؟"

بونز کچھ سوچکر کہنے لگا: "نہیں"

ٹوبی نبس نے اپنی بیوی کی طرف ڈرتے ڈرتے نظر ڈال کر ٹام رین سے کہا "مسٹر رین فورڈ تھوڑی سی برانڈی اور نہ پیجئے گا؟"

اس کی سخت گیر بیوی چلا کر کہنے لگی "بیوقوف آدمی! تھوڑی سی! کیا تم نہیں جانتے ہو۔ مسٹر رین فورڈ مسٹر بونز کے دوست ہیں۔ اور مسٹر بونز کے سارے دوست ہمارے بھی دوست ہیں۔ مجھے یقین ہے مسٹر رین فورڈ اگر بوتل نہیں تو آدھا ضرور پئیں گے۔"

رین فورڈ کہنے لگا "میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن اب مجھے چلنے کی اجازت دی جائے۔ کل جو کام درپیش ہے۔ اس کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اور۔۔۔"

وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کرنے پایا تھا۔ کہ کسی نے زور سے صدر دروازہ پر دستک دی! اور ٹوبی نبس دروازہ کھولنے کی غرض سے باہر نکلا*

---

# باب ۹

## مصیبت زدہ عورت

چونکہ وہ کمرہ سے جاتے وقت دروازہ کھلا ہی چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے باہر جو کچھ گفتگو ہوئی، وہ کمرہ میں صاف طور سے سنائی دے رہی تھی۔۔۔

ٹوبی نبس نے بڑی احتیاط سے دروازہ کھولا اور کہنے لگا "کون ہے؟"

"خدا کے لئے ایک دکھیا کو رات بھر کے لئے پناہ دو" ایک زنانہ آواز سنائی دی "اگر میری خاطر نہیں تو کم از کم اس غریب بچے کی خاطر۔۔"

اس آواز کو سن کر اندر سے مسز نبس نے چیخ کر کہا "ٹوبی دروازہ بند کر دو۔ ہمارے گھر میں گداگر عورتوں اور غریب بچوں کے لئے گنجائش نہیں ہے۔"

ٹام رین کہنے لگا "ٹھیر جاؤ۔ سنگ دلی اچھی نہیں ہوتی"

اتنا کہہ کر وہ صدر دروازہ کی طرف بڑھا۔ اور وہاں اس نے سامنی دوکان کی روشنی میں مکان کی سیڑھیوں پر ایک شکستہ حال عورت کو سکڑے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ جس کا ایک

بازو ایک چھوٹے سے لڑکے کی گردن میں لپٹا ہوا تھا۔ اور وہ لڑکا زار زار رو رہا تھا۔

رین فورڈ اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اے عورت تو خواہ کوئی ہے۔ اس مکان میں چلی آ۔ تیری اور اس لڑکے کی وجہ سے جو خرچ اٹھے گا۔ اسے میں ادا کر دونگا۔ آؤ! تم بے تامل اندر چلی آؤ!"

مگر وہ بدنصیب عورت اتنے میں بیہوش ہو کر پیچھے کی طرف گر پڑی تھی!

ٹام رین نے تحکمانہ لہجے میں کہا "تو ٹام ذرا اس بچے کا خیال رکھو۔ میں اتنے میں اس عورت کو ہوش میں لاتا ہوں"



یہ کہہ کر اس نے بیہوش عورت کو اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا۔ اور اندر کی طرف لے چلا۔ ٹوبی اس لڑکے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کے قریب تھی۔ لیکر پیچھے پیچھے ہو لیا۔

یہ حالت دیکھ کر اولڈ ڈیتھ بھی کمرے سے باہر نکلا۔ اور کہنے لگا "ٹام کچھ دیوانے تو نہیں ہو گئے۔ کہ یوں اجنبیوں کو اس گھر میں داخل کر رہے ہو؟!"

رین فورڈ نے استقلال کے لہجہ میں جواب دیا "میں ایسا وحشی نہیں ہوں۔ کہ ایک مصیبت زدہ عورت کو جو قریب المرگ نظر آتی ہے۔ مکان میں پناہ کی جگہ نہ دوں۔ خواہ وہ مکان یہ ہو یا کوئی اور۔ اس لئے تم ذرا الگ ہٹ جاؤ۔ اور مجھے اپنی مرضی کے مطابق کرنے دو۔ مسٹر اور مسز جبس کو اس معاملہ میں جو تکلیف ہوگی۔ میں اس کا معقول معاوضہ ادا کر دونگا"

"خیر جس طرح تمہاری مرضی ہو" اولڈ ڈیتھ نے غرا کر کہا۔ اور اس کے بعد اس نے ٹسی جبس کے کان میں آہستہ سے کہا "تم اس شخص کو اپنی مرضی کے مطابق کرنے دو۔ اس کا مزاج عجیب طرح کا واقع ہوا ہے۔ مگر آدمی کام کا ہے۔ اس لئے میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا"

کچھ تو اس مشورہ کے اثر سے اور کچھ رین فورڈ کے پیش کردہ معاوضہ کی امید پر خوش ہو کر مسز جبس نے یکایک اس بدنصیب عورت کے متعلق غیر معمولی ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ اندر سے ایک شمع اٹھا لائی۔ اور اس کی روشنی میں رین فورڈ بیہوش عورت کو بازوؤں پر اٹھائے زینہ کی راہ سے بالاخانہ پر لے گیا۔ جہاں ایک میلا سا بستر بچھا ہوا تھا۔ اس عورت کو اس نے اس بستر پر لٹا دیا۔ اور اس کے بعد ٹسی جبس نے اسے ہوش میں لانے کے متعلق اس قسم کی کوشش شروع کی۔ جو ان حالات میں ممکن تھی۔

اس اثنا میں ٹوبی اس لڑکے کو ساتھ لئے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ بچہ دوڑ کر بستر کی طرف گیا۔ اور معصومانہ انداز سے کہنے لگا "اماں ... اچھی اماں۔ بولتی کیوں نہیں ہو؟"

عورت نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور بچہ کی صورت دیکھ کر ان میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی۔ اس نے اسے بڑی گرم جوشی کے ساتھ اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور بڑی مدہم آواز میں بولی۔ "چارلس مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ تم مجھ سے جدا ہو گئے ہو۔۔ مجھے خواب کی طرح یہ بات دکھائی دی۔ کہ ہم دونوں میں جدائی ہو گئی ہے۔۔۔ اُف! میرا سر پھٹا جاتا ہے!"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اس طرح پیشانی کو لگایا۔ گویا اس سخت درد کو جو اسے محسوس ہو رہا تھا رفع کرنا چاہتی ہے۔

سلسلہ داستان کو جاری رکھنے سے پیشتر ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس عورت کی عمر ۳۵ سال کے قریب تھی۔ اس نے نہایت ادنےٰ قسم کے بیواؤں کی طرز کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور شکل و صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس نے انتہائی ذہنی اور بدنی تکلیف اٹھائی ہے۔ لڑکے نے بھی ماتمی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور گو اس کے رخسار زرد اور بدن بہت دبلا تھا۔ مگر بچہ بہت خوبصورت تھا۔

بستر کے قریب بیٹھ کر ٹام رین کہنے لگا "اے نیک عورت تم ہر قسم کے اندیشوں کو اپنے دل سے نکال دو۔ کیونکہ یہاں پر تمہاری پورے طور سے خبر گیری کی جائے گی" پھر اس نے مسز بنس کی طرف مخاطب ہو کر اسے اس عورت کے لئے کھانا لانے۔ اور جیکب کو ڈاکٹر کی تلاش میں بھیجنے کو کہا۔

ان آخری لفظوں کو سن کر بدنصیب عورت نے کہا "ڈاکٹر کو بلانا بے سود ہے۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں میرا آخری وقت آپہنچا ہے۔ اور اب میں اس دنیا میں شاید گھڑی بھر کی مہمان ہوں"

معصوم بچے نے اپنے ننھے بازو اس کی گردن میں ڈال دیئے۔ اور زار زار رونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر بدنصیب عورت نے کہا "الٰہی میرے ننھے چارلس کا کیا ہو گا! آج تک وہ مجھی کو ماں کی طرح سمجھتا رہا ہے۔۔۔"

"ہائے اماں!۔۔۔ میری اچھی پیاری اماں" بچے نے اس طرح روتے ہوئے کہا۔ گویا اس کا دل ٹوٹا جا رہا تھا۔ گو وہ غریب خطرہ پیش آمدہ کی نوعیت سے بالکل ناواقف تھا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ جس میں صرف بچے کے سسکیاں لینے اور بدنصیب عورت کا دل زور زور سے دھڑکنے کی آواز اس کمرہ میں سنائی دیتی تھی۔ پھر اس نے یکایک ٹام رین سے مخاطب ہو کر کہا "اے صاحب تم نے مجھ سے مہربانی کا سلوک کیا ہے۔ تم اب بھی میرے ساتھ

مہربانی سے پیش آرہے ہو۔ اور اگر میری نگاہ غلطی نہیں کرتی۔ تو تمہارے چہرہ پر ملائمت کے آثار نمودار ہیں ...“

ان لفظوں کا تمام رین پر اتنا گہرا اثر ہوا۔ کہ اس کی اپنی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر اس نے ضبط سے کام لے کر کہا ”غریب دکھیاری عورت کہو۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کوئی خدمت جو میں تمہارے لئے سرانجام دے سکوں اس سے مجھے انکار نہیں۔ اور اگر تم مجھ پر بھروسہ رکھو۔ تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں ...“

عورت نے مری ہوئی آواز میں جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ اور اس کے لہجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ سمجھتی ہے میرا انجام اب قریب ہے ”دائے صاحب جو درخواست میں اس وقت پیش کرنے کو ہوں۔ اس کا معاوضہ میرے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اس کی منظوری سے میری روح ہمیشہ آپ سے مطمئن اور آپ کی شکر گزار رہے گی۔ ذرا میرے قریب آکر میرے لفظوں کو غور سے سنئے۔ سخت مصیبتوں۔ سردی میں پھرنے آوارہ گردی اور کھلے میدانوں میں سونے کی وجہ سے میری حالت اس قدر زار ہو گئی ہے۔ لیکن اب بھی میں اپنی جان بڑے اطمینان کے ساتھ دے دوں۔ اگر مجھے اس بات کا یقین ہو ...“

رین نے کہا ”میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ تمہیں خیال صرف اس بچے کے مستقبل کا ہے۔ مگر تم اپنے دل کو مطمئن رکھو۔ اور ہر قسم کے رنج وہ خیالات کو اس سے نکال دو۔ کیونکہ تمہارے بعد میں اس کی خبر گیری کا عہد کرتا ہوں“

یہ الفاظ کہتے ہوئے رین فورڈ کے چہرہ پر جو فطرتاً ایک فیاض آدمی تھا سنجیدگی اور سچائی کے ایسے آثار نمودار ہوئے کہ مرنے والی کو اس کی بات کا پورے طور پر یقین ہو گیا۔ اور وہ تہ دل سے اس کی شکر گزار ہوئی۔

رین فورڈ کو اور بھی قریب آنے کا اشارہ کر کے اس نے اپنی رہی سہی طاقت سے کام لیکر آخری کلمات کہنے کی کوشش کی۔ لیکن نقاہت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ الفاظ زبان پر آ آکر رک جاتے تھے۔ مری ہوئی آواز میں وہ رک رک کر کہنے لگی ”یہ لڑکا میرا نہیں ہے ... میری جان سے عزیز چارلس تم رو نہیں۔ کیونکہ میں تمہاری ماں نہیں ہوں ... اگرچہ میں تم سے ماں کے برابر ہی محبت کرتی رہی ہوں ... میں تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی تھی۔ کیونکہ جب سے تم پیدا ہوئے اسی وقت رازداری کی خاطر دایہ تمہیں ... میرے پاس لے آئی۔ جس کا پہلے سے انتظام ہو چکا تھا۔

... اس وقت سے میں ... الٰہی میری جان نکلی جا رہی ہے .... اے خدا اتنی طاقت دے۔ کہ میں بیان کرسکوں ... تمہاری ماں ... درحقیقت ...!"

"تو لو خدا کے لئے بولو۔" ٹام رین نے اصرار کے ساتھ کہا۔" اس کی ماں کا نام کیا ہے؟ مرنے سے پہلے اس راز کو ظاہر کردو کہ ... مگر الٰہی وہ تو مرچکی ہے! ..."

اور امر واقعہ بھی یہی تھا۔ کیونکہ باوجود بہت بڑی کوشش کے وہ نام جسے وہ زبان پر لانا چاہتی تھی۔ ادا نہ ہوسکا۔ فوراً ہی گلا رک گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ چہرہ پر مردنی چھا گئی۔ اور بدنصیب عورت نے دم توڑ دیا۔

بہت دیر تک ننھے چارلس کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ کہ وہ حقیقت میں مرگئی ہے۔ اُسے وہ سوتی معلوم ہوتی تھی۔ آخرکار ٹام رین نے رفتہ رفتہ اس کے اس بھولے پن کے خیال کو رفع کیا۔ اور ایسی ملائمت کے ساتھ اس عورت کی موت کا یقین دلایا جسے وہ اپنی ماں سمجھتا تھا۔ کہ کوئی اجنبی اس وقت ٹام رین کو گفتگو کرتے دیکھتا، تو ضرور یہ سمجھتا کہ یہ کوئی بڑا ہی نیک نہاد اور با اصول شخص ہے۔ اس لڑکے کے ساتھ اس وقت اس کی گفتگو ویسی ہی تھی۔ جیسی کسی باپ کی اپنے بچے کے ساتھ ہوسکتی ہے۔

لیکن اگرچہ رین فورڈ کا اخلاق بعض معاملات میں مختلف قسم کا تھا۔ تاہم مجموعی طور پر وہ ایک فیاض منش اور نیک دل آدمی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس بچے کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے اس کی اپنی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

بچوں میں اس کا قدرتی ملکہ ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں میں جھٹ امتیاز کرلیتے ہیں۔ جن کی نسبت انہیں امید ہو۔ یہ ہمارے ساتھ محبت کا سلوک کریں گے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں چارلس کو رین فورڈ کے نیک ارادوں کے متعلق اعتماد پیدا ہوگیا۔

آخرکار جب ٹام کو معلوم ہوا کہ میں نے بچے کے دل پر کافی اثر پیدا کرلیا ہے تو وہ اسے اپنے ساتھ اس کمرہ سے باہر لے گیا۔ جس میں غریب عورت نے دم توڑا تھا۔

اس اثنا میں اولڈ ڈیچہ بدستور نچلی منزل کے کمرہ میں بیٹھا تھا۔ اور جیک کو ڈاکٹر کی طرف بھیجا جا چکا تھا۔ ذرا دیر میں ڈاکٹر بھی آ پہنچا۔ مگر یہ معلوم کرکے کہ اب اس کی خدمات کی ضرورت نہیں۔ وہ جلدی ہی رخصت ہوگیا۔ ٹوبی اور مسز بنس اسی وقت بالاخانہ سے باہر نکل گئے تھے جب ٹام رین نے کہا تھا "الٰہی وہ تو مرچکی ہے"۔ یہی وجہ تھی کہ بچہ سوائے اس شخص کے جس نے

اس کے ساتھ اس قدر نیک سلوک کیا۔ کسی اور شخص کی صورت کو غور سے نہ دیکھ سکا
یہ سوچکر کہ ادلڈ ڈیتھ کی مکروہ صورت شاید بچے کو خوف زدہ کر دے۔ اور اسے دیکھ کر
بچے کے دل میں میرے اپنے متعلق بھی ناگوار خیالات پیدا ہوں۔ رین فورڈ زینہ سے اُتر کر
تاریک ڈیوڑھی میں پہنچ گیا۔ اور مسٹر بنس کو وہیں بلا کر اس نے پانچ پونڈ اس کے ہاتھ میں رکھ
دیئے پھر کہنے لگا۔" اس غریب عورت کے دفن کفن کا انتظام اس روپے سے کر دینا اور یاد
رکھنا کہ اس بارہ میں کسی غیر معمولی کفایت سے کام نہ لیا جائے۔ اس کی جیب میں کوئی کاغذ ملے
جس سے معلوم ہو سکے۔ وہ کون تھی۔ تو اسے میرے واسطے سنبھال کر رکھ چھوڑنا۔ اور یہ بھی
یاد رکھنا کہ اگر تم نے اس بارہ میں پوری ایمانداری سے کام لیا تو میں اور بھی معقول معاوضہ دونگا"
اتنا کہہ کر وہ بچے کو انگلی سے لگائے مکان سے باہر نکلا۔ قریب کے گاڑیوں کے اڈے
پہنچکر اس نے ایک گاڑی کرایہ پر لی۔ اور کوچبان سے کہنے لگا" تم ہمیں ایلیفنٹ اور کیسل نامی
سرائے کی طرف لے چلو"
اس جگہ پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ گاڑی میں داخل ہونے سے پہلے ٹام رین نے
ایک دوکان سے بچے کے لئے تھوڑے سے عمدہ قسم کے کیک خرید لئے تھے اور اگرچہ بچہ بار بار یہ
کہکر رو رہا تھا۔ "ماں کہاں گئی" کیونکہ وہ اس قدر کم عمر تھا۔ کہ مرنے والی کے آخری فقرات
جن میں اس نے اس کی ماں ہونے سے انکار کیا تھا سمجھ نہ سکتا تھا۔ تاہم اس وجہ سے کہ بالکل بھوکا
تھا۔ وہ ساتھ ساتھ کیک بھی کھاتا گیا۔ رستہ میں رین فورڈ نے اسے گاہ بگاہ چند دلی خوش کن
الفاظ کہنے کے سوا اور کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ میں گفتگو کرنا مشکل تھا۔
قریباً پون گھنٹہ میں گاڑی سرائے مذکور کے پھاٹک پر رکی۔ وہاں پر رین فورڈ بچے کو ساتھ
لے کر گاڑی سے اترا۔ اور اس کے بعد گلیوں کے اس گنجان حصہ میں داخل ہو گیا۔ جس کا ذکر اس
جگہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔
جو شخص لندن کے اس حصہ سے واقف ہے یا اگر وہ واقف نہیں تو صدر مقام عالم کا نقشہ
سامنے رکھ کر ہماری داستان کے اس حصہ کو پڑھے تو اُسے بآسانی معلوم ہو جائیگا۔ کہ ایلیفنٹ
اور کیسل نامی سرائے کے عین پیچھے ایک ایسا علاقہ آباد ہے۔ جس میں لندن کے باقی حصوں کے
رہنے والے ہزارہا اشخاص کو عمر بھر گذرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ یہ وہ علاقہ ہے۔ جس کی حد بندی
بحالات موجودہ بجانب شمال نیو کنٹ روڈ۔ بجانب مشرق کنٹ یا گرینج روڈ۔ بجانب جنوب والورتھ

اور بجانب مغرب والورتھ روڈ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ حصہ شہر ایک نشیب نم دار اور مضر صحت قطعہ زمین پر آباد ہے۔ اور غریب طبقہ کے لوگ یہاں لا انتہا تعداد میں رہتے ہیں۔ بیشمار تنگ گلیاں جن میں نجاست کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے تاریک کوچے جن میں تازہ ہوا نام کو نہیں ملتی۔ اور سخت تعفن پھیلا ہوا ہے۔ اس قسم کے احاطے جن کے اندر داخل ہوتے ہی تہ خانوں کی طرح دم گھٹنے لگتا ہے۔ جا بجا نظر آتے ہیں۔ بہت سی گلیاں کسی عمارتی تجویز کو پیش نظر رکھے بغیر محض اس اصول پر بنی ہوئی ہیں کہ تنگ و تاریک مکانات جتنی بڑی تعداد میں تیار کئے جا سکیں کئے جائیں۔ ان مکانات کی عقبی کھڑکیاں ان خندقوں کی طرف کھلتی ہیں جن کے کثیف اور استادہ پانی سے بو اٹھ کر دماغ کو پھاڑے ڈالتی ہے۔ جس وقت سورج کی کوئی بھولی بھٹکی شعاع ان کثیف خندقوں کی سطح پر پڑتی ہے۔ تو اس سڑتی ہوئی کثافت اور بدبودار سبزی کے ٹکڑوں کی بدولت جنہیں ان بدروؤں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ہزار ہا قسم کے رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن سچ پوچھو تو انہیں بدرو بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس ساری نجاست اور کثافت کو بہائے جانے کی بجائے یہ خندقیں اُلٹا اُسے سنبھال کر جمع کئے رکھتی ہیں۔

جس علاقہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کا بڑا حصہ لاکس فیلڈس کے نام سے مشہور ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر آنکھوں سے دیکھنے کے اس علاقہ کی حالت کا صحیح اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ قلم میں یہ طاقت نہیں کہ وہ افلاس کی اس انتہائی شدت کا صحیح نقشہ پیش کر سکے۔ جو یہاں پایا جاتا ہے۔ شکستہ حالی کے وہ دل خراش ثبوت ... انتہائی بد اخلاقی کی وہ مثالیں جو یہاں دیکھنے میں آتی ہیں دائرۂ تحریر سے باہر ہیں۔ اکثر مکانات میں صرف چار کمرے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور ہر ایک کمرہ میں ایک پورا خاندان آباد ہے۔ اگر کسی گھرانے کا کوئی فرد کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس وقت تک فرشی چٹائی یا چیتھڑوں کے ڈھیر یا خشک گھاس کے بستر پر پڑا رہتا ہے۔ کہ لاپروائی اور عدم حفاظت کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہو جائے کہ اسے ایک منٹ بھی وہاں نہ رکھا جا سکے۔ باوجود اس کے رشتہ دار جو ممکن ہے تعداد میں چار یا پانچ یا چھ ہوں۔ مجبور ہیں۔ کہ اسی کمرہ میں سوئیں۔ وہ بدبو جو اس کے بدن سے پیدا ہوتی ہے سونگھیں۔ اس کے کراہنے کی آواز کو سنیں۔ اس کے پھیپھڑوں سے نکلی ہوئی کثیف ہوائیں دم لیں۔ اور ان لا تعداد جراثیم میں رہ کر زندگی بسر کریں۔ جو اس مقام کی کثافت اور نجاست سے پیدا ہوتے ہیں۔

فرض کرو۔ یہ کسی مکان کے ایک کمرہ کا نقشہ ہے۔ دوسرے میں آپ کو ایک تن تنہا بڈھا آدمی رہتا نظر آئیگا۔ جو چڑیاں یا چیتھڑے چن چن کر یا کسی ہمسایہ کا کوئی معمولی سا کام کرکے اور بیچ میں اگر بیکاری کا کوئی وقفہ حائل ہو تو بھیک مانگ کر روزی کماتا ہے اس کا اسباب دیکھئیے۔ صرف ایک پیالہ ایک کیتلی اور ایک چاقو پر ختم ہے۔ نہ کرسی نہ میز۔ البتہ کمرہ کے ایک کونے میں کوڑے کرکٹ کا ایک ڈھیر جمع ہے جس پر وہ رات کو کپڑوں سمیت سو جاتا ہے۔

اسی مکان کے تیسرے کمرہ میں ایک اور کنبہ آباد ہے۔ جس میں میاں بیوی کے علاوہ کئی جوان لڑکے اور لڑکیاں رہتی ہیں۔ مگر ان کے جدا جدا سونے کا کوئی انتظام نہیں۔ ان میں حیا کا مادہ بالکل مفقود ہے کیونکہ وہ یوم اول سے اس سے بے خبر ہیں۔ چھوٹی عمر سے ہی اس حالت میں رہتے ہوئے ان کے احساسات کند ہو چکے ہیں۔ اور اس طریق پر وہ کنبہ محض افلاس کی وجہ سے ہر قسم کے جذبات انسانیت سے محروم ہوا جاتا ہے۔

اس فرضی مکان کے چوتھے کمرہ میں جو ہم لاکس فیلڈس میں بطور نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ مالک مکان یا مالکہ دونوں رہتے رہتے ہیں - اور یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ ان کے اندر بھی کرایہ داروں کی نسبت کچھ زیادہ اخلاق یا تہذیب نہیں پائی جاتی۔

قدرتی طور پر ایسے علاقہ کی دوکانیں بھی اس قسم کی ہیں جن میں یہاں کے رہنے والوں کی ضروریات زندگی کا سامان پایا جاتا ہے۔ شراب خانے یا بیر کی دوکانیں بکثرت ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ جتنا کوئی علاقہ غریب اور ادنے طبقہ کے لوگوں سے آباد ہو۔ اتنی ہی اس قسم کی دوکانوں کی کثرت ہوگی۔ اور اس میں تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جرم کو محرک اور افلاس کو مسکن کرنے والی چیزوں کی یہاں پر ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ مرد اس لئے شراب پیتے ہیں۔ کہ بے دھڑک ان جرائم پر آمادہ ہو سکیں۔ جن کا انجام خطرہ سے خالی نہیں۔ عورتیں اس لئے پیتی ہیں۔ کہ آوارگی کی زندگی جیسے بسر کرنے پر مجبور ہیں اس میں ان کا حوصلہ قائم رہے۔ اور دیانتدار غریب لوگ اس لئے پیتے ہیں۔ کہ انتہائے یاس سے دیوانگی کا اثر طاری نہ ہو۔ بچے بھی اپنے والدین کو شراب پیتے دیکھ کر اسے پینا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ بچپن میں ہی اس قسم کے نظارے ان کے سامنے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اس بات پر تعجب کیا ہے۔ کہ جتنا کوئی علاقہ غربا و مصیبت زدہ لوگوں سے آباد ہوگا۔ اتنی ہی وہاں شراب نوشی کی کثرت ہوگی۔

اس کے علاوہ لاکس فیلڈ میں اس قسم کی دوکانیں بکثرت ہیں۔ جن میں ہر ایک قسم کی چیز کم از کم

مقدار میں خریدی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک پینی کی شکر ایک فارونگ کی چائے۔ نصف پینی کی موم بتی یا ایک پینی کا گوشت۔ کئی دوکانیں اس قسم کی بھی ہیں۔ جہاں پانچ فارونگ کو شوربے کا ایک پیالہ مل سکتا ہے۔ قصابوں کی دوکانیں بھی عام ہیں۔ اور ان کے تختوں پر خون آلودہ گوشت کے ٹکڑے۔ ذبوح جانوروں کے سر۔ یا اس قسم کے گوشت کے ٹکڑے جنہیں صرف غریب طبقہ کے لوگ ہی کھاسکتے ہیں۔ اسی طریق پر ملا جلا کر رکھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ دیکھ کر کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اور پاس سے گذرتے وقت دماغ میں سخت بدبو پہنچتی ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ پتھر کے کوئلے کی دوکانیں جن میں آلو اور ساگ بھی بکتے ہیں۔ ایسے نانبائیوں کی دوکانیں جو چربی میں گوشت کے ٹکڑے تل کر دوکان کی کھڑکیوں میں سجا رکھتے ہیں۔ جابجا دکھائی دیتی ہیں۔ اور نیم گرسنہ مزدور کام پر جاتے ہوئے یا فاقہ کش بچے کھیل کود سے اکتا کر ان چیزوں کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔

ان تفصیلات کا بیان بہت رنجدہ اور جگر پاش ہے۔ مگر فرض مجبور کرتا ہے کہ اس بیان کو نامکمل نہ چھوڑا جائے۔ لاکس فیلڈس کے عام باشندے جاہل مطلق ہیں۔ ۹۰ فیصدی بچے دس بارہ سال کی عمر تک کچھ پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ انہیں معلوم نہیں مسیح کون تھا۔ یا اس نے بنی نوع انسان کی نجات کے لئے صلیب پر جان دی۔ اس بارہ میں ان کی لاعلمی سلطنت کے نامور امراء یا امیرزادیوں سے کسی طرح کم نہیں۔

لیکن ذرا اس حصہ شہر کی آبادی کی صورتوں کو غور سے دیکھئے۔ اس دُبلی پتلی عورت کے زرد رخساروں پر فکر و احتیاج کے کیسے خوفناک آثار نمودار ہیں۔ جوان ہی کپڑوں کو دھو کر جو تبدیل لباس کے پہلو سے اس کی واحد ملکیت ہیں۔ مکان کی پچھلی طرف سیاہ خندق کے کنارہ پر اُگی ہوئی جھاڑیوں پر خشک کرنے کے لئے پھیلا رہی ہے۔ مگر نہیں۔ وہ اس ہمسایہ کے بہت سے لوگوں سے بہتر حالت میں ہے۔ کیونکہ ان کے پاس بدلنے کے لئے ایک بھی فالتو کپڑا موجود نہیں ہے۔ اس مرد کو دیکھئے جو مکان کے دروازہ میں بیٹھا کہنیوں کو گھٹنے پر ٹیکے پائپ پی رہا ہے۔ اور سامنے کی طرف بغیر کسی توجہ کے دیکھ رہا ہے۔ تمباکو کا مسکن اثر بھی اسے اطمینان دینے سے قاصر ہے بغریب اس فکر میں ہے کہ جب اس ہفتہ وہ کام جس میں یہ آجکل مصروف ہے ختم ہو جائے گا۔ تو اس کے بعد بیکاری کی حالت میں بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ بیوی اس سے کچھ گفتگو کرتے باہر آتی ہے۔ مگر وہ اسے سختی سے جھڑک دیتا ہے۔ معصوم بچے پیار کرنے کی غرض سے اس کے

گھٹنوں پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ انہیں بے دردی سے پرے ہٹا دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے نہیں
کہ وہ فطرتاً وحشی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسے اپنی بیوی بچوں سے گہری محبت ہے۔ لیکن غم واندوہ کے ہجوم نے
اس کے دل سے نرمی اور ملائمت کے خیالات کو خارج کر دیا ہے۔ ورنہ وہ اس وقت بیٹھا ہوا یہی سوچ
رہا تھا۔ کیا مجھے ان کے گذر اوقات کے لئے چوری کا طریق شروع کر دینا چاہئے۔ کوئی غیر مرد اس کی بیوی
کے سامنے گستاخانہ کلمہ کہے۔۔۔ کوئی اجنبی اس کے بچوں کو جھڑک دے۔ تو دیکھو ابھی غصے سے لال پیلا
ہو جائے گا۔ مگر اس کے باوجود خود انہیں جھڑکتا اور سختی سے پیش آتا ہے۔ کیونکہ بیچارہ مصیبت میں مبتلا
ہے۔ رنج وغم نے ہر شخص اور ہر چیز سے نفرت پیدا کر دی ہے۔ وہ بے آس اور ناامید ہے۔ جب وہ
ارد گرد ہر شخص کو سرد مہری کا سلوک کرتے دیکھتا ہے اور اسے یہ بات نظر آتی ہے۔ کہ دنیا کا ہر شخص مفلس
کی طرف سختی اور حقارت کی نظر سے دیکھتا اور امیر کو دیکھ کر بلا وجہ مسکراتا ہے۔ تو اس کا دل بے چین ہو جاتا
ہے۔ قسمت سے مجبور ہو کر حالات کے زیر اثر شراب خانہ کا رخ کرتا ہے۔ اور وہ چند پنس جو اس کا واحد
سرمایہ تھے۔ جس سے اس کے بچے اور بیوی روٹی کے چند لقمے کھا سکتے تھے بیر یا جن شراب خریدنے
میں صرف کر دیتا ہے۔ آپ اسے ملامت کرتے ہیں۔۔۔ آپ اسے برا بھلا کہتے ہیں۔۔۔ کیا وہ حقیقت
میں اس سختی کا مستحق ہے؟ بالکل نہیں۔ غریب مجبور ہے۔ کہ اپنا غم غلط کرنے کی خاطر شراب پیئے ہجوم
یاس نے اسے دیوانہ بنا رکھا ہے۔ اور ان یاس آمیز خیالات سے بچنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش
پر آمادہ ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ کہاں جائے؟ مالداروں اور دولتمندوں کے لئے تھیٹر یا تفریح
کے اور مقامات ہیں۔ مگر لاکس فیلڈس یا کسی ایسے ہی اور غریب علاقہ میں اگر کوئی اس قسم کا تھیٹر
کھول دیا جائے جس میں غریب لوگ ایک پینی خرچ کر ناٹک دیکھ سکیں۔ یا اس قسم کا کوئی قہوہ خانہ
کھولا جا سکے جس میں ایک پینی کو چائے کی پیالی میسر آ سکے۔ تو مجسٹریٹ اسے اس لئے بند کر دیتا ہے۔
کہ یہ بداخلاق کا مخزن اور چوروں اور آوارہ عورتوں کا مرکز ہے۔ لیکن فیشن ایبل حصہ شہر میں جس
قدر تھیٹر واقع ہیں۔ مثلاً ہے مارکیٹ، تھیٹر لیثیرم کا ونٹ گارڈن ڈروری لین۔ سرے۔ اور وکٹوریا تھیٹر میں
بھی تو امیر طبقہ کے آوارہ گرد لوگ یا ادنیٰ اخلاق کی عورتیں جاتی ہیں۔ اگر ان کا حوالہ دیا جائے۔ تو
مجسٹریٹ کہتا ہے یہ مختلف معاملہ ہے۔ بیشک اس دنیا میں ہر معاملہ کے دو پہلو ہیں۔ مالدار اور
خوش پوش طبقہ کے لئے الگ۔۔۔ بدحال غریب آبادی کے لئے جدا۔ آخر لاکس فیلڈس کی غریب آبادی
کے مایوس لوگ اپنی مایوسی دور کرنے کے لئے کدھر جائیں؟ ان کی ناامیدی کا انجام کس مقام پر
پر ہو؟ ان کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں۔ یا شراب خانہ۔۔۔ یا تھیمز میں گر کر خودکشی!

سخت افسوس کا مقام ہے کہ اس وقت بھی جب ملک کے اندر اتنی امارت اور دولت موجود ہے۔ جبکہ گرجا کے عظیم تنخواہ دار لوگ اطراف عالم میں عیسائیت کی تہذیب پھیلانے کے مدعی ہیں۔ خود ملک کے اندر غربا کا ایک طبقہ موجود ہے۔ جس کی بہتری کا کسی کو خیال نہیں۔ جس کی حالت بد سے بدتر ہوئی جاتی ہے۔

مگر آؤ۔ ہم پھر ٹامس رین فورڈ اور اس بچے کی طرف رُخ کریں جسے ساتھ لئے وہ اس علاقہ کی ایک گلی میں داخل ہوا تھا۔

جس وقت یہ دونوں ساتھ ساتھ ایک تنگ و تاریک بازار سے گذر رہے تھے۔ ٹام رین اپنے معصوم ساتھی کو مختلف قسم کے تشفی آمیز کلمات کہتا رہا۔ چنانچہ اس سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ "دیکھو بیٹا تم رو نہیں۔ یہ تمہارے لئے ایک اور کیک موجود ہے۔ گھر چل کر میں تمہیں بہت عمدہ کھانا دونگا۔ وہاں آتش دان میں بڑی خوشگوار آگ جل رہی ہے۔ میں تمہیں ایک نرم بستر پر سلاؤنگا۔ اور کل صبح تمہیں بالکل نئے کپڑوں کا سوٹ پہناؤنگا۔ گھر میں ایک بڑی خوبصورت عورت ہے۔ وہ تم سے ماں سے بھی زیادہ محبت کرے گی۔ جو تھوڑی دیر گذری ۔ مر گئی ہے۔ چارلی تم تھک تو نہیں گئے۔ اگر تھک گئے ہو۔ تو آؤ میں تمہیں گود میں اُٹھا لوں"

چنانچہ ٹام رین نے بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ اور بڑی محبت سے اس کے آنسو پونچھے۔ اس کے رخساروں پر بوسہ دیا۔ بچے نے بھی اپنے ننھے بازو اس کی گردن میں ڈال دیئے۔ اور کہنے لگا "آپ مجھ سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں۔ جیسی ابا کیا کرتے تھے"

رین فورڈ نے سمجھ لیا۔ کہ ابا سے مراد اس عورت کے شوہر سے ہے۔ جو تھوڑی دیر قبل ٹوبی منس کے مکان پر مری تھی۔ کہنے لگا "چارلی۔ تمہارے ابا کو مرے کتنی مدت ہو گئی؟"

اس نے جواب دیا "کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ گو میں ٹھیک طور پر نہیں کہہ سکتا۔ کتنا عرصہ ہوا ہے... ہاں اب مجھے یاد آیا۔ اماں صبح کہتی تھیں۔ چھ مہینے گذرے۔ تمہارے ابا نے انتقال کیا تھا"

"چارلی اُن دنوں تم کہاں رہتے تھے"

"ایک قصبہ کے قریب... اس جگہ کا نام ہے... ونچسٹر اس کے پاس ایک مکان میں"

"ونچسٹر..." رین فورڈ نے تعجب کے لہجہ میں کہا "میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں" پھر اس نے ایک گہری آہ کھینچ کر کہا "مجھے اس سے پوری واقفیت ہے مگر ہاں یہ تو کہو۔ تم اس مکان سے چلے کیوں آئے؟"

بچہ نے کہا "دادا کے انتقال پر اماں کے پاس خرچ باقی نہیں رہا تھا۔ چند شریر آدمیوں نے آکر ہمارے مکان کے سارے اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور اماں کو اور مجھے گھر سے باہر نکال دیا۔ اس وقت اماں اتنا روتی تھیں۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ہم اکثر بھوکے رہتے تھے۔ اور رات کو سونے کے لئے بھی جگہ نہ ملتی تھی"۔

"غریب بچہ!" رینفورڈ نے اسے اور زیادہ محبت سے چھاتی سے لگا کر کہا۔ "بھلا تمہارے باپ کا کیا نام تھا؟"

لڑکے نے جواب دیا "واٹس۔ اور میرا نام چارلی واٹس ہے"۔

عین اس وقت رینفورڈ لاکس فیلڈس کے چند صاف مکانوں میں سے ایک کے سامنے رُک گیا۔ اس نے دروازہ پر دستک دی۔ اور ایک خوبصورت جوان عورت نے دروازہ کھولا۔ جو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

مکان کے اندر داخل ہوتے ہوئے رینفورڈ اس عورت سے کہنے لگا "میں تمہارے لئے یہ بچہ تحفہ کے طور پر لایا ہوں۔ میری خوشی اسی میں ہے۔ کہ تم اس کے ساتھ محبت کیا کرو"۔

نوجوان عورت نے چارلی کو بازوؤں میں لے لیا۔ اور اس بات کے ثبوت کے طور پر کہ ٹام کے کہنے پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ اسے بوسہ دیا۔

رینفورڈ یہ دیکھ کر بہت خوش ہؤا۔ اور اس نے اندر داخل ہو کر گلی کا دروازہ بند کر لیا۔

---

# باب ۱۰

## سر کرسٹوفر بلنٹ کا مکان

اس سے دوسرے دن سہ پہر کے چار بجے کا وقت تھا۔ اور جرمن سٹریٹ کے ایک آراستہ پیراستہ مکان کے کمرہ میں تین اصحاب کھانا کھانے کے بعد مزے سے شراب پی رہے تھے۔

ان میں سے ایک جو میز کے سرے پر بیٹھا تھا۔ موٹا تازہ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ چہرے کی رنگت سرخ اور بال اس قسم کے نیلگوں تھے۔ جنہیں دیکھ کر بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ ان میں خضاب کیا گیا ہے۔ بھاری گلمچھے بھی اسی رنگ کے تھے۔ اور اس نے نیلا کوٹ جس میں پیتل کے بٹن لگے ہوئے تھے اور اس کے نیچے ایک سفید واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کی سیاہ کرسیمیر پتلون نہایت

چسپت تھی۔ ایک بھاری طلائی زنجیر گلے میں تھی۔ اور انگلیوں میں اس نے بہت سی بیش قیمت انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں۔ اس کا انداز تکلم گستاخی کی حد تک تحکمانہ تھا۔ وجہ یہ کہ مالدار ہونے کے باعث وہ سمجھتا تھا۔ روپیہ کی بدولت رتبہ امارت حاصل کر کے انسان ہر قسم کے احکام صادر کرنیکا اختیار رکھتا ہے۔ وہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ نخوت پسند تھا۔ کہ اس نے یہ ساری ترقی نہایت ادنےٰ درجہ سے حاصل کی تھی۔ ایک زمانہ تھا کہ وہ کسی بزاز کی دوکان پر شاگردی کیا کرتا تھا۔ مگر رفتہ رفتہ حالات نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ وہ وڈسٹریٹ کا ایک مالدار تاجر بنا۔ اور اس نے عظیم دولت فراہم کی وہ شرف کا رتبہ بھی حاصل کر چکا تھا۔ البتہ آلڈرمین بننے کے متعلق اس کی کوششیں ناکام رہیں۔ اور جب وہ اس عہدہ پر فائز ہونے میں کامیاب نہ ہوا۔ تو اس نے اس ناکامی کو اپنے لئے باعث فخر ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اب وہ حصہ شہر کے لوگوں اور ان کے معاملات کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اسے کئی بار اپنی ادنےٰ ابتدائی زندگی کا احساس ہوتا تھا۔ لیکن اس فضول تصنع سے کام لے کر جیسے گنوار لوگ عموماً برتا کرتے ہیں۔ وہ دوستوں کے روبرو اپنی حقیر ابتدا کو باعث فخر ظاہر کیا کرتا تھا۔ اور اپنے احباب کو اس ذریعہ سے بارہا یہ جتلانے کی کوشش کرتا تھا۔ کہ میں نے ساری عظمت اپنی ذاتی کوششوں کی بدولت حاصل کی ہے۔ جس زمانہ میں وہ شریف لندن تھا۔ ایک مرتبہ اسے پرنس ریجینٹ کے روبرو ایڈریس پیش کرنے کا موقع پیش آیا۔ اور اس تقریب پر اسے سر کا خطاب دیا گیا۔ اس شخص کا پورا نام سر کرسٹوفر ملینٹ تھا۔

میز کے دوسرے سرے پر سر کرسٹوفر کا بھتیجا مسٹر فرینک کرٹس بیٹھا تھا۔ طویل القامت دبلا پتلا مریضی صورت عمر یہی قریباً تیئس سال کا تھا۔ لمبے لمبے سیدھے سیاہ بال موٹی گھورنیوالی کالی آنکھیں۔ نہایت خراب دانت۔ چہرہ پر گستاخانہ انداز کی جھلک پائی جاتی تھی۔ وہ یتیم تھا۔ اور اپنے اخراجات کے لئے چچا کی ذات پر ہی دارومدار رکھتا تھا۔ چچا نے بھی اسے کوئی کاروبار نہیں سکھایا۔ کیونکہ اسے اپنا وارث سمجھ کر وہ یہ خیال کرتا تھا۔ کہ میری عظیم دولت اس کے اخراجات کے لئے مکتفی ہوگی۔ پچاس سال کی عمر تک سر کرسٹوفر کو شادی کا خیال نہیں آیا۔ مگر اب یکایک کچھ دنوں سے وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کی سہیلی مس جولیا مورڈانٹ پر نظر رکھنے لگا تھا۔ اور چونکہ مس مورڈانٹ کا تعلق ایک قدیم گو غریب گھرانے سے تھا۔ اس لئے سر کرسٹوفر نے یہ سوچا۔ کہ اس سے شادی کر کے میری واحد باقیماندہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ یعنی یہ کہ مس مورڈانٹ

سے شادی کر کے نئے فیشن ایبل حلقوں میں بھی قدم رکھنے کے قابل ہو جاؤنگا۔ مگر اس خواہش کو اس نے اب تک اپنے سینہ میں ہی محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اور سب سے بڑی فکر اسے یہ لاحق ہو رہی تھی کہ موجودہ کسی طرح مسٹر فرینک کرٹس۔ اپنے بھتیجے کو ٹھکانے لگانے کی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کے متعلق کوئی خوفناک ارادہ رکھتا تھا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ چاہتا تھا۔ اسے بیاہ کر رفتہ رفتہ بے تعلق کر دوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر فرینک کرٹس کا اپنے چچا پر بڑا اثر تھا۔ اور سر کرسٹوفر میں اتنی اخلاقی جرأت نہ تھی کہ وہ صاف لفظوں میں دلیری کے ساتھ اس سے یہ کہہ دیتا۔ کہ میں اب شادی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ جب فرینک کو مس ایڈیلیائیں ٹارنر سے یکایک عشق پیدا ہو گیا۔ تو سر کرسٹوفر کو یہ موقعہ اس مطلب کے لئے بہت اچھا نظر آیا۔ کہ فرینک کی شادی کر کے اسے دولت کا تھوڑا بہت حصہ دینے کے بعد جدا کر دوں۔ اور اس کے بعد خود بے کھٹکے شادی کروں۔ اسی لئے سر کرسٹوفر نے مسٹر ٹارنر کو پانچ ہزار پونڈ اس مطلب کے لئے دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ کہ وہ اپنی بیٹی کو مسٹر فرینک کرٹس سے شادی کرنے پر مجبور کرے۔ اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ فرینک گذشتہ چھ مہینے براعظم یورپ کی سیاحت میں صرف کر آیا تھا۔ اور گو اسے فرانس میں رہنے کے لئے تھوڑا ہی عرصہ ملا تاہم اب اس کی گفتگو میں ہر وقت فرانس ہی کا ذکر ہوتا تھا۔ ہمیں اس بارہ میں بھی پردہ پوشی کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ حقیقت میں سخت بزدل مگر اپنے آپ کو تیس مارخاں ظاہر کرتا تھا۔ باتونی۔ لاف زن اور پرلے سرے کا دروغ گو تھا۔ اور جھوٹ بولنے کی عادت اس میں اس قدر گھر کر چکی تھی۔ کہ اتفاقیہ طور پر بھی کوئی سچی بات اس کی زبان سے نہ نکلتی تھی۔

تیسرا شخص جو اس وقت سر کرسٹوفر کے شاندار کمرہ میں میز کے قریب بیٹھا تھا۔ وہ سر کرسٹوفر کا وکیل مسٹر ہاورڈ تھا۔ اس کے متعلق ہم سر دست صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قریباً ۵۴ سال کی عمر کا اچھا کاروباری آدمی تھا۔ عورتیں اسے شکیل سمجھتی تھیں۔ اور وہ گھوڑ دوڑ کا بہت شائق تھا۔

میز پر طرح طرح کے نفیس کھانے اور اعلےٰ قسم کی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اور یہ تینوں اصحاب بڑی رغبت کے ساتھ کھانے پینے میں مصروف تھے۔ سر کرسٹوفر اس لئے بڑی مقدار میں شراب پی رہا تھا۔ کہ اسے عنقریب اپنے بھتیجے سے نجات حاصل کرنے کی امید تھی۔ اور اس کے اور اس کی دلہن کے لئے اس نے کلیپہم کے قریب ابھی سے ایک خوشنما مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ فرینک اس لئے بار بار بوتل کو ہاتھ لگاتا تھا۔ کہ وہ کسی قدر فکرمند اور پریشان تھا۔ اور وکیل صاحب اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے شراب کے شائق تھے۔

یکایک مسٹر ہاورڈ وکیل نے کہا "فرینک دیکھو اس طرح گلاس بھر بھر کے نہ پیتے جاؤ۔ ورنہ لیڈیاں تمہاری صحبت کو ناپسند کریں گی"

"وہ کہنے لگا" بس رہنے بھی دو۔ میرے لئے ایک دو بوتلوں کا تو کیا ذکر ہے۔ درجنوں چڑھا جاؤں۔ تو کسی کو خبر نہ ہو۔ جب دنوں میں پیرس میں تھا۔ تو صبح کی حاضری کے ساتھ ایک بوتل برانڈی کا پی جانا معمولی بات تھی۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ بولون میں گولنداز فوج کے ایک عمر رسیدہ میجر سے میں نے تیس نپولین کی شرط لگائی تھی۔۔"

"کسی باجے والے سے لگائی ہوگی" وکیل نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔

سر کرسٹوفر گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہنے لگا "نہیں نہیں فرینک اتنے چھوٹے خیالات کا آدمی نہیں ہے۔ کہ ایک ادنیٰ باجے والے کے ساتھ تعلق رکھنا منظور کرے۔ میں نے اپنی دیانتدارانہ کوششوں کی بدولت اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ ہی اسے بھی اس حیثیت تک پہنچا دیا ہے جسے اگر میں شاندار کہوں۔ تو مبالغہ میں داخل نہ ہوگا مسٹر ہاورڈ تم جانتے ہو۔ میں کبھی اس بات کو چھپا کر نہیں رکھتا۔ کہ میں کیا تھا۔ میری ابتدا نہایت معمولی تھی۔ اور میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے۔ کہ میں نے اس حیثیت سے موجودہ درجہ تک ترقی کی۔ اگر ملک معظم نے میری ادنیٰ قابلیتوں کو پیش نظر رکھ کر از راہ عنایت مجھے نائٹ کا خطاب عطا کیا۔۔"

فرینک کرٹس اب قطع کلام کر کے کہنے لگا "چچا تم اس پرانے قصہ کو جانے دو۔ میں ذکر اس بات کا کر رہا تھا۔ کہ میں نے پیرس میں فرانس کی انجینیر فوج کے ایک کرنیل سے پچاس نپولین کی شرط اس بارہ میں لگائی تھی کہ میں اس کے ایک بوتل ختم کرنے تک شامپین کی دو بوتلیں پی سکتا ہوں۔۔"

"چلنے کا وقت ہوتا جا رہا ہے۔ گھوڑے کب تک روانگی کے لئے لائے جائیں گے؟" ہاورڈ نے سر کرسٹوفر سے سوال کیا۔ دراصل وہ چاہتا تھا۔ کسی طرح گفتگو کا رخ بدل کر اس فضول قصہ سے نجات حاصل کرے۔

سر کرسٹوفر نے جواب دیا "ٹھیک چھ بجے۔ میں ہمیشہ پابند اوقات رہا ہوں۔ وقت کی پابندی کا سبق میں نے بچپن ہی میں سیکھا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ اس سے مجھے اپنی ترقی میں بہت مدد ملی ہے۔ جب میں اپنی موجودہ حالت کو دیکھتا ہوں۔ اور اس بات پر غور کرتا ہوں۔ کہ کسی زمانہ میں میں کیا تھا۔۔"

"چچا پہلے مجھے اپنا واقعہ ختم کر لینے دو" ہونہار فرینک نے پھر قطع کلام کرتے ہوئے شراب

کا گلاس بھر کر کہا، ”بڑے مزے کا قصہ ہے۔ ہاں میں بیان کر رہا تھا۔ کہ میں اور وہ فرانسیسی میجر جنرل کھانے کی میز پر بیٹھے تھے۔ اور ہم نے شرط کے ایک سو پچاس نپولین میز پر پھیلا رکھے تھے۔ خیر ہم نے گھنٹی بجائی۔ اور نوکر کو حکم دیا۔ کہ تم پہلے برگنڈی شراب کی تین بوتلیں لاؤ۔ دو میرے لئے ایک اس کیلئے ۔۔“

”کیا ۔۔۔ برگنڈی!“ وکیل صاحب نے اپنی شراب کو آہستہ آہستہ پیتے ہوئے کہا۔

”واہ! برگنڈی کا کس بیوقوف نے نام لیا۔ میں تو کلیرٹ کا ذکر کر رہا تھا“ کرٹس نے زور دار لہجہ میں کہا۔ ”یار تمہاری اس قطع کلامی سے سارے واقعہ کا لطف کرکرا ہوا جاتا ہے۔ خیر میں نے اور اس لفٹننٹ جنرل نے شامپین کو پانی کی طرح پینا شروع کر دیا۔ دونوں کی آنکھیں ان دو سو نپولین سکوں کی طرف لگی ہوئی تھیں ۔۔۔“

”اوہو۔ ساڑھے چار تو بج گئے“ ہاورڈ نے پھر ایک بار معاملہ کا رخ پلٹنے کی خاطر گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسطرح جمائی لی۔ گویا وہ اس قصہ سے بہت اکتا گیا ہے۔

مگر فرینک کرٹس کے سر پر اس قصہ کو پورا کرنے کی دُھن ایسی سوار تھی کہ اس نے ان باتوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اور سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا ”مجھے اس شرط کے جیتنے کی کامل امید تھی۔ اور آخر میں نے اسے جیت لیا۔ میں نے پورٹ کی وہ بوتلیں جرنیل کے ایک بوتل ختم کرنے تک آسانی سے پی ڈالیں۔ اور اس کے بعد تین بوتلیں اور طلب کیں۔ دو میرے لئے۔ ایک اس کے لئے۔ پھر میں نے سگار پینے کی تجویز پیش کی۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا۔ وہ شراب پینے کے بعد ان کا خمار ہرگز برداشت نہ کر سکے گا۔ اور ہم اس طرح دھواں اڑانے لگے۔ گویا دو کارخانوں کے دو دو کش دھواں نکال رہے ہوں۔ اتنے میں وہ بدحال نظر آنے لگا ۔۔“

”اس طرح پر جیسے کوئی کُہ۔ یار پہلوان چالیسویں چکر میں گھبرایا ہوا نظر آتا ہے“

”بس ٹھیک اسی طرح“ فرینک نے داد دیتے ہوئے کہا ”اس وقت تک میں نے شیری کی چھٹی بوتل ختم کر لی تھی۔ اور فیلڈ مارشل نے اگرچہ ابھی اپنی تیسری کو بھی نصف ہی پیا تھا۔ لیکن بیہوش نظر آتا تھا۔ اس پر میں نے شرط کے پانسو نپولین نیچے سے اٹھا کر جیب میں ڈال لئے۔ گھنٹی بجا کر نوکر کو حکم دیا کہ ایڈمیرل صاحب کو بستر پر لٹا دو۔ مزا یہ ہے کہ وہاں سے نکل کر میں ایک پارٹی میں شریک ہوا۔ اور یقین جانئے۔ کسی کو اس کا خیال تک نہیں آیا۔ کہ میں نے شراب پی ہے یا نہیں“

اتنے میں سر کرسٹوفر بولے ”ماسٹر فرینک تم اسے ایک بہت بڑا واقعہ ظاہر کرتے ہو۔ لیکن مجھ سے پوچھو تو بسیار نوشی کی عادت صرف ان گنواروں کا حصہ ہے۔ جو ٹیبل بار کے دوسری جانب

بستے ہیں۔ اور ڈ تمہیں معلوم نہیں۔ میں اپنی زندگی کا سب سے خوش قسمت زمانہ اسے سمجھتا ہوں۔ جب میں آلڈرمین منتخب ہونے میں ناکام رہا۔ ورنہ اگر منتخب ہو جاتا۔۔"

وکیل نے کہا "سر کرسٹوفر ماشاء اللہ آپ کا وجود تو ایسا ہے۔ کہ آلڈرمین ہو کر خوب سجتے "

"خیر" سر کرسٹوفر نے بظاہر پُراطمینان لہجہ میں کہا "یہ دوسرا معاملہ ہے۔ کہ میں آلڈرمین کی بنچ پر زیب دیتا یا نہیں۔ اس کا تعلق اپنی اپنی رائے سے ہے۔ اگرچہ مجھے ایک دوست نے جو خوشامد کا عادی نہیں ہے۔ اس بات کا یقین دلایا تھا۔ کہ تمہاری چھنگلی میں اتنی عاقبت اندیشی اور دوربینی موجود ہے جتنی کئی آلڈرمین اور ممبران کونسل کو دماغ میں نہیں ہوتی۔ بہرحال میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں۔ کہ اپنی ناکامی کی بدولت میں حصہ شہر کے رہنے والوں کے تعلق سے محفوظ رہا۔"

عین اس وقت ایک نوکر کمرہ میں داخل ہو کر سر کرسٹوفر سے کہنے لگا "کوئی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"انہیں لے آؤ۔۔۔ یہیں لے آؤ" سر کرسٹوفر نے کہا "میرا کوئی معاملہ ایسا نہیں جسے میں اپنے بھتیجے یا وکیل صاحب سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

نوکر واپس چلا گیا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اس نے رین فورڈ کو اس کمرہ میں داخل کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی تعارف کے طور پر اس کا نام کپتان سپارکس بتایا۔

ٹام نے اس وقت حسب معمول شکاری سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے اوپر وہ سفید رنگ کا لمبا کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ واضح رہے کہ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں زین سواری کے شائق لوگ اس قسم کا کوٹ عام طور سے پہنا کرتے تھے۔ چلتے وقت اس کے پالش شدہ بوٹوں کے چاندی کے مہمیز زور سے کھنکھناتے تھے۔ اور اس کے دائیں ہاتھ میں ایک مضبوط چابک تھا۔

کمرہ میں داخل ہو کر ٹام نے کہا "صاحبان میں اس بیجا مداخلت کے لئے معذرت چاہتا ہوں لیکن اپنے قدیم دوست مسٹر مارنز سے اس واقعہ کا ذکر سنکر جس کی رسم کل صبح ادا ہونیوالی ہے۔"

سر کرسٹوفر نے اسے فقرہ پورا کرنے کا موقعہ بھی نہ دیا۔ اور کہنے لگا "کپتان سپارکس تشریف رکھئے۔ مسٹر مارنز کے دوست ہمارے اپنے دوست ہیں۔ گو مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے آپ کا نام کبھی میرے سامنے لیا ہو۔"

"ممکن ہے۔۔۔ بالکل ممکن ہے" رین فورڈ نے اپنی کرسی میز کے قریب سرکا کر کہا "بات یہ ہے گذشتہ دو سال کے عرصہ میں میں زیادہ تر شمالی اقطاع کی سیاحت کرتا رہا ہوں۔ اور آج ہی صبح

لندن میں واپس آیا ہوں۔ یہاں پہنچتے ہی قدرتی طور پر میں اپنے دوست ٹارنر سے ملنے گیا۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں۔ مجھے یہ سنکر کس قدر حیرت اور خوشی ہوئی۔ کہ ان کی سب سے بڑی دختر کی شادی ایک نوجوان سے ہونے والی ہے۔۔۔"

سر کرسٹوفر نے بڑی شان نمود کے ساتھ اپنے بھتیجے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "کپتان سپارکس آپ ہی دولہا ہیں"

ٹام نے بڑے اخلاق کے ساتھ مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا اور کہا۔ "مسٹر کرٹس میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا"

وہ نوجوان بولا۔ "کپتان صاحب مجھے بھی آپ کی ملاقات سے بہت مسرت ہوئی ہے۔ لیجئے یہ بوتل اور گلاس حاضر ہے شغل فرمایئے"

"بڑی خوشی کے ساتھ" اور یہ کہتے ہوئے ٹام نے بوتل اور گلاس اپنے سامنے رکھ لیا۔ پھر کہنے لگا۔ "میں آپ لوگوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ مسٹر ٹارنر نے مجھے بھی اس شادی میں شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔ چونکہ میرا اسباب یہاں شہر میں تھا۔ اور میں اسے ٹارنر کاٹیج میں بھجوانے کے لئے شہر کو واپس آنے پر مجبور تھا۔ اس لئے میں نے سوچا۔ اگر آپ لوگ بُرا نہ مانیں۔ تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی کاٹیج کو چلوں گا"

سر کرسٹوفر بلنٹ نے کہا۔ "واہ اس میں اعتراض کی کون بات ہے۔ بلکہ یہ تو ہمارے لئے عین خوشی کا موقعہ ہے۔ یہ پوچھنے کی شاید ضرورت نہ ہوگی کہ آپ بھی کاٹیج تک زین سواری کریں گے"

"ہاں ہاں" ٹام نے جواب دیا۔ "میں گاڑیوں اور فٹنوں کا عادی نہیں ہوں۔ میرا گھوڑا پاس ہی پارک سٹریٹ کے اصطبل میں بندھا ہوا ہے۔ کیونکہ میرا سائیس تھوڑی دیر گذری یکایک بیمار ہوگیا تھا۔۔"

سر کرسٹوفر قطع کلام کرکے کہنے لگا۔ "ہمارے اپنے گھوڑے بھی وہیں ہیں۔ میرا سائیس آپ کا گھوڑا بھی لے آئیگا۔ مگر کپتان سپارکس معاف فرمائے گا۔ اب تک میں نے آپ کا تعارف اپنے وکیل مسٹر ہارڈ سے نہیں کرایا"

اس پر رین فورڈ اور وکیل نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ اور شراب کا دور پھر چلنے لگا۔ ٹام اس بات پر بہت خوش تھا۔ کہ میں نے سر کرسٹوفر کو ایسی آسانی سے جھکمہ دے لیا۔

سر کرسٹوفر بڑی کروفر سے کہنے لگے۔ "کپتان سپارکس آپ کو شاید معلوم ہوگا۔ کہ اس شادی کی کسی قدر مخالفت خود مس ٹارنر کی طرف سے ہو رہی ہے۔۔"

ٹام لاپروائی سے بولا "ہاں ٹارنر نے مجھ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ مگر سر کرسٹوفر آپ کے بھتیجے میں وہ ساری صفات موجود ہیں۔۔"

کرٹس اس خوشامد سے خوش ہو کر کہنے لگا "مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہر ایک عورت کو دو چار ہی باتوں میں خوش کر سکتا ہوں۔ ابھی کل کی بات ہے جس روز میں پیرس سے رخصت ہو کر لندن آنے لگا۔ تو ایک مارشنس نے زہر کھا لیا۔ اور ایک کونٹس دیوانی ہو گئی۔ بظاہر اس کا کوئی سبب نہ تھا۔ لیکن میں جانتا تھا۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے"

وکیل بولا "فرینک تم اوداسی پیدا کرنے والے آدمی ہو"

نوجوان اس فقرہ سے بظاہر ناخوش ہو کر کہنے لگا "واہ! کس لئے! ان تعلقات کا تو میں نے ذکر ہی نہیں کیا۔ جو میرے اور ان لیڈیوں کے درمیان تھے۔ فرض کرو۔ ڈچس کو مجھ سے کسی قدر عشق تھا۔ اور بیرونس اس عشق پر حسد کرتی تھی۔ تو پھر کیا۔ ایسے معاملات ظاہر کرنا شرافت میں داخل ہے!"

"بیشک نہیں" ٹام رین نے تائید کرتے ہوئے کہا "مسٹر کرٹس ایسے دیانتدار آدمی ہیں۔ کہ وہ ان حسین عورتوں کا راز ظاہر نہیں کر سکتے۔ جو اپنی کمزوری کی وجہ سے اُن پر مفتون ہوئیں"

فرینک کہنے لگا "آپ نے بجا فرمایا" اور معلوم ہوتا تھا۔ فرینک کی نظروں میں کپتان زیادہ عزیز ہوتا جا رہا ہے "میں اس شخص کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ جو عورتوں کے دلوں پر فتوحات حاصل کرنے کے معاملہ میں لاف زنی کا عادی ہو۔ لیکن اگر اس بارہ میں کوئی شخص اظہار فخر کر سکتا ہے تو وہ آپ کا یہ ادنےٰ خادم ہے۔ کیوں ہاورڈ تم سے تو میں نے اس بارہ میں کئی بار نہایت دلچسپ واقعات بیان کئے ہیں۔۔"

"کچھ شک نہیں" کپتان نے لاپروائی سے کہا۔

سر کرسٹوفر کو بھی گفتگو میں حصہ لینے کو موقع مل گیا۔ اور وہ بولا "کپتان سپارکس اب کہ لاف زنی یا اظہار فخر کا ذکر چھڑ گیا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ حقیقت میں اسی شخص کو فخر کا حق حاصل ہے۔ جس نے نہایت چھوٹے درجے سے بڑھ کر ترقی کی ہو۔ دیکھئے میں اپنی ابتدا کو چھپانے کا عادی نہیں ہوں۔ بلکہ اس کے برعکس اسے اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہوں۔ خیال فرمائیے۔ کہ جب میں نے اپنی زندگی کا دور شروع کیا تو میرے پاس چھ پنس بھی موجود نہ تھے۔ اور نہ کوئی دوست تھا۔ مگر اب ذرا میری طرف دیکھئے۔۔"

ٹام رین نے اس درخواست کی تعمیل میں سرکرسٹوفر کی طرف دیکھا۔ مگر اسے اس میں کوئی بات ایسی نظر نہ آئی جو قابلِ تعریف سمجھی جا سکتی۔

اتنے میں سرکرسٹوفر نے وقار آمیز لہجہ میں کہا "کپتان سپارکس آپ نے مجھے غور سے دیکھ لیا۔ اور میرے لئے اب صرف یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ جو کچھ میں ہوں۔ اپنی ہی کوششوں سے بنا ہوں"۔

"یہ امر اور بھی قابلِ تعریف ہے" ٹام نے جواب دیا۔ گو وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ "اگر سرکرسٹوفر کے لفظوں کے لغوی معنے لئے جائیں تو کہنا پڑتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ذرا زیادہ خوبصورت بنایا ہوتا تو اچھا تھا"۔

فرنیک کرٹس کی عادت تھی کہ نشہ کی حالت میں گنوارانہ بے تکلفی کا اظہار شروع کر دیتا تھا۔ اور چونکہ وہ کم و بیش ہر وقت شراب پئے رہتا تھا۔ اس لئے بے تکلفی اس کی گھٹی میں داخل تھی۔ اور جیسا کہ ان لوگوں کی حالت میں دیکھا جاتا ہے۔ جو بسیار نوشی کو باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ وہ بڑی آسانی سے یعنی تھوڑی شراب پی کر ہی بدمست ہو جاتا تھا۔ اب بھی اُس نے اسی بے تکلفی سے کام لے کر کہا "یار ہاورڈ بوتل ادھر کر دو۔ تم شاید بھول گئے ہمیں سفر کا کچھ راستہ ایک تنہا سڑک پر طے کرنا ہے۔۔۔"

ٹام قہقہہ لگا کر کہنے لگا "یقیناً مسٹر کرٹس آپ چوروں سے خائف نہیں ہو سکتے"۔

"کون میں؟" اس نے فخر سے سر اٹھا کر کہا "بالکل نہیں۔ اس کا خیال تک دل میں نہ لائیے۔ ایک بار میں سفری گاڑی میں اپنی دلی سے پیرس تک سفر کر رہا تھا۔ تو آدھی رات کے وقت راستہ میں ہمیں تین رہزن ملے۔ فوراً ہی سرکاری ہرکارہ جو گاڑی میں سوار تھا۔ اور میں ہم دونوں ٹوٹ پڑے۔ کیونکہ گاڑی کے اندر اس وقت ہم دو ہی آدمی سوار تھے۔ گاڑی بان اس قدر خوف زدہ ہوا کہ وہ ایک گھوڑے کے نیچے چھپ گیا۔ خیر وہ غریب ڈاکیہ تو تھوڑی دیر مقابلہ کر کے ہار گیا۔ لیکن میں۔۔۔ اوہ! میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ ایسے بدمعاشوں سے ختم کیا جاؤں۔ تین منٹ کے اندر اندر میں نے ان پانچوں بدمعاشوں کو وہاں سے بھگا دیا"۔

ٹام آہستگی سے کہنے لگا "کچھ شک نہیں آپ ایسے ہی دلیر ہیں۔ آپ جیسے طاقتور اور نڈر نوجوان کے لئے پانچ نامی چوروں کا مقابلہ کرنا بڑی بات نہیں"۔

فرنیک نے کہا "میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ میں اکیلا پانچ آدمیوں کے سامنے ٹھیر سکتا ہوں لیکن

اتنا ضرور کہوں گا کہ راستہ چلتے ہوئے مجھے کسی اکے دکے چور کا اتنا بھی خطرہ نہیں ہوتا جتنا کسی بچے کے راستہ روکنے کا۔"

بارڈ نے نوٹوں کی پاکٹ بک کرٹس کی طرف میز پر پھینک دی اور کہنے لگا "اس صورت میں یہ روپیہ جو مسٹر ٹارنز کو دینا ہے۔ تم اپنے ہی پاس رکھو۔"

"اوہ اس کے متعلق ... مگر خیر کیا مضائقہ ہے" فرنیک نے اس لہجہ میں کہا گویا وہ خزانچی کا عہدہ اپنے اوپر لینا پسند تو نہیں کرتا۔ مگر اپنی مردانگی کی تعریف جن لفظوں میں کر چکا تھا۔ ان کے بعد انکار بھی مناسب نظر نہیں آتا تھا۔ کہنے لگا "اوہ! دو ہزار کا کیا معاملہ ہے۔ یہ میرے پاس ہر طرح محفوظ رہیں گے۔"

اتنے میں سر کرسٹوفر نے گھڑی دیکھی۔ اور یہ معلوم کر کے کہ چلنے کا وقت ہو گیا ہے۔ اس نے نوکر کو گھوڑے لانے کا حکم دیا۔

ٹھیک چھ بجے یہ لوگ سر کرسٹوفر کے ملازم جان جیفریز کو ساتھ لے کر جس سے موقعہ پا کر ٹام رین نے آہستگی سے ایک دو باتیں کر لی تھیں۔ گھوڑوں پر سوار جرمن سٹریٹ سے ویسٹ منسٹر کے پل کی طرف ہو لئے۔

---

# باب-۱۱

## دو ہزار پونڈ- کرٹس کی بہادری

رات شفاف- روشن اور نکھری ہوئی تھی۔ اور محراب فلک پر ستارے بڑی آب و تاب سے چمک رہے تھے چاروں سوار لمبے کوٹ پہنے بڑے اطمینان سے گھوڑے چلاتے رہے۔ اور آخر کار قریباً سات بجے مسٹر تھیم کا من کے قریب شاہراہ کو چھوڑ کر ایک پگڈنڈی کے راستہ ٹارنز کالیج کی طرف ہو لئے۔

سر کرسٹوفر اور وکیل صاحب دونوں قریباً ایک سو گز آگے چل رہے تھے۔ کیونکہ ٹام رین اور فرنیک کرٹس دونوں راستہ میں ایک شراب خانہ سے سگار خریدنے کو رک گئے تھے۔ سر کرسٹوفر کا ملازم جیفریز پچاس گز اور بھی پیچھے تھا۔

کرٹس اپنے دوست سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کپتان سپارکس ہماری شادی کے بعد ماہ عسل[1] کے دن گذر جائیں۔ تو پھر ضرور ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ ہم آپ سے مل کر خوش ہونگے۔"

---

[1] ہنی مون یعنی وہ زمانہ جو پہلے دو مہینوں میں شادی کے لطف عیش کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ مترجم

ٹام کہنے لگا "میں آپ کی دعوت کو شوق سے قبول کرتا ہوں"

کرٹس سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہنے لگا "اس وقت ہم اس بات کی بھی بازی لگائیں گے۔ کہ کون زیادہ شراب پی سکتا ہے... لیکن بخدا یہ سگار کتنے بڑے ہیں۔ جن دنوں میں پیرس میں تھا۔ تو وہاں میری ایک غیر ملکی پرنس کے ساتھ گہری دوستی ہوگئی۔ اور اس بات کو تو شاید آپ خود ہی سمجھ لیں گے کہ پرنسس یعنی اس کی بیوی مجھ پر ہزار جان سے شیفتہ تھی۔ بڑی خوبصورت عورت تھی... بڑی ہی حسین۔ خدا قسم ایسی مست آنکھیں میں نے عمر بھر میں نہیں دیکھیں۔ خیر پرنس کو سگار پینے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن اس نے اپنے بہترین قسم کے سگاروں کا ڈبہ میرے سامنے پیش کیا۔ سگار بھی کیسے! بس کچھ پوچھو نہیں۔ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس سے پہلے اور بعد میں نے کبھی ایسے سگار نہیں پئے! افسوس ہے کہ وہ غریب ایک ڈویل لڑتا ہوا مارا گیا..."

"ڈویل لڑتے ہوئے!" ٹام نے پوچھا "کیا آپ نے اسے مار دیا تھا؟"

"نہیں میں نے تو نہیں مارا" کرٹس نے جواب دیا۔ اور یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کہ وہ حسب معمول اس کہانی کو فرضی طور پر ہی گھڑ رہا تھا "میں دراصل اس معاملہ میں پرنس کا نائب تھا۔ بات یوں ہوئی کہ فرانس کی گھوڑ چڑھی گارد کا ایک افسر اپنے دوستوں میں اس کی مارشنس سے عشق کی لاف زنی کرتا تھا۔ اس کی خبر مارکوئیس کو بھی ہوگئی۔ اس نے فوراً ہی مجھے بلایا۔ اور کہنے لگا "تم اس گولندار افسر کو میری طرف سے ڈویل کا پیغام بھیج دو" میں نے اسی طرح کیا۔ اور بولون کے جنگل میں مقابلہ قرار پایا۔ سوار فوج کے افسر نے جو فرانس میں بہترین شمشیر زن مشہور تھا۔ کونٹ کو چشم زدن میں زخمی کر دیا۔ مجھے اپنے دوست ڈیوک کی یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ اور میں نے اس کا بدلہ لینے کا عہد کر لیا۔ چنانچہ میں نے اس پیادہ فوج کے افسر کو اسی وقت مقابلہ کا چیلنج دیا۔ اور چھ گھنٹے... پورے چھ گھنٹے تک ہم دونوں لڑتے رہے۔ کیا مجال کوئی ایک قدم تو پیچھے ہٹا ہو۔ لڑتے لڑتے ہماری تلواریں گھس کر آدھی رہ گئیں..."

"کیا شک ہے" ٹام نے پرسکون انداز سے کہا "ماشاء اللہ آپ ایسے ہی بہادر تو ہیں۔ مگر میں یہ سوچ رہا تھا کہ وہ نظارہ کیسا دلفریب ہوگا"

"بس کچھ پوچھو نہیں" فرینک نے حسب معمول ڈون کی لیتے ہوئے کہا "لیکن آخرکار مجھے موقعہ مل گیا۔ اور وہ بھی یوں کہ توپ خانہ کے افسر کو زکام لگا ہوا تھا۔ اور میں اس فکر میں تھا کہ وہ چھینکنے لگے تو میں اس پر وار کر دوں۔ پورے نو گھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد مجھے اس کا موقعہ ملا۔ اور

میں نے اس کے شکم میں اس طرح تلوار گھونپ دی جیسے مرغ کو سیخ پر چڑھایا جاتا ہے۔ میں آپ سے کیا عرض کروں کہ اس واقعہ سے پیرس میں مجھے کتنی شہرت حاصل ہوئی۔ ہر شخص اس نوجوان انگریز کو دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ جس نے اس آسانی کے ساتھ فرانس کے بہترین شمشیر زن کو جان سے مار دیا۔ مجھے لاف زنی سے دلی نفرت ہے۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ واقعی معاملہ ایسا تھا جس سے ہمارا دو انگلستان میں شہرت ہونا بعید از فہم نہیں"۔

"میں تسلیم کرتا ہوں"۔ ٹام نے جواب دیا "اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ جیسے بہادر کو لاف و گزاف سے نفرت ہونا قدرتی ہے"۔

"آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں" فرنیک کہنے لگا "کپتان صاحب اصل بات یہ ہے۔ کہ میرے اور آپ جیسے آدمی جو جانتے ہیں۔ تلوار اور پستول کیا چیز ہوتے ہیں۔ اپنے کارناموں کا ذکر کرنا پسند ہی نہیں کرتے"۔

ٹام نے پوچھا "مسٹر کرٹس آپ پستول تو ہر وقت ساتھ رکھا کرتے ہیں"؟

وہ کہنے لگا "ہاں عموماً رکھتا ہوں۔ لیکن آج میں نے پستول لانا ضروری خیال نہیں کیا"۔

رین فورڈ بولا "خیر میں لے آیا تھا۔ اور یہ دیکھئے میرے پاس موجود ہے"! یہ کہہ کر اس نے اپنے لمبے سفید کوٹ کی جیب سے اسے نکال کر سامنے کیا۔

پستول کو دیکھ کر فرنیک کا دم بھول گیا۔ حالتِ اضطراب میں گھوڑے کی باگیں کھینچتا ہوا کہنے لگا "کپتان صاحب اسے میرے قریب نہ لائیے"!

ایک ایسے شخص کی طرف سے جو دو منٹ گذرے۔ ایک لٹیرے اور مشہور شمشیر زن کے مقابلہ کا ذکر اتنے فخر کے ساتھ کر رہا تھا۔ اس قسم کے اضطراب کا اظہار غیر معمولی نظر آتا تھا۔

ٹام بدستور پرسکون لہجہ میں کہنے لگا "میں اسے نہ صرف آپ کے نزدیک رہنے دوں گا بلکہ اسے چلانے میں بھی تامل نہ کروں گا۔ اگر آپ چپکے سے نوٹوں کی پاکٹ بک میرے حوالہ نہ کر دیں"۔

بزدل نوجوان کانپ کر کہنے لگا "کپتان سپارکس مذاق کی کوئی حد ہوتی ہے... دیکھئے..."!

رین فورڈ تیزی سے قطع کلام کر کے بولا "میں مذاق نہیں کرتا۔ بلکہ سنجیدگی کے ساتھ کہہ رہا ہوں"!!

چنانچہ یہ کہتے ہوئے ٹام نے پستول کا گھوڑا اٹھایا۔ جس کی آواز اس بزدل لاف زن کے کانوں میں موت کی صدا کی طرح پہنچی۔ اب وہ گھوڑے پر رعشہ براندام بے حس و حرکت اور خاموش بیٹھا تھا۔ اور نہیں جانتا تھا مجھے کیا کرنا چاہیے۔

رین نے ہاتھ بڑھا کر فرنیک کا کالر پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا "مہربانی سے جلدی کرو۔ میں

تاب تک میں وقت ضائع نہیں کیا کرتا"

"آپکا یقیناً... آپکا یہ مطلب... تو نہیں ہو سکتا" نوجوان نے لکنت آمیز لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

ٹام نے بے صبری سے قطع کلام کر کے کہا "میرا مطلب یہی ہے کہ میں ایک رہزن ہوں۔ تم مجھے کپتان سپارکس سمجھو یا کوئی لٹیرا۔ بہرحال وہ نوٹوں والی پاکٹ بک میرے حوالہ کر دو"

کرٹس نے چارہ کار نہ دیکھکر دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس حکم کی تعمیل کی۔

اتنے میں پیچھے سے ایک گھوڑے کی چاپ سنائی دی۔ تو ٹام کرٹس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"دیکھو میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ تم ایک جوان عورت سے اس کی مرضی کے خلاف شادی کرنے لگے ہو۔ خبردار! اسے اپنے جیسے لاف زن اور دروغ گو بزدل سے شادی پر مجبور کر کے اس کی زندگی تلخ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ یاد رہے اس کا بدلہ بھی کپتان سپارکس ضرور تم سے لیگا"

اتنا کہہ کر اس نے گھوڑے کی باگ موڑی اور اسے بجلی کی تیزی کے ساتھ پیچھے کو دوڑا کے گیا۔

پگ ڈنڈی پر وہ جان جیفریز کے پاس سے گذرا۔ مگر اس نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد نوکر بھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر فرینک کرٹس کے پاس پہنچا۔ اور کہنے لگا "کیوں جناب کیا معاملہ پیش آیا کہ کپتان صاحب یوں تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس گئے ہیں؟"

"کس کا کپتان" نوجوان نے اسے جواب دیا "وہ کمبخت تو کوئی چور... رہزن... قزاق تھا"

جیفریز نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"

فرینک ایسے افسوسناک لہجہ میں جسے سُن کر سائیس بھی بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر سکا۔ کہنے لگا "جان وہ بدبخت تو مجھ سے دو ہزار پونڈ کے نوٹ چھین کر لے گیا"

"آپ سے چھین کر" جیفریز نے بدستور بناوٹی استعجاب کے لہجہ میں کہا "یقیناً آپ مذاق کر رہے ہیں۔ کیونکہ انگلستان کے دو مشہور ترین جوان بھی آپ کے مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتے"

کرٹس بولا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ اور سچ پوچھو تو میں نے اس ناہنجار کا مقابلہ خوب ہی کیا۔ مگر اُس نے مجھے بے خبر دیکھ کر پستول کا سر مار کر مجھے گھوڑے پر سے گرا دیا تھا"

سائیس کہنے لگا "بس تو یہی وجہ ہوئی۔ ورنہ یہ تو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ جیسے بہادر کو نیچا دکھانا سہل نہیں۔ اس لیے اس نے ضرور کوئی چال کی ہوگی"

کرٹس نے کہا "تمہارا خیال درست ہے۔ ایک بار تو میں اس پر غالب بھی آگیا تھا۔ اور گو وہ کمبخت دو ہزار پونڈ چھین کر لے گیا۔ لیکن میں نے بھی اس پاجی کو ایسا رگیدا کہ مدت العمر نہ بھولے گا۔ مگر آؤ ہم

جلدی سے گھوڑے چلا کر مسٹر ہاورڈ اور چچا کرسٹوفر سے جا ملیں۔ کہیں وہ موذی پھر نہ لوٹ آئے" یہ کہتے ہوئے فرنیک نے خوف زدہ ہو کر پیچھے کو نظر ڈالی۔

اس پر دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ اور پاؤ گھنٹہ میں مسٹر ہاورڈ اور سر کرسٹوفر بلینٹ کے قریب پہنچ گئے۔ جن سے فرنیک نے اپنے لاف آمیز طریق پر نوٹوں کے چھن جانے کا ذکر کیا۔

سارا قصہ سن کر سر کرسٹوفر غصہ میں بھر کر بولا" پھر کیا وہ پاکٹ بک تم نے اس کے حوالہ کر دی۔ اور وہ دو ہزار پونڈ چھین کرلے گیا؟"

"اب بھلا میں کیا کر سکتا تھا" فرنیک کہنے لگا" ظالم زبردستی چھین کر لے گیا"

وکیل نے کہا" کیا وہ فرانس کے ان پانچ رہزنوں سے بھی زیادہ طاقت ور نکلا جن کا تم نے تن تنہا مقابلہ کیا تھا؟"

کرٹس بولا" اگر ان سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھا۔ اس کے علاوہ نا ہنجار کے پاس بیشمار ہتھیار تھے تم شاید اسے مذاق سمجھو۔ مگر جب اس نے اپنے سبز کوٹ کے بٹن کھولے تو مجھے تاروں کی روشنی میں اس کی پیٹی میں بے شمار پستول، خنجر اور چھریاں لگی ہوئی نظر آئیں۔ ورنہ اگر وہ میری طرح نہتا ہوتا تو مجال تھی کہ غالب آ جاتا"

سر کرسٹوفر نے مایوسانہ لہجہ میں کہا" جو کچھ بھی ہوا۔ بہر حال روپے سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اب ذرا غور کرو۔ ہم کس منہ سے مسٹر ٹارنز کے مکان پر جائیں گے۔ میرے خیال میں ٹارنز سے اس کا دعوےٰ دوستی بھی فرضی تھا"

مسٹر ہاورڈ جو اس بات سے خوش تھا۔ کہ نوٹ میرے قبضہ میں نہیں تھے۔ ورنہ مفت کی بدنامی ہوتی۔ کہنے لگا" اچھا ہو کہ وہ مسٹر ٹارنز کے متعلقین میں سے کوئی نہ ہو۔ ورنہ چوروں کے گھرانے میں شادی کرنا کب اچھا ہے"

سر کرسٹوفر نے کہا" مسٹر ہاورڈ یہ وقت مذاق کا نہیں۔ مگر جان تم نے بھی وقت پر مدد دے کر اس بدمعاش کو نہ روکا"

سائیس بولا" لو اب مجھے کیا خبر تھی کہ وہ روپیہ چھین کر پیچھے کو دوڑا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ ایسا ہی خوفناک آدمی تھا۔ جیسا مسٹر فرنیک بیان کرتے ہیں۔ تو میرا اس کے مقابلہ میں اترنا بے سود تھا"

مسٹر کرٹس نے کہا" جان کا خیال بالکل درست ہے۔ جب میں اس کے مقابلہ میں ہار گیا۔ تو دوسرا کون سامنے آ سکتا تھا۔ خدا قسم وہ شیر نر سے بھی زیادہ طاقتور نکلا۔ کس زور سے غراتا تھا۔ کہ بدن

پر رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے تھے۔ مگر اب سوال یہ ہے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"
سر کرسٹوفر کہنے لگا "میں اس کا خاک جواب دوں۔ مسٹر ٹارنز کے مکان پر خالی ہاتھ پہنچکر ہم سب اُلّو کے پٹھے نظر آئیں گے۔"
ڈکسن نے تجویز پیش کی کہ "آپ مسٹر ٹارنز کو اپنا چیک دے دیں"
"یہ تو ٹھیک ہے" سر کرسٹوفر بلنٹ نے کہا "معاملہ نپٹ جائے گا۔" "تاہم ایسے موقعہ پر نقدی کی شان کچھ اور ہوتی ہے۔ مگر دیکھو وقت بہت جا چکا ہے۔ اب ہمیں ذرا تیزی سے چلنا چاہیئے"
"بیشک میرا بھی یہی خیال ہے" فرینک نے خوف زدہ ہو کر ارد گرد نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ اُسے اندیشہ تھا کہیں وہی رہزن باقیوں کو لوٹنے کے خیال سے پھر نہ لوٹ آئے۔
مگر اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور یہ لوگ قریباً ۱۰ منٹ کے عرصہ میں ٹارنز کاٹیج میں بعافیت پہنچ گئے۔

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مکان اور اس کے رہنے والوں کی مختصر سی کیفیت بیان کی جائے۔ مسٹر ٹارنز ۵۵ سال عمر کا ایک رنڈوا آدمی تھا۔ دبلا۔ پتلا۔ قد کا لمبا اور خشک مزاج۔ اس کی رنگت سانولی تھی۔ آنکھوں میں سرد مہری کی جھلک پائی جاتی تھی۔ اور چہرہ سختی کے آثار لئے ہوئے تھا۔ عرصہ دراز تک وہ ایک سرکاری دفتر میں ملازم رہا۔ اور اس کے بعد پنشن یاب ہو کر یہاں پر رہنے لگا۔ اسی زمانہ میں اس کا ایک رشتہ دار اس کے نام چند ہزار پونڈ چھوڑ کر مر گیا۔ اس روپے سے اس نے ایک چھوٹی سی خوشنما کوٹھی خرید کر اس کا نام ٹارنز کاٹیج رکھا۔ اور نارووڈ میں کچھ اراضی لیکر چند عمارات ٹارنز ٹیریس کے نام سے تعمیر کرنی شروع کیں۔ مدتوں وہ فرصت کے اوقات میں فن تعمیر کے پہلوؤں پر غور کرتا رہا تھا۔ اب پنشن یاب ہونے پر جب اسے کچھ سرمایہ ہاتھ آیا تو اس نے ان بہت سی تجاویز کو جو اس نے تعمیر کے متعلق سوچ رکھی تھیں۔ عملی صورت دینے کا ارادہ کر لیا۔ مگر عمارت کا کام ایسا ہے کہ خرچ ہمیشہ تخمینہ سے بدرجہا بڑھ جاتا ہے۔ جلدی ہی اسے مالی مشکلات پیش آنے لگیں۔ اور اسی زمانہ میں جب کہ مسٹر کرٹس ٹارنز کی سب سے بڑی بیٹی کو لندن میں اس کے ایک رشتہ دار کے گھر دیکھ کر اس پر مفتون ہوا۔ ٹارنز کو مالی مشکلات کی وجہ سے عمارت کا کام بند کر دینا پڑا۔ اس پر سر کرسٹوفر بلنٹ اور مسٹر ٹارنز کے درمیان وہ معاہدہ ہونے میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ زیادہ عرصہ صرف نہ ہوا۔ اور مسٹر ٹارنز اپنی آسائش پر اپنی بیٹی کی خوشی کو نثار کر دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ وہ اس رشتہ کو قربانی کی حیثیت میں نہیں دیکھتا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا فرینک کرٹس

سر کرسٹوفر ملبنٹ کا واحد مورث اور صاحب متاع جوان ہے۔ کیونکہ سر کرسٹوفر کے شادی کرنے کا خیال کبھی اس کے دل میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ ان حالات میں مسٹر ٹارنز یہ سمجھتا تھا کہ میری بیٹی ایڈیلائیس اس شادی سے ہر طرح خوش رہے گی۔ اور گو وہ اس بات کو بھی جانتا تھا۔ کہ اس کی محبت ایک اور نوجوان کے ساتھ ہے۔ مگر اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے لی۔ کہ اولاد کی بہتری کو والدین ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

مسٹر ٹارنز کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایڈیلائس اور روزامنڈ۔ اور دونوں نہایت خوبصورت تھیں۔ بڑی کی عمر ۱۹ سال اور چھوٹی کی ۱۷ سال کے قریب تھی۔ ان کے خوشنما ریشمی بال۔ ان کی گہری نیلگوں چمکدار آنکھیں اور ان کا موزوں قد۔ ہر ایک دیکھنے والے کے دل میں از خود تعریف کا احساس پیدا کرتا تھا۔ مگر ان دنوں ایڈیلائس زرد رو۔ افسردہ اور مایوس نظر آتی تھی کیونکہ اسے اس شخص سے سخت نفرت تھی۔ جس سے اس کی شادی کرنا متصور تھا۔ نہ صرف اس لئے کہ وہ اپنا دل ایک اور نوجوان کو نذر کر چکی تھی۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ فرنیک کرٹس کے طریق و اطوار۔ اس کا انداز گفتگو۔ اور اس کی صورت سب باتیں اسے مکروہ معلوم ہوتی تھیں۔

روزامنڈ کی رنگت بڑی بہن کی نسبت زیادہ سرخ و سپید تھی۔ اور اس کے بلند روحانی جذبات۔ اس کے خوشنما چہرہ کے ہر ایک خط و خال کو اور بھی زیادہ دلفریب بنانے والے تھے۔ قدرتی طور پر وہ اپنی بہن کی رازدار تھی۔ اور اس کی رنجیدہ حالت کو دیکھکر خود بھی بہت کڑھتی تھی۔ دونوں بہنوں نے کئی تجویزیں اس بارہ میں سوچیں کہ کسی طرح سخت گیر باپ کو ایڈیلائس کی خوشی کو فرنیک کرٹس کی شادی کی قربانگاہ پہ نثار کرنے سے باز رکھا جائے۔ مگر یا تو ہر ایک تجویز ناممکن العمل نظر آتی تھی۔ یا اس قسم کی کہ وہ نیک اور پاکباز لڑکیاں اس پر کاربند ہونا پسند نہ کرتی تھیں۔ مثلاً ایک موقعہ پر انہوں نے یہ سوچا کہ چپکے سے اس گھر سے نکل کر کسی دوسری جگہ چلی جائیں اور وہاں سینے پرونے کا کام کر کے روزی کمائیں۔ مگر اس تجویز میں ایڈیلائس یہ کہہ کر مانع آتی تھی کہ "بہن روزامنڈ تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے۔ تم ناحق اس گھر کو چھوڑ کر دنیا کی مصیبتوں کا نشانہ بنو۔ کیونکہ تمہارے لئے یہاں سے جانے کی کوئی وجہ بھی موجود نہیں ہے" اور روزامنڈ اس بات پر ہرگز آمادہ نہ تھی۔ کہ ایڈیلائس کو تنہا کہیں جانے کی اجازت دے۔ یہ سوال بھی کئی بار زیر بحث آ چکا تھا۔ کہ ایڈیلائس اور اس کا عاشق دونوں پوشیدہ طور پر شادی کر لیں۔ خود ایڈیلائس کے جانباز عاشق نے یہ تجویز کئی مرتبہ پیش کی تھی۔ مگر دونوں لڑکیاں اس بات سے ڈرتی تھیں کہ اس سے ہمارے والد کے دل میں ایسا

غصہ بھڑک اٹھیگا۔ جو شاید کبھی فروش ہو۔ ناچار اس تجویز کو بھی خیرباد کہنا پڑا مختصر یہ کہ جتنی تجویزیں انہوں نے سوچیں وہ سب کی سب نامکمل یا ناممکن العمل نظر آئیں اور آخرکار اب وہ وقت آگیا۔ جب بڑی بہن کی قسمت پر ہمیشہ کے لئے مصیبت کی مہر لگنے والی تھی۔

مگر ناظرین پوچھتے ہیں۔ ایڈیلائس کا اصلی عاشق کون تھا؟ ایک شکیل۔ فیاض منش۔ بعزت دار نوجوان جو اسی سرکاری دفتر میں ملازم تھا۔ جس میں خود مسٹر ٹارنر کئی سال تک بطور منشی ۱۰ رہ چکا تھا۔ لیکن اگرچہ وہ نوجوان جس کا نام کلیرنس دلیرز تھا۔ اچھے گذارہ لائق عہدے پر مامور تھا۔ اور اپنی نیک عادات محنت اور استقلال کی بدولت آئندہ ترقی کی کافی امید رکھتا تھا۔ تاہم آخر وہ ۹۰ پونڈ سالانہ کا ایک غریب محرر تھا۔ اور اس کے پاس مال وجائداد بالکل موجود نہ تھی۔ اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ مسٹر ٹارنر کو روپیہ کی ضرورت تھی۔ اس لئے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ فرینک کرٹس کو کلیرنس دلیرز پر ترجیح دی گئی:

اس باب کو ختم کرنے سے پیشتر ہم یہ بھی کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ دونوں بہنوں میں حد درجہ محبت تھی۔ چونکہ ان کی ماں کا انتقال چھوٹی عمر میں ہی ہوگیا تھا۔ اور ان کا باپ دن کا بڑا حصہ گھر سے باہر رہا کرتا تھا۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کی صحبت میں ہی دل بہلاتی تھیں۔ دونوں میں انتہا درجہ کا اعتماد تھا۔ اور یہ اعتماد اس سے بہت زیادہ تھا۔ جس قدر کہ عام طور پر بہنوں میں دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک بے حقیقت معاملہ ذرا ذرا سی بات ہر قسم کی امید اور خواہش ایک دوسری سے چھپا کر نہ رکھی جاتی تھی۔ ان حالات میں ناظرین آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جب ایڈیلائس نے کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر اس گھر سے فرار ہونے کا تہیہ کرلیا تو روزامنڈ بھی اس کے ساتھ جانے پر اصرار کرتی تھی۔ ہر چند کہ انہیں اپنے باپ سے گہری محبت تھی۔ مگر ایک دوسرے کی محبت ان کے اندر اس قدر زبردست تھی۔ کہ اس کی خاطر وہ ان فرائض کو بھی نظر انداز کرنے پر آمادہ تھیں۔ جو حقوق ولدیت کے رو سے ان پر عائد ہوتے تھے۔ یہ دیگر بات ہے کہ کوئی اسے خوبی سمجھے یا عیب بہرحال یہ جذبہ ان کے دلوں میں پوری طرح جانشین ہوچکا تھا کیونکہ وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کی محبت کو ہی عزیز ترین متاع سمجھتی تھیں۔

---

# باب-۱۲

## بہنوں کی محبت

سر کسٹوو بلنٹ، مسٹر ہاورڈ اور فرینک کرٹس کو مسٹر ٹارنر کے مکان پر پہنچنے کے بعد ایک پُر آسائش کمرہ میں

بٹھایا گیا۔ جس کی دیواروں پر لکڑی کے بنے ہوئے بیشمار عمارتی نمونے لٹک رہے تھے۔

آتش دان میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ شراب کی بوتلیں میز پر حاضر تھیں۔ چنانچہ یہ تینوں تھوڑی ہی دیر میں اس قدر مطمئن ہو گئے۔ جس قدر ان کی خواہش ہو سکتی تھی۔ یا جس قدر ان کا میزبان ان کے لئے انتظام کر سکتا تھا۔

دونوں لڑکیاں پاس کے کمرہ میں موجود تھیں۔ کیونکہ ان کے والد مسٹر ٹارنر نے ان سے کہہ دیا تھا۔ جب تک نشستگاہ میں شادی کے کاروباری پہلو طے نہ ہوں وہ پاس کے کمرہ میں ہی بیٹھی رہیں۔ معمولی سلام دعا کے بعد جب سر کرسٹوفر موسمی حالات پر اظہار خیالات کر چکا اور مسٹر ٹارنر نے بھی ان خیالات کی تائید کر دی۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ اس مبحث پر ذکر کرتے ہوئے اختلاف رائے کا بہت ہی کم موقعہ پیش آتا ہے۔ اور جب ہر شخص شراب کے ایک دو گلاس پی چکا تو سر کرسٹوفر نے مسٹر ٹارنر سے پوچھا۔ "کیا آپ کپتان سپارکس نام کے کسی شخص سے واقف ہیں؟" جس کا جواب نفی میں دیا گیا۔

اس کے بعد سر کرسٹوفر نے تمام کے واقعات کی کیفیت بیان کرنی شروع کی اور اگرچہ اس کے بھتیجے نے کئی بار اس کے بیان کو قطع کر کے بیچ بیچ میں اس رہزن کے متعلق اپنے اظہار شجاعت کی کیفیت داخل کرنے کی کوشش کی۔ تاہم آخر کار سر کرسٹوفر کی داستان کا سلسلہ خدا خدا کر کے ختم ہوا۔ جسے سن کر مسٹر ٹارنر بولا "اس میں کچھ شک نہیں۔ کسی پاجی بدمعاش نے آپ کو دھوکا دیا۔ اور اس کے بعد لوٹ لیا۔ لیکن آپ اس بارہ میں کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے بیچ کے معاملات سے کس طرح واقف ہوا۔ کیونکہ اسی ذریعہ سے وہ آپ سے تعارف پیدا کرنے میں کامیاب ہوا؟"

سر کرسٹوفر نے کہا "یہ معاملہ اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

فرینک بولا "اطمینان رکھئے یہ کبھی آپ کی سمجھ میں آ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ معاملہ بہت پُراسرار اور بعید از فہم ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جن دنوں میں فرانس میں ہوا کرتا تھا۔۔"

"معلوم ہوتا ہے اس بدمعاش کو کسی طرح یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ آپ کے پاس روپیہ کی معقول رقم ہے۔" ٹارنر نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس کا منشا آپ سے یہ روپیہ حاصل کرنے کا تھا۔ اور اس منشا میں اسے پوری کامیابی ہوئی۔"

"ہاں مگر اس موقعہ پر میں نے اُس بدبخت کو زدوکوب بھی ایسا کیا۔ کہ عمر بھر یاد رکھے گا۔" فرینک کہنے لگا "اور یہ اس معاملے کا سب سے زیادہ اطمینان بخش پہلو ہے۔"

وکیل بولا "میرے خیال میں اگر وہ شخص جو اپنے آپ کو کپتان سپارکس کہتا ہے۔ ہر روز ادھر ادھر

کے ہر گھنٹے میں اتنی بڑی رقم اس مارپیٹ کے بدلے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں حاصل کرسکے۔ تو وہ یقیناً ہمیشہ ایسی زدوکوب کو برداشت کرنے کو آمادہ رہے گا۔ میری رائے میں یہاں سے فارغ ہوکر جب ہم لندن کو واپس جائیں۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو اس واقعہ کی اطلاع بو سٹریٹ کے تھانے میں دینی چاہیئے"

سرکرسٹوفر نے کہا "یہ ٹھیک نہیں۔ معاملہ یہیں تک رہنا چاہیئے۔ اگر اس کا ذکر اخبارات میں چھپا تو سوا بدنامی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر وہ بدمعاش پکڑا بھی گیا۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اسے سزا دی جائے گی۔ روپیہ تو واپس ملنے سے رہا۔ اس لئے ہمیں اپنی خاطر سے اس معاملے پر اسی جگہ پردہ ڈال دینا چاہیئے"۔ پھر اس نے زیادہ پر احتشام لہجہ اختیار کر کے کہا "خدا کا شکر ہے۔ میرے لئے یہ نقصان کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ میں آپ لوگوں کو اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ میں اس رقم کا نقصان ذرا بھی محسوس نہ کروں گا"

فرنیک کرٹس بظاہر سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا "بہرحال چچا جان اس میں تو آپ کو اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ کہ اب کے وہ ناہنجار مجھے مل جائے۔ تو بدبخت کو ایسا رگیدوں کہ بچپن کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے"

وکیل ہاورڈ خشک لہجہ میں بولا "ہاں اس میں کیا اعتراض ہے۔ بشرطیکہ کپتان تمہیں اس کا موقعہ دے"

"موقعہ! واہ! یہ آپنے کیا کہا"۔ فرنیک نے سخت غصہ کا لہجہ اختیار کر کے کہا "دیکھوں تو مجھے کیسے روکتا ہے۔ قسم ہے وہ نظارہ کبھی آپ دیکھ لیتے۔ جب میں نے اسے اس زور سے جھٹکا راکہ..."

"شاید۔ مگر جس وقت تم ہم سے آکر ملے ہو تو میں نے دیکھا تھا۔ تمہارے کوٹ پر کہیں مٹی کا نشان بھی موجود نہ تھا"۔ ہاورڈ کہنے لگا۔

"اور ہوتا بھی کس طرح۔ میں نے تو اسے شروع سے آخر تک نیچے دبائے رکھا تھا"

"افسوس اس بات کا ہے کہ تم نے اسے ہاتھ سے نکل جانے دیا"

سرکرسٹوفر اکتا کر کہنے لگا "اس تُو تُو مَیں مَیں کو جانے دو۔ مسٹر ہاورڈ آپ تمسکات نکالئے میرے دوست سٹر ٹارنز کو دو ہزار کے لئے میرا چیک لینا نامنظور نہ ہوگا"

دنیا دار باپ کہنے لگا "ہاں ہاں بالکل نہیں"

سرکرسٹوفر بولا "امید ہے میں کل آپ کو باقی تین ہزار بھی بھیج دوں گا۔ خدا کا شکر ہے میرا چیک بنک نوٹ سے کم قیمتی نہیں۔ گو آج سے بیس سال پہلے ایسا نہ تھا۔ مگر اب حالات بدل چکے ہیں۔ باوجود اس کے جیسا میرے دوست ہاورڈ کو معلوم ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے غریبی سے

نکل کر اتنی ترقی کی۔"

"ہاں بخدا جان میں بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں۔" فرینک نے دخل درمعقولات ہو کر کہا۔ "مگر آئیے پہلے اس معاملہ کو طے کر لیں۔ پھر ہمیں لیڈیوں کے پاس جانا ہے۔ ہوا ہو جائیں انہیں اس رہزن کا واقعہ سنا کر کتنا خوش کروں گا۔ بخدا میری زندگی میں پہلا موقعہ ہے۔ کہ میں کسی سے مغلوب ہوا۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس نے ناجائز طریقوں سے کام لیا۔ مجھے یاد ہے۔ ایک مرتبہ جب میں مانٹریل میں تھا۔ تو تین فرانسیسی کاشتکاروں نے میری نسبت کچھ لغو گوئی کی تھی۔ لیکن میں نے فوراً ہی۔۔۔"

مسٹر ہاورڈ کہنے لگا۔ "صاحبان یہ تمسکات موجود ہیں۔ پہلے ان کا معاملہ طے کیا جائے۔ اس کے بعد مسٹر فرینک اپنی داستان ختم کر لیں گے۔"

اب پانچ ہزار پونڈ قرضہ کے متعلق عہد ناموں کا مضمون پڑھا گیا۔ مسٹر ٹارنز نے اُن پر دستخط کر دیئے اور سر کرسٹوفر ملبنٹ نے علی الحساب دو ہزار پونڈ کا چک لکھ کر دے دیا۔ باقی تین ہزار کے لئے یہ شرط ہوئی کہ شادی ہونے کے بعد دیئے جائیں۔ چنانچہ معاملہ کا کاروباری حصہ یوں اطمینان بخش طریق پر ختم ہوا۔ جس کے بعد یہ چاروں آدمی اس نشستگاہ کی طرف ہو لئے۔ جس میں مسٹر ٹارنز کی دو نوجوان بیٹیاں تھیں۔

ایڈیلائس کی رنگت بدرجہ انتہا زرد تھی۔ اور جب قابل نفرت مسٹر فرینک کرٹس مضحکہ خیز آن بان کے ساتھ اس کے قریب پہنچا۔ اور اس کا خوشنما ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔ جب اس کی گرم سانس جو شراب کی بُو اور سگاروں کے دھوئیں سے متعفن تھی اس کے ملائم ہاتھ پر لگی تو اس نازنین نے اپنے ہاتھ کو اس طرح گھبرا کر پرے کھینچ لیا۔ گویا وہ کسی قابل نفرت شے سے چھو گیا۔

اس کے باپ نے جو اس کے طرز عمل کو غور سے دیکھ رہا تھا اس پر غصہ کی تیز نظر ڈالی۔ اور غریب ایڈیلائس نے پھر اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرنے کی کوشش کی۔ اس بدنصیب ہستی کی طرح جیسے کسی منتقم دیوتا کی قربان گاہ پر نثار کیا جانے والا ہو۔ اس نے خاموشی سے اپنے عاشق کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر کمرہ کے ایک کونہ میں لے جائے۔ اس کے پہلو میں بیٹھ کر فرینک کرٹس نے ہاورڈ اور سر کرسٹوفر ملبنٹ کی طرف فاتحانہ انداز سے دیکھا۔ گویا وہ کہنا چاہتا تھا۔ "اب دیکھنا میں اسے کس طرح باتوں باتوں میں رام کرتا ہوں۔"

پھر اس نے ایڈیلائس کی طرف رخ کر کے جس نے اپنی بڑی بڑی نیلگوں آنکھیں شرمیلے انداز سے فرش کی طرف جھکا رکھی تھیں۔ اور جس کی چھاتی ان دردناک جذبات کے زیر اثر جو اس کے اندر

تلاطم پیدا کر رہے تھے متحرک تھی۔ مخاطب ہو کر پیار کے لفظوں میں کہا، "جان من یوں اداس کیوں ہو؟ شادی کا موقعہ خوش ہونے کا موقعہ ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں مجھے آجتک زنانہ صحبت میں رہنے کا کم وقت ملا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے رفتہ رفتہ ہمارے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں میں ہمیشہ مردانہ کھیلوں اور ایسے کاموں کا شائق رہا ہوں جن کی بدولت شہرت حاصل ہو۔ مثلاً چوکیدار کو دھکا دیکر گرا دینا کسی رہزن سے مقابلہ کرنا یا کسی شخص کو ڈوئیل میں جان سے مار دینا وغیرہ۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ تمہاری آتشین کے ساتھ نبرد رہنا میرے لئے بجائے خود کم لطف انگیز نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ رشتہ جو ہمیں باندھنے والا ہے کافی مضبوط ہو۔"

اڈیلائس نے اپنی خوشنما نیلی آنکھوں کو اونچا اٹھا کر ایک منٹ کے لئے اپنے قابل نفرت عاشق کے چہرہ کو دیکھا۔ اور اس کے بعد پھر اپنی آنکھیں فرش کی طرف جھکا لیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سینہ سے ایک گہری آہ نکلی۔ کیونکہ وہ نظر جو اس نے بے اختیار اپنی صحبت میں بیٹھے ہوئے شخص پر ڈالی۔ محض رفع استعجاب کی غرض سے تھی۔ گویا وہ اس کے چہرہ کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کیا وہ سچ مچ یہ سمجھتا ہے۔ میں اس کی لغو کامیوں سے خوش ہو جاؤں گی۔

کرٹس نے اس نظر کا مطلب غلط سمجھ کر فوراً ہی کہا، "بس بس میری جان۔ میرے ساتھ تو تمہاری بے تکلفی ہونی چاہئیے۔ کیونکہ میں رسمیات کا قائل نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ چند گھنٹوں کے عرصہ میں میرا تمہارا تعلق میاں بیوی کا ہو جائے گا۔"

اڈیلائس یہ فقرہ سن کر نمایاں طور پر کانپ اٹھی۔

"اوہ میں اس حیاداری کو بہت پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ عورت کا جوہر ہوتی ہے" قابل نفرت نوجوان نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا، "لیکن کچھ مضائقہ نہیں یہ تھوڑی دیر میں خود بخود دور ہو جائے گی۔"

حسینہ اس فقرہ کو سن کر غصہ سے چونکی۔ اس کے چہرہ کی رنگت سرخ ہو گئی۔ اور آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اس کی آنکھوں سے بہ نکلے۔ کرٹس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ مگر اس نے اسے اس طرح جھٹک کر کھینچ لیا۔ گویا وہ اس کے ہاتھ کو کسی خوفناک جانور کا دہانہ سمجھتی ہو۔

فرنٹیک تلخ لہجہ میں کہنے لگا، "اوہ مس کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں تمہیں کھا جاؤں گا... مگر اوہ۔ میں وہ واقعہ تو تم سے بیان کرنا ہی بھول گیا۔ جو راستے میں مجھے دو رہزنوں کے ساتھ پیش آیا تھا" اس نے نسبتاً زیادہ نرم لہجہ اختیار کر کے کہا، "میں چچا جان اور مسٹر ہاورڈ ہم تینوں ایک پگڈنڈی پر چلتے

ہوئے اس طرف آرہے تھے۔ اور میں ان سے کسی قدر پیچھے رہ گیا تھا محض اس لئے کہ اے جان تمہارے تصور سے دل کو خوش کرسکوں۔ یکایک سڑک کے کنارے ایک باڑ کو پھاند کر تین آدمی نمودار ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی بندوقوں کا منہ میری طرف کو پھیر لیا۔ میں ایسی باتوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے میں نے اپنے چابک کا پتلا سرا ہاتھ میں لے کر اس کے موٹے حصہ سے یکے بعد دیگرے اُن تینوں کو ایسا پھٹکارا... ایسا پھٹکارا کہ کیا بیان کروں۔ اس کے بعد میں چوتھے کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا۔ کہ میرے گھوڑے نے سکندری کھائی اور میں گر پڑا۔ ایک لمحہ بھر کے لئے میں بیہوش ہوگیا۔ اور اس مختصر عرصہ میں اُن کا پانچواں ساتھی میری جیب سے وہ دو ہزار پونڈ نکال کر لے گیا۔ جو جیسا کہ تم جانتی ہو۔ میں تمہارے حسن کی قیمت میں ساتھ لایا تھا"

ایڈیلائس سے اب ضبط نہ ہوسکا۔ کہنے لگی "کیوں صاحب کیا آپ ایسے کلمات سے میری توہین کرنا چاہتے ہیں؟" اور جواب انتظار کئے بغیر سخت غم و غصہ کی حالت میں بے تحاشا کمرہ سے باہر نکل گئی۔

اس اثناء میں اس کی چھوٹی بہن روزامنڈ اپنے والد۔ سر کرسٹوفر اور مسٹر باورڈ کے ساتھ کمرہ کے دوسرے حصہ میں گفتگو کررہی تھی۔ گو اس کی نظریں اپنی بہن کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔ اسے باہر جاتا دیکھ کر وہ بھی اس دل شکستہ لڑکی کے پیچھے کمرہ سے باہر چلی گئی۔ خواب گاہ میں پہنچ کر ایڈیلائس بڑے اضطراب کی حالت میں اپنی بہن روزامنڈ کو چھاتی سے لگا کر اور زار زار رو کر کہنے لگی "ہائے بہن میں اس شخص سے کبھی شادی نہیں کرسکتی۔ میں مرجانا قبول کروں گی۔ مگر اس سے شادی ہرگز نہ کروں گی"

روزامنڈ نے اپنی بہن کو یوں بیقرار دیکھ کر تشفی آمیز لہجہ میں پوچھا "بہن کیا اس نے تمہیں کوئی بُرا کلمہ کہا ہے... مگر نہیں مجھے یہ سوال کرنا ہی نہ چاہئے تھا۔ تمہارے چہرہ کی تبدیل شدہ حالت تمہاری فکرمند نگاہیں۔ تمہاری تشنجی حرکات اور سب سے زیادہ تمہارے تلخ آنسو صاف کہے دیتے ہیں..."

"ہائے میں کیا بیان کروں۔ اُسے دیکھ کر میرے دل میں کس قدر نفرت پیدا ہوتی ہے"۔ ایڈیلائس نے جس کے چہرہ پر انتہائی ذہنی اذیت کے آثار نمودار تھے۔ پرزور لہجہ میں کہا "جب وہ پہلے میرے قریب آیا۔ تو مجھے بڑے استقلال اور کوشش سے کام لے کر حقارت۔ رنج اور اضطراب کے اس احساس کو فرو کرنا پڑا تھا۔ جو اسے دیکھ کر میرے سینے میں پیدا ہوا۔ لیکن میں نے پھر بھی ضبط

گیا۔ اس کے بعد اس کی بدزبانی اور لغو گوئی میرے کانوں میں پہنچی۔ تو اوہ! روزامنڈ۔۔۔"
مضطرب دوشیزہ نے چلّا کر کہا، "میرے لئے اب سوا فرار کے کوئی چارہ کار نہیں۔ اس کے بغیر میرا دل یقیناً ٹوٹ جائے گا۔"
عین اس موقعہ پر مسٹر ٹارنزا آہستگی سے کمرہ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اُس کے چہرے کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس کے سینے میں غصّہ اور افسوس کی سخت جدوجہد ہو رہی ہے گو بظاہر اول الذکر جذبہ ہی غلبہ حاصل کر چکا ہے۔ ایڈیلائس کو جواب تک اپنی چھوٹی بہن کے گلے سے لگی ہوئی تھی۔ خشمگین آنکھوں سے دیکھ کر وہ کہنے لگا، "اے گستاخ نافرمانبردار لڑکی۔ آخر اس حماقت کا کیا مطلب ہے؟"
ایڈیلائس یکا یک روزامنڈ کو چھوڑ کر الگ ہو گئی۔ اور اس کے بعد اپنے باپ کے سامنے دو زانو ہو کر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی: "رحم کرو۔ ابا جان رحم کرو! میں اس خوفناک آدمی سے ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔"
مسٹر ٹارنز نے اپنے ہونٹ کو اس طرح کاٹا کہ خون نکلنے کے قریب ہو گیا۔
مایوس لڑکی اسی طرح دو زانو بیٹھے ہوئے جبکہ اس کے زرد رخساروں پر سرخی کی جھلک بالکل مفقود تھی۔ کہنے لگی "اے مہربان باپ میری درخواست نامنظور نہ ہو۔ میں آپ کی فرمانبردار بیٹی ہوں۔ لیکن اگر آپ نے اس بات پر اصرار کیا۔ کہ میں اس شخص کے ساتھ شادی کروں تو جان لیجیئے میرے حق میں آپ کا یہ حکم فتوئے موت سے کم نہ ہوگا۔ ابا جان یقیناً آپ مجھے۔۔۔ جو آپ کی اپنی عزیز بیٹی ہوں۔ یوں بے دردی سے قربان کرنے کو آمادہ نہیں ہو سکتے۔ آخر مجھ بے چاری سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے۔۔۔ میں نے آپ کو کون سا رنج پہنچایا ہے۔ کہ آپ یوں میری زندگی تلخ کرنے کے درپے ہیں؟ ابا جان میں التجا کرتی ہوں۔۔۔ میں آپ کے سامنے دو زانو ہو کر ہاتھ جوڑتی ہوں کہ اب بھی اپنے ارادہ سے دست برداری اختیار کیجیئے۔۔ اب بھی اس خیال کو اس وقت سے پہلے جانے دیجیئے۔ کہ معاملہ بعد از وقت ہو جائے۔"
مسٹر ٹارنز نے اس مہلک نمود کو قائم رکھتے ہوئے جس کی بدولت وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں ہی اس بات کا بہترین فیصلہ کر سکتا ہوں۔ کہ میری بیٹی کی خوشی کس بات میں ہے۔ کہا، "ایڈیلائس اٹھ میں تجھے حکم دیتا ہوں۔"

مصیبت زدہ لڑکی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر لڑکھڑاتی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ فرط رنج والم نے اس کے مادہ غور وفکر کو بالکل سلب کر دیا ہے۔

مسٹر ٹارنر کہنے لگا۔" اگر اس معاملہ سے باز رہنے کی خواہش میرے دل میں پیدا بھی ہو تو اب ایسا کرنا غیر ممکن ہو چکا ہے۔ اس لئے جو کچھ ہوا۔ اُسی کو بہتر جانو۔ اور یقین رکھو۔ یہ شادی تمہاری دائمی خوشی کا موجب ثابت ہوگی"۔

"ابا جان۔ خوشی!" روزامنڈ نے ملامت آمیز طریق پر کہا۔" اده! کیا ممکن ہے ...؟"

"فرمانبردار لڑکی!" خشمگین باپ نے اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھ کر جواب دیا۔"کیا تم بھی اپنی بہن سے مل کر میری مخالف بن گئی ہو؟ دیکھو ایڈیلائس کی شادی اس شخص سے ہونے والی ہے جو اسے سوسائٹی میں قابل رشک جگہ دے سکیگا۔ اور جو اپنے چچا کی موت پر اس کی عظیم دولت کا وارث بننے والا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ مسٹر کرٹس کے اطوار پوری طرح شستہ نہیں ہیں۔ اور اس کی زبان بھی کسی حد تک بے قابو ہے۔ مگر تم جانتی ہو۔ ساری صفات صرف فرشتوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے آخری فیصلہ یہی ہے کہ یہ شادی ہو جائے اور ایسا ہونا امر لازم ہے۔ کیونکہ میں اس معاہدہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا"۔

ایڈیلائس نے یکایک خیال اور گفتگو کی اس طاقت کو بحال کر کے جو چند منٹ پہلے ذہنی صدمہ کے فوری اثر سے بالکل سلب ہو چکی تھی۔ کہا۔" ابا جان میں صرف ایک لفظ اور کہنا چاہتی ہوں۔ کیا آپ اپنی بیٹی کو اس شخص کے حوالہ کرنے پر رضامند ہیں۔ جو ابھی مجھ سے کہہ رہا تھا۔ میں نے کئی ہزار پونڈ تمہارے حسن کا مول دے دیئے ہیں۔ یہی وہ فقرہ تھا جسے میں برداشت نہ کر سکی۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلی آئی"۔

مسٹر ٹارنر کے دل پر ان لفظوں کا بہت ناگوار اثر ہوا۔ مگر وہ کہنے لگا۔" یہ الفاظ بالکل غلط۔ نامناسب اور غیر محتاط تھے۔ مگر ہمیں کلمات کی بجائے عندیہ کی طرف دیکھنا چاہئے۔ کرٹس ایسا آدمی نہیں ہے کہ تم سے برا سلوک کرے"۔

"ہائے افسوس آپ کو معلوم نہیں۔ اس کی زبان میں کتنا گنوارا پن پایا جاتا ہے۔" ایڈیلائس نے زار وقطار روتے ہوئے کہا۔

"ایڈیلائس تم مجھے اتنا ناراض کر رہی ہو۔ جو صبر انسانی سے باہر ہے" مسٹر ٹارنر نے غصے

سے اپنا پاؤں زمین پر مارتے ہوئے کہا ۔ مگر اس بحث کو جانے دو۔ تم جانتی ہو میرا فیصلہ اٹل ہے اس لئے تم اسے ملنے کو تیار رہو جاؤ۔ میں یہ نہیں کہتا تم نشستگاہ میں واپس جاؤ۔ البتہ اس کی تم سے امید رکھتا ہوں ۔ کہ کل صبح تم ایک پابند فرض لڑکی کی طرح اپنے باپ کا کہنا ضرور مانوگی ۔ جو ہر حال تمہاری بہتری کو پیش نظر رکھتا ہے "

اتنا کہہ کر مسٹر ٹمار نزنے سرد مہری سے ایڈیلائس اور روزامنڈ کی پیشانیوں کو بوسہ دیا۔ اور کمرہ سے باہر چلا گیا۔

اس کے جانے پر چند منٹ دونوں بہنیں چپ چاپ خوف زدہ رنج وفکر کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتی رہیں۔ اوہ اس غم واندوہ کی حالت میں بھی وہ کس قدر خوبصورت نظر آتی تھیں! ذہنی پریشانی اور بے خودی کی حالت میں ان کی صورتیں اور بھی شان دلفریبی حاصل کر چکی تھیں ۔ اور ان کا حسن اس صورت میں پہلے سے دہ چند نظر آتا تھا۔

آخر کار روزامنڈ نے ایڈیلائس کے قریب پہنچکر نرم اور پر درد لہجہ میں کہا "بہن پھر اب تمہارا کیا ارادہ ہے ؟"

اس سوال نے بدنصیب لڑکی کو وارفتگی کی حالت سے چونکا کر یکایک اس سوال کی طرف متوجہ کیا۔ کہ فوراً ہی کوئی فیصلہ کن کارروائی کرنی لازم ہے محبت سے روزامنڈ کی گردن کے گرد بازو ڈال کر وہ کہنے لگی "میرے لئے سوا اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ فرار ہو جاؤں۔ بہن اب میں اس آبائی مکان سے نکل جانے پر مجبور ہو چکی ہوں۔ الہٰی مجھے اس خوفناک طریقہ کو مجبوراً اختیار کرنا پڑے گا "

روزامنڈ ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگی " ایڈیلائس تم اپنی ذات واحد کا ذکر کیوں کرتی ہو۔ حالانکہ تم جانتی ہو۔ میں بھی ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔ ہمارے مقدر ایک دوسرے سے وابستہ ہیں "

بڑی بہن نے کہا " پیاری روزامنڈ وہ محبت جو تمہیں مجھ سے ہے۔ ہر ایک شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ لیکن میں تمہیں فرار میں اپنے ساتھ لے جانے سے ڈرتی ہوں۔ بہن کیا ہم نے کتابوں میں نہیں پڑھا۔ کہ لندن جیسے شہر غدار میں ہر طرح کے خطرات پیش آتے ہیں۔ نہایت خوفناک گڑھے دلفریب مناظر کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ اس لئے اے روزامنڈ تم جو بھولی اور نادان ہو۔ ناحق آبائی مکان چھوڑ کر اس عظیم شہر کے خطرات میں نہ پڑو "

روز امنڈ بڑی ملائمت سے ترغیب دہ لہجہ میں جس کی بدولت وہ اپنی بہن کی نظروں میں پہلے سے دہ چند عزیز ثابت ہوئی۔ کہنے لگی "ایڈیلائیس تمہاری صحبت میں رہ کر میں ان سب خطرات کا دلیری سے مقابلہ کروں گی۔ جن کا تم ذکر کرتی ہو۔ اور ہم ایک دوسرے کو تسلی دے کر زندگی کے دن پورے کیا کریں گی۔"

ایڈیلائیس نے زیادہ انکار بے سود سمجھا۔ اور آخری فیصلہ اسی پر ہوا۔ کہ روز امنڈ بھی فرار میں اس کے ساتھ شریک ہو۔

---

# باب ۱۳

## فرار

آئیے اب ہم ٹام رین فورڈ کی طرف رخ کریں۔ جب ہم نے خود پسند مسٹر فرنیک کرٹس سے دو ہزار پونڈ کی رقم آسانی سے چھیننے کے بعد لندن کو واپس جاتے ہوئے چھوڑا تھا۔

فرنیک کرٹس سے روپیہ چھین کر وہ ہرن۔۔ کیونکہ حقیقت میں خوش دل فیاض شخص اور بہادر ٹام رین کسی طرح رہزن سے کم نہ تھا۔ اس آسان فتح اور سہل کمائی پر زیادہ خوش نہیں ہوا۔ اس روپیہ کو حاصل کر کے اس صورت میں اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی۔ کہ فریق ثانی کی طرف سے بھی جد و جہد ظہور میں آتی۔ اور دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ خطرات کا مقابلہ کرنا اس شخص کی فطری خواہشات کا جزو تھا۔ اور بارہا وہ محض دلچسپی کی خاطر عظیم خطرات کا مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو جاتا تھا۔

جہاں سے ایک پگ ڈنڈی شاہراہ سے جدا ہوتی تھی۔ اس جگہ تک تیزی سے گھوڑا دوڑانے کے بعد اس نے رفتار ہلکی کر دی۔ اور اس کے بعد اسے آہستہ آہستہ چلاتا شاہراہ پر چلتا اس شراب خانہ کے قریب پہنچا۔ جہاں نصف گھنٹہ پیشتر وہ کرٹس کے ہمراہ سگار خریدنے کے لئے رکا تھا۔

اس نے گھوڑا عین شراب خانہ کے سامنے کھڑا کیا۔ اور اتر کر گھوڑے کی لگام شراب خانہ کے ملازم کے حوالہ کی جو ایک سفری گاڑی کے گھوڑے والے کے ساتھ جو دروازہ کے سامنے رکی ہوئی تھی محو گفتگو تھا۔

جب وہ اپنی اونچی ٹوپی کو بانکوں کی طرح سر پر رکھے سفید کوٹ کو سلیقہ کے ساتھ تہ کئے چابک ہاتھ میں لئے کر اطمینان کے ساتھ شراب خانہ میں داخل ہوا۔ تو اس جگہ کے مالک نے فوراً اسے پہچان لیا۔ اور اس کے روبرو شراب کا ایک گلاس پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "کیوں صاحب آپ آج ہی رات لندن واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

ٹام لاپروائی سے بولا "ہاں میں اپنے دوست کو ٹارنز کا ٹیچ تک چھوڑنے گیا تھا۔ اور اب واپس گھر کو جا رہا ہوں"

ان لفظوں کا ایک طویل القامت شکیل نوجوان پر جس کے بال خوشنما سیاہ تھے۔ اور جو اس وقت شراب خانہ میں بیٹھا تھا۔ خاص اثر ہوا۔ اس نے سردی سے بچنے کیلئے بھاری کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس سے ٹام نے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکالا۔ کہ یہ شخص سفری گاڑی کے باہر بیٹھکر سفر کر رہا ہے۔

"ٹارنز کا ٹیچ! مالک شراب خانہ نے کہا "آپ کے آنے سے پہلے ذکر بھی اسی جگہ کا ہو رہا تھا" پھر اس نوجوان کی طرف اشارہ کرکے اس نے کہا "آپ پوچھتے تھے۔ میرے ہاں کوئی آدمی ایسا ہے جو پوشیدہ طور پر ان کا رقعہ وہاں لے جائے"

مالک شراب خانہ نے یہ الفاظ کہہ تو دیئے۔ مگر وہ نوجوان رہ رہ کر کھانستا اور "ہوں" "ہوں" کرتا رہا۔ جس سے اس کی مراد مالک شراب خانہ کو کسی طرح ان الفاظ سے باز رکھنے کی تھی۔ کیونکہ قدرتی طور پر وہ پسند نہ کرتا تھا۔ کہ میرے نجی کے معاملہ کو بالکل اجنبی شخص کے سامنے ظاہر کیا جائے۔

ٹام رین اس جوان کا مطلب تاڑ گیا۔ اور شراب خانہ کے مالک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تم بڑے باتونی آدمی ہو۔ یہ نہیں جانتے آپکے معاملہ کو جو نہ جانے کس راز پر مبنی ہے۔ یوں کھلم کھلا بیان کرنے سے انہیں کس قدر نقصان پہنچا رہے ہو۔ اچھا ہوا معاملہ مجھی تک رہا۔ کیونکہ میں فطرتاً کسی کو نقصان پہنچانے کے خلاف ہوں۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو امداد کے لئے بھی حاضر رہتا ہوں..."

نوجوان کے چہرہ پر مالک شراب خانہ کی باتوں سے رنج کے جو آثار پیدا ہوئے تھے۔ وہ یکایک خوشی اور امیدیں بدل گئے۔ اور وہ تعجب سے کہنے لگا "اچھا"

"ہاں ہاں" ٹام نے کہا "مگر آیئے ہم اس معاملہ پر علیحدہ ہو کر گفتگو کریں"

مالک شراب خانہ کہنے لگا "آپ دونوں نشستگاہ میں تشریف لے جائیے۔ وہاں اسوقت کوئی تیسرا آدمی موجود نہیں"

رین فوراً اور وہ طویل القامت اجنبی دونوں یہ اشارہ پاکر شراب خانہ کی نشستگاہ میں داخل

ہوئے ۔ اور جب دروازہ بند کر چکے ۔ تو رہزن اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اگر میرا قیاس غلط نہیں ہے تو غالباً آپ ہی وہ صاحب ہیں جنہیں خود پسند فرینک کرٹس زک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے"

اجنبی نے اس سوال کا براہ راست کچھ جواب دیتے ہوئے کہا "میرا نام کلیرنس ولیرز ہے"

"اور آپ کو مسٹر ٹارنز کی بڑی لڑکی سے عشق ہے" رین فورڈ نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "دیکھئے اس پس وپیش میں وقت ضائع نہ کیجئے ۔ کہ آپ مجھے اپنا رازدار بنا سکتے ہیں یا نہیں ۔ بلکہ اطمینان رکھئے ۔ مجھ سے اگر کسی طرح کی امداد ممکن ہوئی ۔ تو میں اس کے لئے آمادہ ہوں ۔ یہ بتائیے میں آپ کی مدد کس طریق پر کر سکتا ہوں؟"

ولیرز نے اخلاق آمیز لیکن محتوظ لہجہ میں کہا "معاف فرمائیے ۔ میں پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں مجھے کن سے مخاطب ہونیکا شرف حاصل ہے؟"

رہزن بولا "میرا نام کپتان سپارکس ہے اور میں سر کرسٹوفر اور ان کے بھتیجے سے اچھی طرح واقف ہوں ۔ تھوڑی دیر گذری میں ان کے ہمراہ ٹارنز کاٹیج تک گیا تھا ۔ اور بعض خاص وجوہ سے مکان کے اندر داخل نہیں ہوا ۔ لیکن اس کا اطمینان رکھئے ۔ میں آپکے معاملہ کے ہر پہلو سے اچھی طرح واقف ہوں ۔ زیادہ صاف لفظوں میں میں جانتا ہوں کہ مس ایڈیلائس ٹارنز کو مسٹر کلیرنس ولیرز سے عشق ہے ۔ اور وہ مسٹر فرینک کرٹس سے نفرت کرتی ہے ۔ لیکن مسٹر فرینک کرٹس کو اس کے دنیادار باپ کی نظروں میں اس لئے زیادہ وقعت حاصل ہے کہ پانچ ہزار پونڈ کی رقم ..."

"بس ۔ کپتان سپارکس بس! آپ کا اتنا کہنا کافی ہے" ولیرز بولا "صاف ظاہر ہے ۔ کہ آپ معاملہ سے بخوبی واقف ہیں ۔ اور مجھے آپ سے اس کام میں ضرور مدد حاصل ہوگی"

ٹام بولا "میں ضرور آپ کی مدد دونگا ۔ اور لیجئے وعدہ کے طور پر اپنا ہاتھ پیش کرتا ہوں مگر یہ بتائیے ۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے" پھر اپنی جیب سے سونے کی خوشنما گھڑی نکال کر اور اسے جلدی سے دیکھ کر وہ بولا "ساڑھے آٹھ بج چکے ہیں"

نوجوان بولا "میرا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح ایڈیلائس سے ملاقات ہو جائے ۔ اور میں اُسے اس بات پر آمادہ کر لوں کہ ... کہ ..."

ٹام رین کہنے لگا "میرے دوست تامل کیوں کرتے ہو ۔ صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ تم اسے اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرنا چاہتے ہو ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں ۔ کیا اس بارہ میں تمہارے ارادے نیک ہیں؟"

نوجوان نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "خدا گواہ ہے کہ میں نے کئی بار اس حسینہ کو خفیہ طور سے شادی کرنے پر اکسایا۔ مگر اس پاکباز لڑکی نے اس بات کو نامناسب سمجھ کر ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔"

رین فورڈ نے پوچھا "مگر سوال یہ ہے شادی ہونے تک جو عرصہ گذرے گا۔ اس میں تم اسے کہاں رکھو گے؟ وہ چونکہ نابالغ ہے۔ اس لئے میرے خیال میں تم اس کے والد کی مرضی کے بغیر شادی کی اجازت حاصل نہیں کر سکتے۔"

کلیرنس نے جواب دیا "میری ایک پھوپھی لندن میں رہتی ہے۔ جسے مجھ سے کامل ہمدردی ہے۔ وہ اس کے ساتھ مادرانہ سلوک کرے گی۔ اور اسے اس وقت تک اپنے ہاں رکھے گی کہ مجھے اس کو اپنے پاس رکھنے کا قانونا حق حاصل ہو جائے۔"

ٹام بولا "تجویز معقول ہے۔ مگر پھر بھی ذرا غور کیجئے۔ کہ ایک جوان عورت رات کے وقت ایک جوان مرد کے ساتھ فرار ہو تو لوگوں میں ۔۔۔ دیکھئے میں آپ ہی کی بہتری کے لئے یہ ساری مشکلات ظاہر کر رہا ہوں۔"

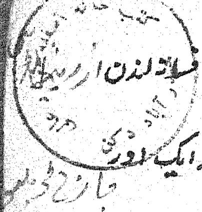
دلیر نے جلدی سے کہنے لگا "میں نے اس مشکل کو بھی پیش نظر رکھ لیا تھا۔ اور اس کا حل موجود ہے۔ در حقیقت ایڈیلائس اور اس کی بہن روز امنڈ میں اتنی گہری محبت ہے کہ ان میں سے اگر ایک فرار ہوئی۔ تو دوسری ضرور اس کے ساتھ جائے گی۔"

رین فورڈ بولا "واہ! گویا تم ایک وار میں دو لیڈیوں کو اڑانا چاہتے ہو۔ اس سے تو معاملہ کی پیچیدگی اور بڑھتی ہے۔ خیر یہ تو صاف ظاہر ہے کہ کسی قاصد کو رقعہ دیکر ٹارنہ کاٹیج میں بھیجنا سراسر بے سود ہے۔ کیونکہ اسے مسٹر ٹارنہ راستہ ہی میں روک لے گا۔ لیکن اگر تم وہ رقعہ میرے حوالہ کر دو۔ تو میں اس کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ اسے تمہاری معشوقہ کے ہاتھ پہنچا دونگا۔"

"کون۔ آپ!" کلیرنس نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں جس بات کا وعدہ کروں اسے پورا کر کے دکھا دیتا ہوں۔ اس لئے اگر میری ہدایات پر عمل کرو۔ تو معاملہ کے اطمینان بخش طریق پر طے ہونے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔"

کلیرنس نے گھنٹی بجائی۔ اور شراب خانہ کے ملازم کو قلم دوات کاغذ لانے کا حکم دیا چند منٹ کے عرصہ میں اس نے اپنی معشوقہ ایڈیلائس کے نام ایک رقعہ لکھا جس کا مضمون اس نے اپنے ساتھی کو پڑھ کر سنا دیا۔ اسے سن کر ٹام کہنے لگا "اب تم اس کو لفافہ میں بند کر کے





مہر لگا دو۔ کیونکہ میرے ہاتھوں سے نکلنے کے بعد مس ٹارنز تک پہنچنے سے پہلے رقعہ ایک اور شخص کے ہاتھوں سے بھی گذرے گا"

کلیرنس نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ رین فورڈ نے لفافہ جیب میں ڈال لیا۔ اور لمحہ بھر سوچکر کہنے لگا "اب تم اس سفری گاڑی میں سوار ہو کر ٹارنز کاٹیج سے ذرا فاصلہ پر رک جانا۔ میں تھوڑی دیر میں اسی طرف کو آتا ہوں۔ کسی بات کی فکر نہ کرنا۔ بلایہ حسب مقام پر رکو۔ وہاں میری واپسی تک صبر سے انتظار کرتے رہنا"

ڈیبرز نے ان ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور رین فورڈ اس سے عارضی طور پر رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر پھر ٹارنز کاٹیج کی طرف ہو لیا۔

رہزن نے تیزی سے گھوڑا اچلاتے ہوئے اس وقت سے پہلے ہی کہ اسے فاصلہ پر تاروں کی روشنی میں ٹارنز کاٹیج کی سفید دیواریں نظر آنے لگیں۔ اپنے دل میں آئندہ طریق عمل کے متعلق تجویز پختہ کر لی تھی۔ کوٹھی سے قریباً ایک سوگز فاصلہ پر گھوڑے سے اُتر کر اس نے اسے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا۔ اور خود پیدل چلتا ہوا مکان کی طرف بڑھا۔ پھر مکان کے ہر حصہ کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد شاگرد پیشہ کا رخ کیا۔ اور اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ مکان کے اس حصہ میں کھڑکیوں کے اندر روشنی نظر آ رہی ہے۔

اُس باڑ کو پھاند کر جو مکان اور کھیتوں کے درمیان حائل تھی۔ ٹام رین اس طرف کو بڑھا۔ جدھر روشنی نظر آتی تھی۔ اور جیسا کہ اُسے امید تھی۔ وہاں اسے سر کرسٹوفر کا ملازم جان جیفریز گھوڑوں کی نگہداشت میں مصروف نظر آیا۔

وہ اس وقت وہاں اکیلا ہی تھا۔ اور جب رہزن نے آہستہ سے پیچھے آ کر اس کے شانہ پر ہاتھ رکھا۔ اور اس نے مڑ کر اسے کھڑا دیکھا تو اس کی حیرت انتہا نہ رہی۔ مگر ٹام نے فوراً ہی آواز دبا کر کہا۔ "دیکھو ہمارے پاس فضول گفتگو کے لئے وقت نہیں۔ یہ لو پانچ گنی انعام کے لیں اس رقعہ کو پوشیدہ طور پر مس ٹارنز یعنی بڑی لڑکی ایڈیلائس کے ہاتھوں تک پہنچا دو"

جیفریز بولا "یہ کام میں ابھی کئے دیتا ہوں۔ گھر کی خادمہ میرے کہنے میں ہے اور باورچن بوڑھی اور بہری ہے۔ اس لئے اس کام میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی"

"بہت اور بھی اچھا ہے۔ اس رقعہ کا جواب مجھے اس گلی میں جو اس مکان سے شاہراہ تک جاتی ہے۔ لا دینا۔ میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا"

جیفریز کہنے لگا وہ مگر آپ اس جوابی رقعہ کو کس طرح پڑھیں گے۔ رات کا وقت ہے! اور روشنی نہیں کہ آپ خط کا مضمون پڑھ سکیں"

ٹام بولا "اس کا مضائقہ نہیں۔ کیونکہ جواب زبانی ہوگا۔ ہاں یا نہ دو میں سے جو جواب ملے مجھے پہنچا دینا"

جیفریز نے وعدہ کیا کہ تعمیل ارشاد میں ذرا دیر نہ ہوگی۔ اور رین فورڈ اس سے رخصت ہو کر گلی میں اس مقام پر پہنچا۔ جہاں وہ اپنا گھوڑا چھوڑ آیا تھا۔

ایسے موقعوں پر بہت سے ناول نویس ان خیالات کا ذکر کرنے والا ذکر شروع کر دیا کرتے ہیں۔ جو اس نصف گھنٹہ کے عرصہ میں رین فورڈ کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ اسے فرش زمین پر کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ لیکن ہم چونکہ اپنی داستان کو ایسے خشک مضامین سے طول دینا پسند نہیں کرتے۔ ورنہ اپنے ناظرین کو زیادہ عرصہ تک التوا میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے فوراً ہی بیان کر دیتے ہیں کہ نصف گھنٹہ گذرنے پر جان جیفریز مقام مقررہ پر پہنچ گیا۔ اور اسے دیکھ کر ٹام نے بے صبری سے پوچھا "کیوں کیا خبر لائے ہو؟"

"بہت اچھی"

"کیا؟"

"ہاں!"

رین فورڈ بولا "بہت خوب تم اب واپس چلے جاؤ۔ تم سے جو کام لینا مطلوب تھا وہ لیا جا چکا"

نوکر کہنے لگا "لیکن مجھے ابھی آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ ابھی ابھی سر کرسٹوفر نے مجھے نشستگاہ میں کچھ حکم دینے کے لئے بلایا تھا۔ میں نے اس وقت مسٹر فرینک کو جو نشہ شراب میں مخمور ہے۔ اپنے دوست وکیل سے فخریہ یہ کہتے سنا۔ کہ میں آس پاس یہ دیکھنے جاتا ہوں کوئی بدمعاش چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وکیل اس معاملہ کے متعلق جو آپ کے ساتھ پیش آیا۔ اسے طعنے دیتا رہا ہے۔ اور فرینک پھر خود پسندی کا اظہار کرنے لگا ہے۔ میں نے یہ اطلاع آپ کو اسلئے دینی ضروری سمجھی کہ شاید اس کام کے سلسلہ میں جو آپ کے پیش نظر ہے۔ آپ کو کچھ عرصہ اور یہاں ٹھیرنا پڑے۔ اس صورت میں محفوظ رہنے کی فکر کر لیجئے"

رین فورڈ بولا "جان میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ لو پانچ پونڈ اور ہیں۔ اور میں اولڈ ڈلیتھ سے ضرور تمہاری سفارش کروں گا۔ مگر تم فوراً ہی واپس چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کوئی تمہیں بلائے اور تم نظر نہ آؤ"

جیفریز نے مزید انعام کے لیے رہزن کا پھر شکریہ ادا کیا۔ اور کوٹھی کی طرف واپس ہوا۔

اب وہ کا حصل تھا۔ اور رین فورڈ دل سے کہہ رہا تھا۔ معلوم نہیں ابھی کتنی دیر اور انتظار کرنا پڑے گا۔ اس کا جوشیلا گھوڑا کھڑے کھڑے بیقرار ہو گیا۔ اور خود رین فورڈ نے اگرچہ بھاری کوٹ پہنا ہوا تھا۔ مگر سردی کیوجہ سے اس کے بدن میں کپکپی پیدا ہونے لگی تھی۔

اسی طرح پاؤ گھنٹہ اور گذر گیا۔ اور آخر اس کے گذرنے پر ٹام رین کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ دو جوان عورتیں شال اور سمور میں لپٹی ہوئی فاصلہ پر اس کی طرف کو آ رہی ہیں۔

اس قدر بلند آواز میں جوان حالات میں موزوں تھی۔ اس نے کہا ،، خواتین۔ سارا انتظام درست ہے۔ تشریف لے آیئے"

ایڈیلائس اور روزامنڈ دونوں اسی طرح تیزی سے چلتی اس کی طرف کو آئیں۔ جیسے خوف زدہ بکری کے بچے گڈریئے کی طرف آیا کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس کے قریب پہنچ گئیں تو ان کی زبان سے ایک لفظ تک نہ نکلا۔

رہزن ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ،، آپ خوف زدہ نہ ہوں۔ میں ہی وہ دوست ہوں۔ جس کا مسٹر ولیرز نے اس رقعہ میں ذکر کیا تھا"

اس پر ایڈیلائس نے التجا کے لہجہ میں کہا "اے صاحب ہمیں بچایئے۔ جلدی ہمیں یہاں سے لے چلیئے۔ کیونکہ جب ہم مکان سے نکلیں۔ تو مسٹر کرٹس باغ میں تھا۔ اور اس نے ہمیں اس طرف آتے دیکھ لیا"

عین اس وقت کوٹھی کی طرف سے چند شخصوں کے باتیں کرتے ہوئے اس مقام کی جانب آنے کی آواز سنائی دی۔ جہاں رین فورڈ اور دونوں لڑکیاں کھڑی تھی۔ اس پر ٹام رین کہنے لگا ،، آپ ذرا جلد جلد چل کر اس گلی سے گذر چلیں۔ سرے پر مسٹر ولیرز گاڑی لیے آپ کے منتظر ہیں میں یہاں آپ کی حفاظت کے لئے ٹھیرتا ہوں۔ اور کسی کو آپ کے پیچھے نہ جانے دوں گا"

ایڈیلائس اور روزامنڈ کے دل میں شکریہ کے الفاظ پیدا ہوئے۔ مگر خوف نے ان کو لبوں پر ہی روک دیا۔ پیچھے کی طرف نظر ڈالنے کی جرأت نہ کر کے وہ تیزی سے قدم اٹھاتی ٹام رین کے پاس سے آگے کو گذر گئیں۔

ان کے جانے پر رین فورڈ گھوڑے پر سوار ہو کر گلی کے بیچ میں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں وہ آوازیں جو کوٹھی کی طرف سے سنائی دے رہی تھیں۔ زیادہ واضح ہو گئی تھیں۔ تھوڑی دیر میں

رین فورڈ انہیں صاف طور پر سننے کے قابل ہو گیا۔

"نا فرمانبردار ۔ ۔ ۔ خود پسند لڑکیاں!" ایک شخص کی آواز آئی۔ جسے ٹام رین نے صحیح طور پر مسٹر ٹارنر سمجھا۔

"مگر اچھا ہوا۔ میں نے انہیں جاتے دیکھ لیا۔" لاف زن کرٹس ہنکار کر کہنے لگا۔ "خدا قسم اگر ۔ ۔"

وکیل بولا "اچھا تو جب ہو۔ کہ وہ ہمیں مل جائیں۔"

سر کرسٹوفر نے کہا۔ "اوہ! اوہ! میرا تو دم پھول گیا! کاش کہ جان گھوڑے لے کر پہنچ جائے فرینک تم نے اسے جلد آنے کی ہدایت کر دی تھی؟"

"ہاں ہاں۔ اور ہمارا اُن لڑکیوں کو راستہ ہی میں روک لینا یقینی ہے۔" کرٹس بولا۔ "لیکن میں سوچتا ہوں۔ اگر ان غریبوں کا کسی رہزن سے مقابلہ ہو گیا۔ اور ہم ان کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہوئے ۔ ۔ ۔"

ہاورڈ کہنے لگا۔ "پھر کیا ہوا۔ میری رائے میں تو دونوں حالتیں مساوی ہیں ۔ ۔ ۔"

وہ ابھی فقرہ ختم نہ کرنے پایا تھا کہ مسٹر ٹارنر جو آگے آگے چل رہا تھا۔ یکایک رُک گیا۔ اور اس کے منہ سے حیرت کا کلمہ نکلا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" کرٹس نے کانپتے ہوئے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا سارا نشہ ہرن ہو گیا۔

مسٹر ٹارنر چلا کر کہنے لگا۔ "کوئی بدمعاش یہاں گھوڑے پر سوار کھڑا ہے۔ لیکن مجھے اس کا خوف نہیں۔ میرے خیال میں اس کا میری بیٹیوں کے فرار سے ضرور کچھ تعلق ہے۔"

یہ کہہ کر غصے میں بھرا ہوا باپ رہزن کی طرف لپکا۔ مگر ٹام نے اپنی صاف اور زوردار آواز میں چلا کر کہا۔ "خبردار! پیچھے ہٹ کر کھڑے رہو۔" اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں دو پستولوں کی کھڑکھڑاہٹ صاف طور پر سنائی دی۔

"باپ رے! یہ تو وہی ڈاکو ہے۔" فرینک کرٹس نے مسٹر ٹارنر کے پیچھے چھپ کر اور اس کے کوٹ پر ہاتھ ڈال کر کہا۔ "لینا لینا! جانے نہ پائے۔ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں۔"

"بدمعاش تو میرے دو ہزار پونڈ واپس دے دے۔ تو میں ایک نائٹ کی حیثیت میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ہم تجھے کچھ نہ کہیں گے۔" سر کرسٹوفر نے رہزن سے کہا۔ جو بھاری سفید کوٹ میں لپٹا ہوا اسٹرک کے وسط میں بڑے سکون کے ساتھ قد آور گھوڑے پر سوار تھا۔ اور رات کی تاریکی

میں اس دیو کی طرح نظر آتا تھا۔ جو فرش زمین سے بلند ہو۔ مگر یہ الفاظ کہتے ہوئے ہمارا قابل نائٹ رہزن سے احتیاطاً پرے ہی رہا۔

ٹام بولا ”مسٹر کرسٹوفر میں آپ کی عنایت کا بہت ممنون ہوں۔ لیکن مجھے کسی قیمت پر بھی آپ سے آزادی خریدنے کی ضرورت نہیں۔ اتنا میں آپ میں سے ہر ایک کو کہے دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میرے پاس سے گذر کر آگے نکلنے کی جرأت کرے گا۔۔“

”او پاجی یہ بتا میری بیٹیاں کہاں ہیں؟“ مسٹر ٹارنر نے چلا کر پوچھا۔

”ٹھیک ہے! ٹھیک ہے! اس کم بخت کو اچھی طرح مزہ چکھائیے“ فرنیک کرٹس نے مسٹر ٹارنر کے سایہ میں کھڑے کھڑے کہا ”آپکے پیچھے ہٹ جانے پر میں اس کے مقابلہ میں نکلوں گا“

ہاورڈ کہنے لگا ”پہلے ہی کیوں نہیں نکلتے؟“

”اور تم کس لئے پیچھے کھڑے ہو؟“ کرٹس نے ہاورڈ سے پوچھا۔

وہ کہنے لگا ”اس لئے کہ ایسے معاملات میں دخل اندازی میرا کام نہیں“

”شاباش! وکیل صاحب شاباش!“ ٹام نے کہا ”اگر آپ کو سیسہ کی ایک گولی لگ گئی تو یقیناً قانونی فیس کی کوئی بڑی سے بڑی رقم بھی اس کا تلافی نہ کر سکے گی۔ مگر یہ یاد رہے میں نے اگر فیر کیا۔ تو جان سے مارنے کیلئے نہیں کرونگا۔ بلکہ صرف لنگڑا کرنے کی غرض سے“

ٹارنر سخت غصہ کی حالت میں کہنے لگا ”مسٹر کرٹس۔۔۔ مسٹر کرسٹوفر۔۔۔ کیا آپ میں سے کوئی مجھے اس بدمعاش کی گرفتاری میں مدد نہ دیگا۔ جو یوں سامنے کھڑا گستاخانہ کلمات کہہ رہا ہے؟“

اتنا کہہ کر وہ پھر اس کی طرف لپکا اور فرنیک کرٹس جو اس کے پیچھے چھپا ہوا تھا جھٹ سے اپنے چچا کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

”پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ خدا کی قسم میں فیر کر دوں گا“ رین فورڈ نے گرج کر کہا۔ اور اسکے ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو سڑک کی چوڑائی میں اسطرح کھڑا کر لیا کہ پاس سے گذرنے کی کوئی جگہ باقی نہ رہی۔

ٹارنر کہنے لگا ”تم مجھے مارنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔۔۔ ہائے میری بیٹیاں فرار ہوئی جاتی ہیں“

اتنا کہہ کر اس نے گھوڑے کے سامنے سے نکل جانے کی کوشش کی۔

مگر اس غیر معمولی پھرتی سے کام لیکر جو رین فورڈ کی شہسواری پر دلالت کرتی تھی اس نے گھوڑے کو ایسے طریق پر آگے پیچھے کو ہٹایا کہ ٹارنر کو آگے نکلنے کا موقعہ نہ ملا۔ ساتھ ساتھ وہ بدستور خوفناک دھمکیاں دیتا رہا۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کا منشا ہرگز ان دھمکیوں کو عملی صورت دینے کا نہ تھا۔

غصّے سے بیتاب باپ چلا کر کہنے لگا "مسٹر کرٹس تم کیوں میری مدد کو نہیں آتے؟ میری بیٹیاں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرار ہوئی جاتی ہیں۔ تمہاری اپنی دلہن ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے۔"

"اور تمہارے اپنے ہاتھ سے بھی تو روپیہ کی وہ رقم نکلی جا رہی ہے جو تم نے اپنی بیٹی کی نارضامندی کی شادی سے حاصل کرنا تھا" رین فورڈ نے سرد مہری سے کہا "اے حریص بڈھے۔ تیرے جیسے شخص کی یہی سزا ہونی چاہیئے"

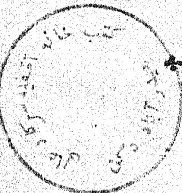
اتنا کہکر ہرزن نے یکایک گھوڑے کا رخ پھیرا۔ اور اُسے سرپٹ دوڑاتا آناً فاناً نظروں سے غائب ہو گیا۔

وہ کم و بیش دس منٹ تک راستہ روکے کھڑا رہا تھا۔ تاکہ دونوں مفرور لڑکیوں کو نکل جانے کے لئے کافی وقت مل جائے۔ اس کا اپنا اندازہ یہ تھا کہ وہ اس سے نصف عرصہ میں اس گاڑی کے قریب پہنچ گئی ہوں گی۔ جسے ساتھ لئے کلیرنس ڈلیرز گلی کے سرے پر منتظر تھا۔

جیفریز سائیس نے عمداً گھوڑے لانے میں تاخیر کی۔ اور آخر جب وہ انہیں لے کر آیا بھی تو ہرزن کو وہاں سے گئے کئی منٹ گذر چکے تھے۔ اب ان لوگوں کے لئے جو اس کا تعاقب کرنا پسند کرتے تھے راستہ صاف تھا مگر تعاقب صرف دو شخصوں نے کیا۔ ایک مسٹر ٹارنر اور دوسرے سائیس جیفریز۔ نے آخر الذکر نے بھی محض اس لئے کہ وہ ٹارنر کو مدد دینے کی بجائے اُلٹا اسے غلط فہمی میں ڈال کر غلط راستہ پر لے جانا چاہتا تھا۔

فرنیک کرٹس نے فوری علالت کا بہانہ پیش کر دیا۔ اور سر کرسٹوفر میں پیچھے جانے کی طاقت ہی نہ تھی۔ وکیل گو بزدل نہ تھا۔ مگر اس نے سوچا مجھے کیا پڑی ہے۔ کپتان سپارکس جیسے خطرناک شخص کے تعاقب سے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالوں۔ واضح رہے۔ وہ ٹام کو صرف کپتان سپارکس ہی کے نام سے جانتا تھا۔

غرض اس طرح پر سر کرسٹوفر۔ اُس کا بھتیجا اور وکیل صاحب ان گھوڑوں کو لئے جنہیں سائیس ان کے لئے اصطبل سے لایا تھا۔ کوٹھی کی طرف واپس لوٹے اور مسٹر ٹارنر اور جیفریز گھوڑے دوڑاتے لندن کی طرف روانہ ہوئے۔



## سلسلہ ثانی کی پہلی جلد ختم ہوئی

# ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

## وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

### جارج ڈبلیو ایم۔ رینالڈس

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| فسانہ لندن (۷ حصے) | مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول) | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۳۴۸ | [illegible] |
| " (۵ حصے) | " (سلسلہ ثانی) | " | ۲۶۶۴ | [illegible] |
| باپ کا قاتل (۶ حصے) | پیری سائڈ | منشی شمیم الدین صاحب بلہوری | ۵۲۵ | [illegible] |
| خونی تلوار | ہیسکر آف گلنکو | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۸۵۴ | [illegible] |

### مارس لیبلانک

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| انقلاب یورپ | ۸۱۳ | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۵۱۰ | [illegible] |
| شریف بدمعاش (۲ حصے) | کنفشنز آف آرسین لوپن | " | ۱۷۰ | [illegible] |
| چلتا پرزہ | " آخری حصہ | " | ۵۶ | ۸/ |
| مخفی ہیرا (۲ حصے) | ایریسٹ آف آرسین لوپن | " | ۱۶۹ | [illegible] |

### ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| نقلی نواب | آرسین لوپن | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۳۴ | [illegible] |

### ولیم لکیو

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| منزل مقصود | ہشٹ اپ | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۵۰ | [illegible] |

### الگزینڈر ڈوماس

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| وطن پرست | ریجنٹس ڈاٹر | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۳۴۰ | [illegible] |

### رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| روحوں کا خراج | ٹریبوٹ آف سولز | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۶۴ | ۱۰/ |

### شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

| کتاب | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| افسانہ بنگال | ... | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۱۳۵ | ۱۲/ |
| کانٹوں کا تاج | مکٹ | ... | ۳۵ | ۴/ |

## لال برادرس ۷ سپار سنز روڈ نولکھا لاہور

امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام لالہ واسدیو وج پرنٹر چھپا